مشاہیر کے خطوط

بنامِ والدِ محترم

ابنِ غوری

ترتیب وتقدیم

سید احمد زکریا غوری ندوی

مشاہیر کے خطوط

بنام والدِ محترم

ابنِ غوری

ترتیب وتقدیم

سید احمد زکریا غوری ندوی

۱۴۴۸ھ - ۲۰۲۶ء

نام کتاب : مشاہیر کے خطوط بنام والدِ محترم: ابن غوری

نام مرتب : سید احمد زکریا غوری ندوی

صفحات : ۱۸۴

ملنے کے پتے:

☆12-2-133/A، اَشفاق ہاؤز، فلاٹ نمبر:201، مراد نگر، حیدرآباد-500028
تلنگانہ اسٹیٹ (انڈیا)۔فون نمبر9392460130

☆ مکتبہ کلیمیہ، نیاز بلڈنگ، ملے پلی روڈ، حیدرآباد-500001، تلنگانہ اسٹیٹ (انڈیا)
فون نمبر9885655591

MASHAHEER KEY KHUTOOT BANAAM WALID-e-MUHTARAM: IBNE GHOURI

Compiled by: Syed Ahmed Zakarya Ghouri Nadvi

ISBN : 978-93-6038-673-3

فہرست

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للّٰہ الذي خلق الإنسان وعلّمه البيان -والصلاة والسلام على نبيّه المصطفى وعلى آله وصحبه أجمعين- أمَّا بعد!

علمی مراسلات کی تاریخ نہایت قدیم ہے، یہاں نہ تو اس کی تفصیلات میں جانے کی گنجائش ہے اور نہ اس کے آغاز کا استقصا مقصود ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآنِ کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکۂ سبا کے واقعے میں مکتوب نگاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِي مُسْلِمِيْنَ﴾[سورۂ نمل: ۳۰، ۳۱]۔ ترجمہ: ''وہ سلیمان کی طرف سے آیا ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو رحمٰن ورحیم ہے۔ (اس میں لکھا ہے) کہ: میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو، اور میرے پاس تابع دار بن کر چلے آؤ''۔

یہ مکتوب حسنِ آغاز، اختصارِ عبارت اور وضاحتِ مقصد جیسی نمایاں خصوصیات کا حامل تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکتوب نگاری کو دعوت وتبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنایا اور مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام خطوط لکھ کر انھیں اسلام کی دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات فصیح زبان، بلیغ اسلوب، واضح عبارت، مختصر مضمون، حکیمانہ طرزِ خطاب اور مخاطبین کے حالات ومراتب کی رعایت جیسی خصوصیات سے متصف تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت، تعلیم، اصلاح، طلبِ نصیحت اور حصولِ رہنمائی کے لیے مراسلات سے فائدہ اٹھانا مشروع اور مفید ہے۔

اسی بنیاد پر مسلمانوں میں علمی مراسلات کا سلسلہ عہدِ صحابہ وتابعین ہی سے جاری رہا۔

وہ ایک دوسرے کو خطوط لکھ کر احادیثِ نبویہ کی توضیح، آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر، احکامِ شریعت اور عقیدے کے مسائل کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔ یوں مکتوب نگاری محض شخصی رابطے کا ذریعہ نہ رہی، بلکہ علمی استفادے، تحقیق، تبادلۂ خیال اور توضیح وتشریح کا ایک معتبر وسیلہ بن گئی۔

اس ابتدائی علمی روایت کی نمایاں مثالوں میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) کا امام عثمان البَتّی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۴۳ھ/۷۶۰ء) کے نام خط شامل ہے، جس میں انھوں نے ایمان سے متعلق مسائل بیان کیے اور اپنی طرف منسوب کیے جانے والے نظریۂ ''اِرجاء'' کے بارے میں اپنا موقف واضح کیا۔ یہ مکتوب اس حقیقت کا نمایاں نمونہ ہے کہ علماء مراسلت کے ذریعے اپنے افکار و آراء کی وضاحت کرتے اور اپنی طرف غلط طور پر منسوب باتوں کی تصحیح فرماتے تھے۔

اسی نوع کی ایک اہم مثال امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۷۹ھ/۷۹۵ء) اور امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۷۵ھ/۷۹۱ء) کے درمیان ہونے والی مراسلت ہے، جس میں عملِ اہلِ مدینہ اور مختلف اسلامی علاقوں کے علماء کے مابین اختلاف کے اسباب زیرِ بحث آئے۔ ان خطوط نے دلیل، علمی وقار اور باہمی احترام پر قائم فقہی مکالمے کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

دینی اور فقہی مباحث کے ساتھ ساتھ طبیعی علوم میں بھی مراسلت کی یہ روایت جاری رہی۔ چناں چہ ابو ریحان البیرونی (وفات: ۴۴۰ھ/۱۰۴۸ء) اور ابن سینا (وفات: ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء) کے درمیان فلکیات، طبیعیات اور دیگر طبیعی علوم سے متعلق ہونے والی مراسلت اسلامی تہذیب میں علمی، تحقیقی اور تنقیدی فکر کی فعالیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) کے خطوط ''فضائل الأنام من رسائل حجة الإسلام'' کے عنوان سے محفوظ ہیں، جن میں علم، تربیت، اصلاح اور علماء کے آداب جیسے اہم موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔

یہ علمی و فکری روایت جدید دور میں بھی جاری رہی۔ چناں چہ مشہور عالم دین، مصلح

اور مفسر شیخ محمد رشید رضا مصری رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) اور معروف مفکر، مؤلف اور ادیب امیر شکیب ارسلان (وفات: ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء) کے درمیان اصلاح، بیداری اور مسلمانوں کے اجتماعی حالات سے متعلق ہونے والی مراسلت کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔ اسی طرح مشہور عرب مفکر و ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین (وفات: ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) اور معروف ادیب توفیق الحکیم (وفات: ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) کے درمیان ادبی اور ثقافتی مسائل پر ہونے والی خط و کتابت بھی معروف ہے۔

مزید برآں، شام کے نامور عالم و مفسر شیخ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۳۲ھ-۱۹۱۴ء) اور عراق کے علامہ محمود شکری آلوسی رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء) کے باہمی مراسلات میں دعوتِ اصلاح، کتاب وسنت کی طرف رجوع، سلف کے علمی ورثے کا اِحیاء و اشاعت، اور بعض اعتقادی، فقہی اور فکری مسائل کی بحث و تحقیق شامل تھی۔

عالمِ اسلام کے دوسرے خطوں کی طرح ہندوستان میں بھی مکتوب نگاری کے فن کو نمایاں فروغ حاصل ہوا۔ یہاں علمی خطوط عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں لکھے گئے، جن میں علومِ شریعت، تصوف، ادب، اصلاح اور تعلیم جیسے اہم موضوعات زیرِ بحث آئے۔

ہندوستان کے اس علمی ذخیرے میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے مکتوبات خاص اہمیت رکھتے ہیں؛ کیوں کہ ان سے علم حدیث کی نشر و اشاعت اور طلبہ کی علمی رہنمائی کے لیے ان کی کوششیں نمایاں ہوتی ہیں۔ اسی سلسلے میں امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے مکتوبات میں عقیدہ، تصوف، سلوک اور اصلاح کے موضوعات بیان ہوئے ہیں، جب کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے مکتوبات میں نظامِ تعلیم کی اصلاح، علومِ حدیث کا احیاء، مختلف فقہی مذاہب کے پیروکاروں کے نقطہ ہائے نظر کو قریب لانے، اور دینی و معاشرتی حالات کی اصلاح جیسے مسائل زیرِ بحث آئے ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (وفات: ۱۳۹۷ھ-۱۹۷۷ء) نے قرآن کی تفسیر ''تفسیر ماجدی'' لکھنے کے زمانے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (وفات: ۱۳۶۲ھ-۱۹۴۳ء) سے طویل مراسلت بھی کی تھی جس کا اندازہ ان ہی کی کتاب ''حکیم الامت'' سے لگایا جا سکتا ہے۔

ہندوستانی علمی وادبی مراسلات کے نمایاں مجموعوں میں ''مکاتیب شبلی'' بھی شامل ہے۔ یہ خطوط علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) کے تصنیفی منصوبوں، تعلیمی سرگرمیوں اور علمی اداروں کے نظم وانتظام سے متعلق ان کی کوششوں کو واضح کرتے ہیں۔ اسی طرح علامہ اقبال رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۳۷۳ھ-۱۹۵۳ء) کے درمیان قرآن، حدیث، تاریخ، تصوف اور اسلامی فکر سے متعلق علمی وفکری مراسلات بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

اسی علمی روایت کے تحت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے علماء، محققین اور ادباء کے نام لکھے گئے خطوط بھی جمع کیے گئے، جب کہ علماء، ادباء اور مفکرین کی جانب سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ (وفات: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) کے نام ارسال کیے گئے خطوط کو ''رسائل الأعلام إلى العلامة أبي الحسن الندوي'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔ یہ مجموعہ ہندوستان، عالم عرب اور عالمِ اسلام کے درمیان علمی وثقافتی روابط کے مطالعے کے لیے ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

مذکورہ مثالوں سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علمی مراسلات علم کے تحفظ واشاعت، علماء کے باہمی روابط کو مستحکم کرنے اور ان کے علوم ومعارف کے دائرے کو وسیع کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں؛ کیوں کہ ان کے ذریعے دینی، علمی، فکری اور ادبی مسائل پر گفتگو، تبادلۂ خیال اور باہمی استفادہ ممکن ہوتا ہے۔

ان مراسلات کی اہمیت صرف ان کے علمی مواد تک محدود نہیں، بلکہ یہ اپنے مکتوب نگاروں کی زندگی کے ایسے پہلوؤں کو بھی سامنے لاتے ہیں جو ان کی عام تصانیف میں پوری طرح

نمایاں نہیں ہوتے۔ ان سے ان کے افکار کی تشکیل کے مراحل، بعض کتابوں کی تصنیف کے اسباب ومحرکات، اپنے زمانے کے مسائل سے متعلق ان کے مواقف، اور اپنے معاصرین، رفقاء اور تلامذہ کے ساتھ ان کے تعلقات کا علم ہوتا ہے۔ اس طرح یہ خطوط علمی مکالمے، مخالف کے احترام، طلبِ علم میں تواضع، حسنِ استفسار اور اشاعت سے پیش تر اپنے افکار پر نظرِ ثانی کے عملی نمونے بھی پیش کرتے ہیں۔

اسی علمی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اور ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے والدمحترم ابن غوری صاحب مدظلہ العالی نے بھی کم عمری ہی سے اکابر علماء، ادباء، مصنفین اور اہل قلم کے ساتھ مراسلت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ وہ ان سے دینی، علمی اور ادبی مسائل دریافت کرتے اور پیش آنے والے مختلف امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ ان اکابر کی جانب سے انھیں نہایت مفید علمی جوابات موصول ہوئے۔

ان جوابات سے والدمحترم کی رہنمائی کرنے میں علمائے کرام کی دل چسپی، ان کی شفقت، والدمحترم کے لیے ان کا احترام، ان کے شوقِ علم واستفادہ کی قدردانی، اور ان کے سوالات کے حسن واہمیت کی تحسین نمایاں ہوتی ہے۔ یوں یہ خطوط اپنے علمی مضامین کے ساتھ ساتھ باہمی احترام، تعظیم وتوقیر، حسن سوال وجواب، شفقت، خیرخواہی اور رہنمائی جیسی اعلیٰ علمی واخلاقی قدروں کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔

افسوس کہ تیز رفتار پیغام رسانی اور جدید ذرائعِ ابلاغ کے اس دور میں ان اصیل علمی واخلاقی اقدار کی اہمیت اور ان کی پاس داری کا احساس بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے؛ کیوں کہ بہت سے مراسلات میں عجلت، مخل اختصار اور آدابِ خطاب سے بے اعتنائی غالب آ گئی ہے۔

اسی احساس کے تحت میں نے ان خطوط کو جمع کرنے، مرتب کرنے، ضروری مقامات پر توضیحی حواشی لکھنے اور پھر انہیں اشاعت کے لیے پیش کرنے کا ارادہ کیا؛ تاکہ انہیں ضائع ہونے سے محفوظ رکھا جائے، علماء، محققین اور طلبہ ان سے فائدہ اٹھا سکیں، اور اس اصیل

علمی روایت کو زندہ کیا جائے جو صدقِ طلب، اخلاص، احترام اور حسنِ رہنمائی جیسی اعلیٰ قدروں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر میں نے ان خطوط کو ان کے لکھنے والوں کے مقام و مرتبے اور ان کے دینی، علمی، ادبی اور سیاسی شعبوں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ آخر میں حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کے ان خطوط کا مجموعہ بھی شامل کیا ہے جو برادرِ محترم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری کے نام لکھے گئے تھے، جنھوں نے والد محترم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کم عمری ہی سے علماء کے ساتھ مراسلت کا آغاز کیا، ان سے نصیحتیں طلب کیں اور اپنے علمی سفر میں ان کی رہنمائی سے فائدہ اٹھایا۔

سید احمد زکریا غوری ندوی

دائرۃ المعارف العثمانیہ-حیدرآباد

۱۸ر صفر ۱۴۴۸ھ-۳ر اگست ۲۰۲۶ء

والدِ محترم: مختصر تعارف

والدِ گرامی کا پورا نام سید انور ابن غوری ہے۔ آپ کے والد سید قاسم غوری صاحب، آلیر کے قریب واقع موضع ''ٹنگٹور'' کی ایک باوقار اور وضع دار شخصیت تھے۔

آپ کی پیدائش 1944ء میں حیدرآباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ تحتانیہ جنگاؤں (ضلع ورنگل) میں، اور ثانوی تعلیم مدرسہ فوقانیہ میں، اور بی ایس سی ناگرجنا کالج ضلع نلگنڈہ (ملحقہ عثمانیہ یونیورسٹی) میں ہوئی۔ دورانِ ملازمت اردو، عربی اور اسلامیات میں ایم اے کرنے کے علاوہ بی ایڈ اور ڈی ایل ایس سی کیا۔ تلگو، ہندی زبان بھی پڑھی، فارسی زبان اپنے والدِ محترم سے سیکھی۔

صرف اُنیس برس کی عمر میں پیشۂ تدریس سے وابستہ ہو گئے، چناں چہ 1963ء سے 2002ء تک تقریباً چالیس برس تک (بھونگیر اور نلگنڈا) میں مدرس اور پھر لکچرر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ وظیفۂ حسنِ خدمت پر سبک دوش ہونے کے بعد فریضۂ حج ادا کیا۔ ملّی خدمت کے جذبے کے تحت آپ نے نلگنڈا میں ''صدیق بیت المال'' اور ''یونائیٹڈ مسلم فورم'' بھی قائم کیا۔

ابتدائی متاثر کن شخصیت والد صاحب ہی کی رہی، لیکن مجموعی حیثیت سے آئیڈیل مولانا محمد علی جوہرؔ رہے، چناں چہ سب سے پہلا مضمون کالج میگزین میں ان ہی پر لکھا۔

مطالعہ کا آپ کو بچپن ہی سے غیر معمولی شوق تھا، مولانا ابوالکلام آزادؔ، علامہ اقبالؔ، مولانا عبدالماجد دریابادی اور اکبرؔ الٰہ آبادی کی کتابوں سے خصوصی شغف رکھتے ہیں، بلکہ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ سے ''صدق'' کے ذریعے اسکول کے زمانے ہی سے لگاؤ ہو گیا تھا، جو ان کی تصنیف ''فکریے'' کی شکل میں منتج ہوا۔

زمانۂ طالبِ علمی میں تبلیغی جماعت سے وابستہ ہو گئے اور دورانِ ملازمت بھی اس کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔ آپ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی خدمت میں سہارنپور میں تین چار مرتبہ اعتکاف کی سعادت حاصل ہوئی۔ مختلف علماء واکابر سے تعلق اور خط و کتابت بھی قائم رکھی۔

تبلیغی جماعت سے تعلق کی بناپر ہندوستان بھر میں اور بیرون ممالک میں بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، سری لنکا، ملیشیا اور قطر کے اسفار ہوئے۔ مشاہیر سے ملاقات کے شوق کی بھی ان اسفار میں تسکین ہوتی رہی۔

تعلیمی دور سے ہی اردو زبان کے فروغ سے دل چسپی رہی، چناں چہ حیدرآباد کے روزناموں ''رہنمائے دکن''، ''سیاست'' (بعد میں ''منصف''، ''اعتماد'' اور ''صحافی دکن'' وغیرہ) میں زبان، وطن اور ملت کے متعلق مراسلہ نگاری آپ کا معمول رہا۔ آپ کے مراسلات کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جامع اور مختصر ہوتے ہیں، اوران میں ادبی چاشنی بھی ہوتی ہے۔ ایسے کُل سات سو(۷۰۰) مراسلات کا انتخاب ''غوری کے خطوط-''زوم'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

آپ کتابیں اور رسائل ہاتھ میں لیے علمی، دینی اور سماجی مجالس میں شریک ہوتے اور موقع ملنے پر اردو زبان کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے بعض ثقیل اردو الفاظ کے اِملا کو سہل بنانے کی کوشش کی اور بعض جدید اردو اصطلاحات بھی وضع کیں۔

آپ کی اہم تصانیف وتالیفات یہ ہیں:

(۱) قرآن میں کیا ہے؟	(۲) قرآنی احکام
(۳) قرآن وحدیث کے تیس سبق	(۴) کلامِ اقبال: موضوعاتی ترتیب
(۵) اقبال کی نظمیں	(۶) اقبال کے ۳۱۳ اشعار
(۷) فکر یے	(۸) سب کے لیے
(۹) نام ایسا رکھیں	(۱۰) نایاب نعتیں
(۱۱) ملفوظات کی کہکشاں	(۱۲) بیت بازی (مع رباعیاتِ امجدؔ واشعارِ اقبال وغیرہ)

آپ کی تصانیف پر ملک کے متعدد علماء، ادباء اور اہلِ قلم نے تقاریظ تحریر کیں، جن میں مولانا عمران خان بھوپالی، حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ، مولانا قاری محمد طیبؒ، مجتبیٰ حسین، پروفیسر محسن عثمانی ندوی اور جگن ناتھ آزاد قابلِ ذکر ہیں۔

مسترشدین

۱۔حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

۲۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

۳۔حضرت مولانا قاری امیر حسن صاحبؒ

۴۔حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ثم سہارنپوری[۱]

جوابی خط (۱)

عنایت فرمایم سلمہ

بعد سلام مسنون

آپ کا عنایت نامہ ماہِ مبارک[۲] ہی میں موصول ہوا تھا مگر چوں کہ یہ ناکارہ[۳] ماہِ مبارک میں خط و کتابت بالکل نہیں کرتا اس لیے آپ کے خط کو محفوظ رکھا گیا تھا۔ ماہِ مبارک میں آنے والوں کا ہجوم اب تک ہے۔ اس لیے جواب میں تاخیر ہوتی رہی۔ اگر اس سال ماہِ مبارک اس ناکارہ کے پاس نہ گزر سکا تو آئندہ اگر آپ کی اور اس ناکارہ کی حیات رہی تو ضرور گزاریں۔ اللہ جل شانہ آپ کو، نیز اس ناکارہ کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

---

۱ مشہورِ عالَم عالِم، محدث، مصنف، شیخِ طریقت، مظاہر علوم کے ''شیخ الحدیث''، اس لقب سے اتنے مشہور ہوئے کہ یہ ان کا علَم بن گیا۔ آپ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے بھتیجے تھے۔ اپنے والد مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اپنے ہم عصر اکابر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت عبد القادر رائے پوریؒ کے منظورِ نظر رہے۔ سہارنپور میں رمضان میں ہر طرف سے بہ غرضِ اعتکاف آنے والے سیکڑوں مہمانوں کے بہترین میزبان۔ عالم گیر تبلیغی جماعت کے لیے کئی کتابیں تالیف فرمائیں جو ''فضائل اعمال'' کے نام سے کئی زبانوں میں شائع ہو رہی ہیں اور ایک عالَم کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ آخری عمر میں مدینہ منورہ کے لیے ہجرت فرمائی، اسی لیے آپ کو ''مہاجر مدنی'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی تصانیف، بالخصوص ''أوجز المسالك إلى مؤطا مالك''، لامع الدراري شرح صحيح البخاری'' اور ''الأبواب والتراجم'' آج بھی دنیا کے مختلف علمی اور دینی حلقوں میں پڑھی جاتی ہیں، اور ''أوجز المسالك'' حدیث اور فقہ کے جامع مطالعے کے اعتبار سے ایک اہم علمی شرح سمجھی جاتی ہے۔ بہ عمر ۸۷ سال ۲ر شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ر مئی ۱۹۸۲ء کو آپ کا وصال ہوا اور وہیں پیوندِ خاک ہوئے۔

۲ ماہ مبارک سے مراد ماہ رمضان ہے۔ ۳ حضرت، خود کو ناکارہ لکھتے تھے۔

اخلاص پیدا کرنا یہ کسبی چیز ہے، کوشش کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن اخلاص پیدا ہو ہی جائے گا۔ معمولات وحالات سے مسرت ہوئی، اللّٰھم زِدْ فَزِدْ۔

اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کا ارادہ اس سال گرمی کی تعطیلات میں جماعت[1] کے سلسلے میں بیرون ملک کا ہے۔ اللہ جل شانہ سہولت کے اسباب پیدا فرمادے، دینی ودنیوی ترقیات سے نوازے۔

درود شریف کی پانچ تسبیح باوضو قبلہ رو بیٹھ کر پڑھنا مکارہ سے حفاظت اور مقاصد کی کامیابی کے لیے مفید اور مجرب ہے۔ اہتمام سے پڑھا کریں۔

فقط والسلام

۲۶؍شوال ۱۳۹۱ھ

بامر: حضرت شیخ الحدیث صاحب

بقلم: نجیب اللہ چمپارنی

---

[1] جماعت سے مراد تبلیغی جماعت ہے، یہ کام حضرت کے چچا مولانا الیاس صاحبؒ (وفات: ۱۹۴۴ء) نے شروع کیا۔ والدِ محترم کی عمر اس وقت شاید ۲۵ سال تھی۔

جوابی خط (۲)

عنایت فرمائم سلمہ

سلام مسنون!

عنایت نامہ پہنچا۔ اس کے ساتھ صدق[1] کا پرچہ بھی پہنچا۔ یہ ناکارہ اپنے ضعف وپیری اور امراض کی کثرت کی وجہ سے صاحبِ فراش اور قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہے، اسی وجہ سے آپ نے جو خیالات صدق میں ظاہر کیے ہیں اور ان میں سے اکثر سے ناواقف ہے۔ برہان[2] کو بھی کئی سال سے دیکھنے یا سننے کی نوبت نہیں آرہی ہے۔ اس لیے ان امور میں مشورے سے معذوری ہے۔ علی میاں[3] یا مولانا منظور نعمانی[4] ان چیزوں کے متعلق کوئی رائے بتا سکتے ہیں

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم[5]

آئندہ اس قسم کی چیزوں میں اس ناکارہ سے مراجعت آپ کے لیے تضییع اوقات ہے۔ البتہ اذکار واوراد سے متعلق کوئی بات آپ فرماویں تو مضائقہ نہیں۔

---

۱ ہفتہ واری ''صدق جدید''، لکھنو۔ مولانا عبدالماجد دریابادی (اردو انگریزی میں مفسر قرآن) اس کے مدیر تھے۔

۲ ماہ نامہ ''برہان''، دہلی۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادی اس کے اڈیٹر تھے، وفات: ۲۴ رمئی ۱۹۸۵ء۔

۳ مراد حضرت وقار العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴ حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ انھوں نے ''معارف الحدیث'' جیسی مستند کتاب تشریحات کے ساتھ مرتب فرمائی۔

۵ شعر کا مطلب ہے: ہم نے جو کچھ پڑھا، اسے فراموش کردیا سوائے حدیثِ نبی ﷺ کے، اُسی کی تکرار کرتے رہتے ہیں۔

اس سے مسرت ہوئی کہ حیدرآباد کے اجتماع سے باہر جانے کا ارادہ ہے، اللہ مبارک فرمائے، امداد فرمائے۔

خواب اچھا ہے۔ جو تزیّن شرعی حدود میں ہو، وہ پسندیدہ ہے۔

آپ کی ملازمت کی ترقی کے لیے بھی یہ ناکارہ دعا کرتا ہے۔

آپ کا اشکال صحیح ہے۔ اعتدال میں تو لکھا یہی ہے کہ مسائل سے واقفیت کے لیے علم ضروری ہے۔ محض روشن خیالی سے یہ بات سمجھ میں آنی مشکل ہے کہ اگر سنت کے مطابق پڑھی جائے تو فاسد ہوگئی اور آج کل کے مروجہ طریقے سے سنت کے خلاف پڑھی تو صحیح ہوگئی، مگر اس سے تعجب ہوا کہ مقامی عالم اس کی توضیح نہ کرسکے۔ علماء کے لیے تو مسئلہ صاف تھا۔ یہ مسئلہ لکھنے سے سمجھ میں آنا مشکل ہے۔ عمل کرکے بتانے کا ہے۔

حیدرآباد کے لوگ تو یہاں کثرت سے آتے رہتے ہیں، کسی سے فرما دیجیے کہ یہ عبارت مجھ سے سمجھ لیں وہ پھر آپ کو سمجھا دیں گے۔

۱۳۹۲/۲/۱۸ھ والسلام

جوابی خط (۳)

عنایت فرمائم سلمہ

سلام مسنون!

اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ گرما کی تعطیلات میں جماعت میں نکلے ہوئے ہیں، بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ یہ مبارک کام آج کل بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اس کام میں لگنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ سے کہ آپ کے اوقات کی حفاظت فرمائے، برکت فرمائے۔

جو فائدہ درود شریف کی پانچ تسبیحوں میں ہے وہ دوسرے میں نہیں۔

خمیرہ گاؤزبان میں جو اثر ہے وہ خمیرہ مروارید میں نہیں ہوتا۔

البتہ درود شریف میں یہ قید نہیں کہ درود ابراہیمی ہی ہو، جو مختصر درود آپ پڑھ سکتے ہوں وہ پڑھ لیا کریں۔ درود ابراہیم کو دوسرے اوقات کے لیے رکھیں۔ درود شریف جو آپ نے لکھا ہے غیر نماز میں پڑھا جا سکتا ہے۔ نماز کا درود شریف تو وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پڑھنے کو بتایا ہے۔

یہ ناکارہ تو اپنے امراض کی کثرت کی وجہ سے لبِ گور ہے۔

مستقل رسالہ لکھنے کی آج کل تو ہمت نہیں ہے۔

فضائل اعمال میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا رسالہ ''حقوق العلم'' ہے، میرے یہاں تو ہے نہیں لیکن مولانا ظہور الحسن صاحب (خانقاہ اشرفیہ، تھانہ بھون، ضلع مظفر نگر) کے پتے سے معلوم کرلیں، اگر ان کے ہاں نہ ہو تو وہ بتا دیں گے کہ کہاں سے ملے گی۔

۲۸/۴/۱۳۹۲ھ   فقط والسلام

(حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہم)

جوابی خط (۴)

بسمہ تعالیٰ

عنایت فرمایم سلمہ

سلام مسنون!

عنایت نامہ مع رسالہ ''صدق جدید'' پہنچ کر موجب مسرت ہوا۔ مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب نے تو (۱) کے علاوہ سب سے اتفاق کیا اور یہ ناکارہ آخری نمبر کے علاوہ سب سے اتفاق کرتا ہے۔

اس سے بہت مسرت ہوئی کہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے آپ نے اخیر عشرہ یہاں گزار دیا۔ استقامت وترقیات سے نوازے۔ اس سے اور بھی زیادہ مسرت ہوئی کہ ایک عشرہ حجاج میں بھی کام کرنے کی اللہ نے توفیق عطا فرمائی۔ یہ بھی صدقہ جاریہ ہے، تم دوستوں کی مساعیِ جمیلہ سے جتنے لوگوں کا حج صحیح ادا ہوا، ان سب کے ثواب میں آپ کی بھی شرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے آپ کو بھی حج وزیارت کی سعادت نصیب فرمائے۔ اس سے بھی مسرت ہوئی کہ ''لاؤس'' کی جماعت میں آپ نے تشریف لے جانے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نہایت سہولت کے ساتھ سفر کے اسباب پیدا فرمائے۔

نوافل میں چاشت کا وقت اگر کم ملتا ہے تو مضائقہ نہیں، مگر اوّابین میں تو کوئی دقت معلوم نہیں ہوتی۔ فرض اور سنتیں تو پڑھی جاتی ہی ہیں۔ ۴، ۶ رکعتیں اگر اس کے ساتھ یہ بھی پڑھ لی جائیں تو صرف ۱۰، ۱۵ منٹ کا اضافہ ہے۔ چاشت میں تو واقعی مشاغل کا وقت ہوتا ہے۔

سورۂ یاسین شریف کا اس کے فضائل سے انتفاع کے لیے اور مشائخ کے ایصال ثواب کے لیے ایک ہی دفعہ پڑھنا کافی ہے۔ پڑھنے کی برکات تو ان شاء اللہ حاصل ہوں گی ہی۔

آپ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور اِس سیہ کار کی طرف سے قربانی کا ارادہ کیا تھا، مگر کر نہ سکے، کچھ مضائقہ نہیں، نیت کا ثواب تو ملا ہی ہوگا۔

ذکرِ جہری تو بہت مبارک ہے، مگر اس کے لیے دماغ کی قوت اور اوقات کا فراغ ضروری ہے۔ ذکر شروع کرنے میں تاخیر ہو تو مضائقہ نہیں لیکن شروع کرنے کے بعد چھوڑنا بے برکتی اور بسا اوقات نقصان کا سبب ہوتا ہے۔ سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ دوبارہ شروع کرنے کی توفیق مشکل سے ملتی ہے، اور ذکر کی برکت سے دوسری عبادات میں جو لذت شروع ہوتی ہے وہ بھی جاتی رہتی ہے۔

خوابوں کو ہرگز اہمیت نہیں دینی چاہیے، اچھا خواب نظر آوے تو اللہ کا شکر ادا کریں۔ بُرا خواب نظر آوے تو ''اَعوذ'' پڑھ کر بائیں طرف تھوک دیں اور کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ اس طرح اس برے خواب سے حفاظت ہوتی ہے۔ یہی حدیث پاک میں آیا ہے۔

اس ناکارہ کو بھی خوابوں کی تعبیر سے زیادہ مناسبت نہیں، اور سچے خوابوں کے لیے جو شرائط علمائے تعبیر نے لکھی ہیں وہ آج کل پائی نہیں جاتیں، اس لیے بھی زیادہ اہمیت نہیں رہی۔

بالخصوص مالِ مشتبہ سے احتراز، معدہ نہ زیادہ خالی ہو نہ بالکل پُر۔

تمھارا پہلا خواب اس ناکارہ کا اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا بلکہ بلا سہارا مسجد نبویؐ اور روضۂ اقدس تک پہنچ جانا تو، لوگ بہت کثرت سے خوابوں میں دیکھ رہے ہیں مگر اب تک اس کا ظاہری اثر تو محسوس نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ پورا فرمادے تو اس کے کرم سے بعید نہیں۔

حدیثِ پاک کا سلسلہ تو مردوں عورتوں میں بہ واسطہ بلا واسطہ چل ہی رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

تیسرا چوتھا خواب بھی آپ کے لیے ان شاء اللہ مبارک ہے۔

حق تعالیٰ شانہ دوبارہ حج و زیارت سے نوازے اور حاجی ہونے کو نبھاوے۔

پانچواں خواب، سعید[۱] کے ہاتھ کو صحیح وسالم پانا معنوی اعتبار سے تو ان شاء اللہ صحیح ہے، ظاہری اعتبار سے تو اس کا ہاتھ بازو سے کاٹ دیا گیا اور مصنوعی ہاتھ لگا دیا گیا۔

جس سعید مؤذن[۲] کی لاش کو آپ نے کوڑے پر پایا، لوگوں کی طرف سے ان کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی ترقیات سے نوازے، اپنی رضا و محبت عطا فرمائے۔ درود شریف کی کثرت بلا لحاظ تعداد مکارہ سے حفاظت، مقاصد کی کامیابی کے لیے بہت مفید اور مجرب ہے۔ اس کا خود بھی اہتمام فرمائیں، اعزہ و اقارب اور احباب کو بھی تاکید کرتے رہیں۔

۱۶؍محرم ۱۳۹۳ھ فقط والسلام

....

اِنا للّٰہ واِنا اِلیہ راجعون

حضرت شیخؒ کا انتقال بہ تاریخ ۲۴؍مئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ ان کے داماد حکیم سید محمد الیاس صاحب[۳] نے جوابی کارڈ کے ذریعے اس کی اطلاع والد محترم کو اس طرح دی:

''اس عالمی حادثے پر تعزیتی خطوط کثرت سے آرہے ہیں اور بیرونی حضرات کی آمد بھی جاری ہے۔ ہم ان سب کی خدمت میں حضرت اقدس کا معمول اور طریق تعزیت عرض کر دیتے ہیں۔ حضرت (حسین احمد) مدنی، حضرت (عبد القادر) رائے پوری، حضرت مولانا محمد یوسف۔نور اللہ مراقدہم وغیرہ حضرات کے وصال پر تعزیتی خطوط کے جواب میں اور

۱؎ ایک یورپی نومسلم نوجوان، جماعت میں انڈیا آیا تھا، موٹر بس میں جماعت کہیں جارہی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ کھڑکی کے باہر رکھا ہوا تھا، بازو سے کوئی گاڑی تیزی سے اور بہت قریب سے گزر گئی جس کے سبب اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اس نے انتہائی صبر سے وہ دن گزارے۔

۲؎ والدِ محترم کے ایک بزرگ رشتے دار سید محمود غوری صاحب۔

۳؎ مولانا سید شاہد الحسنی صاحب (سابق امین عام: جامعہ مظاہر علوم) کے والد محترم۔ وفات: ۱۳؍جولائی ۲۰۱۷ء۔

آنے والے حضرات کو تقریراً اور تحریراً یہ فرماتے تھے کہ ''بھائی! میری تعزیت تو جس قدر اہل تعلق سے ہوسکے زائد سے زائد تلاوتِ قرآن کا ایصالِ ثواب کر کے مجھے مطلع کرے اور جو پیسے آنے جانے میں خرچ کرے وہ بھی ایصال ثواب کی نیت سے خرچ کرے۔ اسی سے میری تعزیت ہوتی ہے''۔ الحمدللہ اس پر برابر عمل ہو رہا ہے''۔

حضرت کے آخری الفاظ یہ تھے: ''یارحیم یا کریم'' بار بار۔

آخری اہم بات: اشتغال بالذکر۔

وصیت: بلا انتظار تدفین میں عجلت''۔

۱۷رجون ۱۹۸۲ء — حکیم سید محمد الیاس

وقار العلماء مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
(المعروف بہ مولانا علی میاں ندوی[1])

(۱)

محبی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ رمضان المبارک میں مل گیا تھا اور آپ کا رسالہ بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید دینی خدمات کی توفیق عطا کریں۔

---

[1] شہرہ آفاق ندوۃ العلماء کے ناظم، مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر، متعدد مستند عربی و اردو کتابوں کے مصنف، رابطہ عالم اسلامی کے معزز ترین رکن، رابطہ ادبِ اسلامی کے بانی، پیام انسانیت کے محرک، دارالمصنفین اعظم گڑھ کے پاسباں، اولیائے وقت کے رفیق، مشاہیر ملک سے قریب، ملت و ملک کے لیے شب و روز متفکر، سراپا متبعِ سنت، بے لوث پیر طریقت، اقبالؔ کے مرد مومن۔

آپ کی تحریروں میں علم کی گہرائی، ایمان کی حرارت، زبان کی شگفتگی اور امت کا درد یکجا نظر آتا ہے، اسی بنا پر آپ کو بیسویں صدی کی ان اہم اسلامی شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے جنھوں نے برصغیر اور عالم اسلام کے دینی و فکری رجحانات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ آپ کی علمی و دعوتی سرگرمیوں کا دائرہ صرف برصغیر تک محدود نہیں رہا، بلکہ عالم عرب، یورپ، افریقا اور امریکا تک پھیلا ہوا تھا۔ عربی زبان پر غیر معمولی قدرت، اسلامی تاریخ پر گہری نظر اور امت مسلمہ کے مسائل کے وسیع ادراک نے آپ کو عالمی سطح پر ممتاز مقام عطا کیا۔ آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ناظم اور متعدد عالمی اسلامی اداروں کے رکن رہے۔ آپ کے دعوتی مشن کا ایک اہم شعبہ ''پیام انسانیت'' تھا۔ اس تحریک کا مقصد ہندوستان کے مختلف مذاہب اور طبقات کے درمیان انسانی ہمدردی، اخلاقی اقدار، باہمی احترام، خدمت خلق اور پرامن بقائے باہمی کو فروغ دینا تھا۔ آپ کی علمی، دینی اور دعوتی خدمت کے اعتراف میں متعدد عالمی اعزازات سے نوازا گیا۔ ان میں قابل ذکر ''شاہ فیصل اوارڈ'' ہے۔ آپ نے اسلامی فکر، تاریخ، سیرت نبویؐ اور دعوت و اصلاح پر سیکڑوں کتابیں لکھیں۔ آپ کی مشہور تصانیف میں ''نبی رحمت''، ''ارکان اربعہ'' اور ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر''، ''مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش''، ''تاریخ دعوت و عزیمت'' اور ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' ہیں۔ وفات: ۲۲؍رمضان ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱؍دسمبر ۱۹۹۹ء۔

رمضان کے بعد کا ابھی کوئی پروگرام نہیں بن سکا ہے، غالباً آپ نے ''پیام انسانیت[۱]''
کے سلسلے کی طرف اشارہ کیا ہوگا، ان شاء اللہ اگر کوئی اُدھر کا پروگرام بنا تو آپ کو مطلع کرنے
کی کوشش کروں گا۔ ''تفسیر ماجدی'' کی اشاعت ان شاء اللہ ایک سعودی ناشر اور مجلس تحقیقات
کے اشتراک سے جلد ہی ہوگی۔ خدا کرے آپ بخیریت ہوں۔

۲۹؍اگست ۱۹۷۹ء

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

---

۱ ''تحریک پیام انسانیت''، اس تحریک کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں شروع کیا، خاص کر لکھنؤ میں مخلوط (ہندو مسلم) اجتماعات کیے، جن میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا، ان جلسوں میں ایسے موضوعات اختیار کیے جاتے تھے جس میں انسانیت کی بات ہوتی تھی، اور اکثر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہی خطاب فرماتے تھے۔ اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں الہ آباد سے حضرت علیہ الرحمہ نے باقاعدہ اس تحریک کا آغاز کیا۔

(۲)

محترم ومکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا۔ میری یہ مجبوری ہے کہ ہر طرح اور ہر طبقے کے لوگ ملنے آتے ہیں، اس میں کسی کی حق تلفی ہو جاتی ہے تو اللہ معاف کرے۔

رمضان المبارک کے متعلق آپ کا تاثر صحیح ہے، مگر اس کے لیے شعبان میں مہم چلانے کی ضرورت ہے[1]۔

ماسکو سے کئی مرتبہ دعوت نامہ آیا مگر اس وقت کوئی عذر پیش آ گیا، باقی اللہ کو جو بھی منظور ہو۔

مؤرخہ ۱۹۸۰ء

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

[1] والد محترم نے کچھ یوں لکھا تھا: حضرت! اکثریت کا رمضان کما حقہٗ نہیں گزر رہا ہے۔ اِس تاثر کے ساتھ اپنا مرتب کردہ (کئی برس پہلے) ''رمضان المبارک: نظام العمل'' بھی روانہ کیا۔ اس ورقیہ (leaflet) کی اشاعت وتقسیم کا سلسلہ آج تک بھی جاری ہے (انگریزی میں بھی!)۔

(۳)

محبّ مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ کا شکر گزار ہوں۔ آپ کی محبت وحسن ظن سے مسرت بھی ہوئی اور ندامت بھی۔ آپ کی اکثر تجاویز معقول ہیں، ان پر حسب توفیق تعمیل کی کوشش کروں گا۔ کبھی حیدرآباد یا کسی قریبی مقام پر ملاقات ہو تو مسرت ہوگی۔

خدا کرے آپ بخیر ہوں۔

والسلام

۲۹/۱۱/۱۹۸۱ء

ابوالحسن علی ندوی

(۴)

مکرمی ومحترمی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا۔ آپ کی مخلصانہ تعزیت کا شکریہ۔

میں خطوط کے جواب کا بڑا اہتمام کرتا ہوں۔ تعجب ہے کہ آپ کا کوئی خط بغیر جواب کے رہ گیا، اگر ایسا ہوا ہو تو معاف فرمائیے گا۔

آپ اگر رمضان میں تشریف لانا چاہیں تو بشرطِ سہولت تشریف لا سکتے ہیں، اپنے حالات کا لحاظ کر کے۔ اگر میرا حیدرآباد کا سفر ہو اور آپ کو علم ہو تو آپ رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔

۲/جون ۱۹۸۲ء

رائے بریلی

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی ندوی

(۵)

محبّ گرامی زیدلطفہ

سلام مسنون!

عنایت نامہ ملا۔ آپ نے جو تجاویز لکھی ہیں ان پر غور کرنے کے لیے آپ کا خط مجلس[۱] کے ذمہ داروں کو پیش کررہا ہوں۔ متعدد تجاویز بہت معقول ہیں۔ میری طرف سے شکریہ قبول کریں۔

۲۵/۷/۱۹۸۵ء

والسلام

مخلص

(مولانا) ابوالحسن علی (مدظلہ)

(٦)

محبّ مکرم

سلام مسنون

آپ کا خط تاخیر سے ملا۔ آپ کے خیالات ومشورے قابل لحاظ ہیں۔ میں مصروف بھی ہوں اور سفر پر بھی رہتا ہوں، ملاقات ہو تو تبادلہ خیال ہوگا۔

میں پیامِ انسانیت کا لٹریچر آپ کو بھجوا رہا ہوں۔

خدا کرے سب خیریت سے ہوں۔

۴/۲/۱۹۸٦ء

لکھنؤ

والسلام

مخلص

(مولانا) ابوالحسن علی (مدظلہ)

---

[۱] مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

(۷)

محبّ مکرم   زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ایسے وقت میں ملا کہ میں ایک طویل سفر کے لیے پابہ رکاب ہوں۔
میرا مخلصانہ مشورہ اب بھی یہی ہے کہ حضرت شیخؒ کے خلفاء میں سے جس سے زیادہ مناسبت ہو اس سے رجوع کریں، باقی مجھے اپنے دعا گویوں اور قدردانوں میں رکھیں۔
حیدرآباد میں اقبال[۱] پر مقالات کے بارے میں آپ کا تاثر صحیح ہوگا۔ کاش کہ یہ حضرات ''نقوشِ اقبال'' دیکھ لیتے۔
''تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات'' کا انگریزی ترجمہ میں نے آکسفورڈ کے اسلامک سنٹر کے حوالے کر دیا ہے اور اس کے نام معنون کیا ہے، اگر اس نے شائع نہ کیا تو کوئی اور انتظام سوچا جائے گا۔

والسلام
مخلص
(مولانا) ابوالحسن علی (مدظلہ)

۱۹۸۶/۶/۱۴ء
لکھنؤ

---

۱ ۱۹۸۶ء میں حیدرآباد میں اقبال پر کل ہند سمینار ہوا تھا، اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۸)

محبّ گرامی جناب ابن غوری صاحب زادہ اللہ توفیقا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ حضرت شیخ[۱] کے بعد اگر تجدید بیعت کرنا ہی چاہتے ہیں تو حضرت مولانا انعام الحسن صاحب[۲] سے یہ تعلق قائم کریں، آپ کو دینی، عملی، دعوتی مناسبت بھی ہے، ان شاء اللہ نفع ہوگا۔ میں تو ایک لکھنے پڑھنے والا طالب علم اور ''حیوان کاتب'' ہوں، اپنے وجود سے شرمندہ، اپنی کوتاہی کا معترف ہوں۔ اللہ پردہ پوشی فرمائے اور رحمت کا معاملہ فرمائے۔

اسم ''ستّار'' کا اسمائے حسنیٰ میں شامل نہ ہونے کا مجھے ابھی تک خیال نہیں آیا تھا، میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے، آپ کسی اور فاضل ومحقق سے رجوع کریں۔

۵؍مئی ۱۹۸۹ء
لکھنؤ

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۱؎ مراد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

۲؎ آپ تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر رہ چکے ہیں۔ آپ کی امارت میں دعوت وتبلیغ کے عمل کو عالمی سطح پر وسعت اور ہمہ گیری حاصل ہوئی۔ تبلیغی حلقوں میں آپ کو ''حضرت جی'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی طبیعت میں انتہائی سادگی، اخلاص اور استقامت پائی جاتی تھی۔ آپ کے جنازے کا مجمع غالباً ہندوستان کی تاریخ کا سب سے بڑا مجمع تھا۔ ۱۰؍محرم ۱۴۱۶ھ مطابق ۹؍جون ۱۹۹۵ء کو دہلی میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۹)

رائے بریلی
۱۴؍رمضان المبارک

محبی! زیدلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مؤرخہ............ کل ہی ملا ہے۔ان دنوں رمضان المبارک کی مصروفیت ہے۔ ڈاک کا سلسلہ تقریباً بند ہی رہتا ہے۔اس لیے صرف رسید پر اِکتفا کرتا ہوں۔

آپ اپنے علمی سوالات کے حل کے لیے کسی مقامی صاحبِ علم سے رجوع کریں۔ تحریری طور پر جواب دینا ممکن نہیں کہ وقت مطلوب ہے۔

آپ کی دعوتی سرگرمیوں سے مسرت ہوئی۔اصلاحِ معاشرت اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کا تعارف اور دینی تعلیم کے لیے مدارس کی قیام وقت کے اہم تقاضے ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی
بقلم: نذر الحفیظ

مارچ ۱۹۹۳ء

(۱۰)

محبّ گرامی قدر جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔ آپ کی کتاب ''قرآن میں کیا ہے''[۱] پر نظر ڈالنے کا موقع ملا۔ تاخیر تو بہت ہوگئی مگر اس پر مقدمہ لکھ دیا گیا۔ عزیزی عبدالماجد سلمہ[۲] کے حوالہ کتاب اور مقدمہ کیا جا رہا ہے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱۹۹۴/۲/۲۶ء

۱۔ والد محترم اس سلسلے میں عرض کرتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ بعض لوگ قرآن مجید کی کئی جلدوں والی تفسیر پڑھنے کے شدید خواہش مند ہیں لیکن بے چارے عدیم الفرصت ہیں، اسی طرح بعض لوگ فرصت یاب ہیں لیکن ایسے شدید جذبہ سے محروم ہیں۔ اس کا حل میری سمجھ میں یہ آیا کہ تازہ ترین مستند تفاسیر سے استفادہ کرکے اپنا حاصل مطالعہ مرتب کرنا چاہیے۔ چناں چہ میں نے ایک تفسیر ''معارف القرآن'' منتخب کی جو مولانا محمد شفیع صاحبؒ کے قلم سے ہے جو مفتی بھی تھے، اور دوسری ''تفسیر ماجدی'' ہے جسے مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے لکھا ہے، اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی، اور اس میں عیسائیت کا تقابل بھی حسب موقع کیا گیا ہے۔ میں نے اپنی اس تالیف کا نام ''قرآن میں کیا ہے'' رکھا اور فہرست مضامین بہت دل کش تیار کی۔ دس پاروں کا مسودہ حضرت کی خدمت میں روانہ کیا تو آپ نے اس پر مقدمہ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی، جس کے آخر میں یہ جملہ ہے: ''یہ مجموعۂ مضامین، قرآن کا حسین گل دستہ بن گیا ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن غوری صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے ....''۔ مؤرخہ: ۱۸؍شوال ۱۴۱۷ھ

پورے تیس پاروں کی یہ کتاب ہزار صفحات پر مشتمل ہے، اور اسے زمزم پبلشرس کراچی نے شائع کیا ہے، بھارت میں اس کا ناشر دکن ٹریڈرس حیدرآباد ہے۔

۲۔ مراد برادرِ محترم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری ہیں، جن کا مفصل تذکرہ ''قسم چہارم'' کے ابتداء میں آئے گا۔

(۱۱)

بسمہ تعالیٰ

رائے بریلی
۱۴۱۵/۴/۲۸ھ

محبّ فاضل ومکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ اس وقت ملا جب ہم تین براعظموں کے طویل سفر سے ایک مہینے کے بعد واپس ہوئے، ہمیں یاد نہیں کہ آپ کے کسی قابل جواب اوراہم خط کا جواب نہ دیا گیا ہو، باقی مصروفیت بھی شدید ہے اور صحت بھی بہت کمزور چل رہی ہے، آپ کے تعلق اور یاد کرنے کی قدر ہے، البتہ خط لکھنے میں کوتاہی ہو تو اس کو معاف فرمائیں، اپنا کام جاری رکھیں۔

والسلام

۱۵/۱۰/اکتوبر۱۹۹۴ء
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

(۱۲)

لکھنؤ
یکم ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

محبی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت نامہ مؤرخہ ۱۵رشوال قدرے تاخیر سے ملا۔آپ کے بخیریت پہنچنے اور اپنے مفید کاموں میں مشغول ہونے کی اطلاع سے مسرت ہوئی۔ یہ معلوم کر کے خوشی اور اطمینان ہوا کہ رمضان المبارک کے قیام سے آپ مسرور و مطمئن ہوئے۔جو فائدہ آپ نے لکھا وہ بھی قیمتی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو دینی ترقیات اور دوسروں کی دعوت واصلاح کے بھی مواقع مہیّا فرمائے۔

جہاں تک حکومت کے مسلمان مجاہدینِ آزادی اور بعض قائدین کے اسٹیچو بنانے اور قائم کرنے کی تجویز کا تعلق ہے، یہ ایک مسلمان کے شایان شان نہیں، مجسمہ، اسٹیچو بہر حال اسلام میں ممنوع ہیں،اس کا ذریعہ بننا بھی صحیح نہیں۔

اِس وقت کئی سفر درپیش ہیں،ان شاءاللہ آخر اپریل تک واپسی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور اپنی مرضیات کے کام لے۔

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۲راپریل ۱۹۹۵ء

(۱۳)

بسمہ تعالیٰ

محبّ مکرم ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے عنایت نامے، ایک مضمون (ایک طویل بیرونی سفر جس میں تقریباً ایک مہینہ صرف ہوا) آج ۵؍ستمبر کو نظر سے گزرے، آپ کی یادآوری اور عزت افزائی کا شکریہ، لیکن ہماری صحت (خاص طور پر اس طویل سفر کی وجہ سے) اتنی متاثر اور ناقابل اطمینان ہے کہ ابھی حیدرآباد کے سفر کا بھی پورا یقین اور اطمینان نہیں، اگر ہونا بھی ہوا تو دوسرے مقامات پر جانا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے، اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ آپ حیدرآباد ہی میں ملاقات کی مسرت وعزت عطا کریں، اگر کسی اور مقام پر جانا ہوا تو پھر کسی سے ہم انکار نہیں کرسکیں گے، اضطراری طور پر یہ کہا جارہا ہے، باقی عندالملاقات۔

والسلام

دعاگو

ابوالحسن علی ندوی

۵؍ستمبر ۱۹۹۶ء

(۱۴)

محبّ فاضل ومکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ جس پر تاریخ درج نہیں ہے، احمد آباد اور بمبئی کے طویل سفر سے واپسی پر ملا۔ یاد آوری کے لیے شکریہ قبول فرمائیے۔ صاحب زادوں کے حق میں دعاء خیر ہے۔ آپ نے جن عوارض کی شکایت کی ہے ان کو زیادہ اہمیت نہ دیجیے۔ اپنے معمولات پورے کرتے رہیے۔ آپ نے جو مطبوعہ کاغذات بھیجے ہیں ان پر بھی نظر ڈالی۔ آپ اپنا کام کرتے رہیے۔

۲۰/اپریل ۱۹۹۶ء

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

(۱۵)

محبی! زیدلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط کل ہی ملا۔ آپ کی دعوتی سرگرمیوں سے مسرت ہوئی۔ اصلاح معاشرہ اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کا تعارف اور دینی تعلیم کے لیے مدارس کا قیام وقت کے اہم تقاضے ہیں۔ امید ہے کہ سب بخیر ہوں گے۔

۱۴/رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

رائے بریلی

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی ندوی

(۱۶)

مجی ومکرمی جناب سید انور ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے بچوں کے لیے جو نصائح لکھے ہیں وہ بہت کافی اور مفید ہیں، ان میں اضافہ مشکل ہے۔ اساتذہ اور بزرگوں کی مطبوعہ ہدایات اور تعلیمی رسائل کا بھی مطالعہ کیا جائے۔

آپ کے فرزند عزیز[۱] ہمارے پاس آتے رہتے ہیں، احتیاطاً نصیحت نامہ واپس کر رہے ہیں، اس کی شاید نقل نہ ہو۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

۴ر محرم ر ۱۴۱۷ھ

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱؎ مراد برادرِ مکرم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری ہیں، اُس وقت وہ مدرسہ ضیاء العلوم (رائے بریلی) میں، اور مرتبِ کتاب (سید احمد زکریا غوری) دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں زیرِ تعلیم تھا۔ والدِ محترم نے ہمیں اس وقت یہ نصیحتیں لکھ کر بھیجیں:

"(۱) وقتاً فوقتاً نیت کا جائزہ کہ حصولِ علم کا مقصد رضاءِ الٰہی ہی ہے۔ (۲) نماز با جماعت کا اہتمام۔ (۳) دو رکعت تہجد۔ (۴) اساتذہ کا بہر حال احترام۔ (۵) حسبِ موقع خدمتِ خلق۔ (۶) تعلیم کے دوران سوال کرنے میں کبھی جھجک نہ ہو۔ (۷) غیر درسی مطالعہ، مقرر کردہ وقت سے زیادہ نہ ہو (کلام اقبال اس میں شامل ہے)۔ (۸) رات کو تقریباً چھ گھنٹے کی نیند اور دوپہر میں ۲۰ منٹ کا قیلولہ۔ (۹) ہر ہفتہ تبلیغی جماعت کی گشت میں شرکت۔ (۱۰) روزانہ دودھ اور بادام کا استعمال اور سر میں تیل"۔

یہ تحریر والد محترم نے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو بھیجی کہ اس میں کمی ر اضافہ ر ترمیم فرمائیں۔ حضرت نے جواباً یہ تحریر اِرسال فرمائی۔

(۱۷)

محترمی جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی زکریا سلمہ[۱] نے آپ کا عنایت نامہ دیا۔ دو تین دن پہلے ہماری حرمین شریفین سے واپسی ہوئی۔ یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آپ ہمارے یہاں کی کانفرنس[۲] میں شرکت نہیں کر سکے۔ خدا کرے کسی اور موقع سے ملاقات ہو۔

ممالکِ عربیہ بالخصوص مصر وشام میں مغربی تہذیب پورے طور پر جلوہ گر ہے، کوئی بڑی دینی تحریک بھی نہیں ہے۔ لباس کی تبدیلی اسی کا اثر ہے۔

خدا کرے آپ کو حج کی نوبت آئے اور آپ اس سے مشرف ہوں[۳] ہمیں بھی وہاں دعا میں یاد رکھیں، باقی عند الملاقات۔

۱۴۱۸/۸/۲۶ھ

والسلام

دعا گو و طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱؎ مراد مرتبِ کتاب ہے جو اس وقت ندوۃ العلماء میں زیرِ تعلیم تھا۔

۲؎ ''عالمی ختم نبوت کانفرنس''، منعقدہ ۱۲، ۱۳/نومبر ۱۹۹۷ء، دار العلوم ندوۃ العلماء۔

۳؎ الحمدللہ ۲۰۰۰ء میں والدِ محترم فریضۂ حج سے مشرف ہوئے۔

(۱۸)

محبّ گرامی قدر جناب ابن غوری صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۵/ذی الحجہ ذرا تاخیر سے ملا۔ آپ کے یاد کرنے سے خوشی ہوئی۔ الحمد للہ پہلے سے طبیعت کچھ بہتر ہے۔ آنکھ کی جو تکلیف تھی جاتی رہی، باقی اور عوارض کم وبیش چل رہے ہیں۔ دعا کیجیے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں اور طبیعت بالکل اعتدال پر آ جائے۔

بار بار نفلی حج کرنے اور اس پر کثیر رقم صرف کرنے پر امام غزالیؒ نے بھی ''احیاء العلوم'' میں تردید کی ہے، اور بعض عازمین حج جن کے متعلق ان کو معلوم تھا کہ وہ فریضہ حج سے سبک دوش ہو چکے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ کیا کسی اور دینی ضرورت اور وقت کے مطالبہ پر یہ رقم صرف نہیں کر سکتے تھے؟ ابھی کسی اردو رسالہ یا صحیفہ میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔

''دستورِ حیات'' پر نظر ثانی یا طبع جدید کے موقع پر آپ کے مشورہ پر غور یا عمل کیا جاے گا۔

امید ہے کہ مزاج ہر طرح بعافیت ہوگا۔ عبدالماجد غوری سلمہ[۱] روزانہ آتے ہیں اور مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو علمی و دینی ترقی عطا کرے۔

والسلام مع الاکرام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۹/۱۲/۱۴۱۷ھ

۲۸/۴/۱۹۹۷ء

---

۱ وہ اس وقت مدرسہ ضیاء العلوم، تکیہ کلاں، راے بریلی میں زیرِ تعلیم تھے، اور حضرت مولاناؒ کی عصر بعد تکیہ میں منعقد ہونے والی علمی مجالس میں حضرت کے وہاں قیام کے دوران پابندی سے شرکت کیا کرتے تھے۔

بسم اللہ

(۱۹)

لکھنؤ
۱۹/۱۰/۱۴۱۸ھ

محبّ مکرم ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا، جس کے ساتھ سید عبدالماجد غوری کا تعزیتی مضمون بھی ہے، پہنچا۔ خط پر تاریخ درج نہیں ہے، غالباً رمضان میں لکھا ہے۔ خط کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ ''سورۂ کہف'' کے پڑھنے کی ترغیب وفضائل حدیث وعلماء کی کتابوں میں آئے ہیں، ہماری پوری کتاب اس موضوع پر ہے، جس کا نام ہے ''تأملات في سورة الكهف'' اور ''الصراع بين المادية''، آپ مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام سے منگوا سکتے ہیں۔

۱۷/فروری ۱۹۹۸ء

دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

(۲۰)

مکرمی! زیدلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت نامہ ملا۔ مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے تعلق ومحبت سے مسرت ہوئی۔ الحمدللہ اب کچھ افاقہ ہے۔ دعا فرماتے رہیں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو بھی صحت وعافیت کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے[1]۔

۱۷؍ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ   دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

بقلم: بلال عبدالحی حسنی
سلام قبول فرمائیں۔
عزیزم عبدالماجد سلمہ کا دمشق سے ابھی کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے خیریت سے ہوں۔

---

[1] والدمحترم نے لکھا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری عمر کا ایک حصہ حضرت والا کی عمر میں جوڑ دے''۔

(۲۱)

گرامی قدر جناب ابن غوری صاحب! زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔آپ کا مکتوب حضرت مولانا دامت برکاتہم کے نام موصول ہوا۔حضرت نے جواب دینے کی ہدایت کی ہے۔

جس دن آپ کا خط آیا اسی دن عزیزی عبدالماجد غوری[۱] کا ٹیلیفون آیا، کافی دیر تک حضرت مولانا سے بات کرتے رہے۔انھوں نے چند کتابوں کے شائع ہونے کی خوش خبری سنائی جس سے حضرت بہت خوش ہوئے اور دیر تک عبدالماجد کے متعلق پوچھتے رہے، پھر آپ کے خط کا ذکر کیا، فرمایا کہ ہماری طرف سے سلام لکھ دو، اور یہ بھی کہ ہم عبدالماجد سے خوش ہیں کہ وہ ہماری دعوت وفکر کی نشر واشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

حضرت والا کی صحت بتدریج بہتر ہو رہی ہے، اب ہلکا پھلکا علمی کام بھی کرنے لگے ہیں۔

۲۳/۱/۱۴۲۰ھ-۱۱/۵/۹۹ء　　　　والسلام

ندوۃ العلماء، لکھنؤ　　　　مخلص

حسبِ ارشاد: حضرت مولانا دامت برکاتہم　　　　نذر الحفیظ ندوی

---

۱ برادرِ محترم اس وقت دمشق میں زیر تعلیم تھے۔

(۲۲)

محبّ عزیز ومکرم جناب ابن غوری صاحب! زادہ اللہ توفیقا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب سری لنکا سے چندروز ہوئے موصول ہوا۔ یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ ان دنوں آپ حضرت آدمؑ کی سرزمین پر مصروفِ تبلیغ ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

عزیزی عبدالماجد سلمہ کا فون ایک ماہ سے زائد ہوئے، آیا تھا۔ اس کے بعد سے نہ فون ہے نہ ہی خط ہے۔ اگر آپ خط لکھیں تو انھیں مطلع کر دیں کہ جو کتابیں چھپ چکی ہیں ان کی ایک ایک کاپی بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال کر دیں۔ کتاب کے نئے اڈیشن دیکھنے کا شوق ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیزی عبدالماجد غوری سلمہ کی عمر میں برکت دے کہ انھوں نے دمشق میں ہماری تصنیفات کی نشر اشاعت سے غیر معمولی دلچسپی لی۔ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ سے زیادہ اپنے دین کی خدمت لے۔

ہماری صحت الحمدللہ پہلے سے بہتر ہے۔ دعا کرتے رہیں۔ گھر میں سب کو سلام اور دعا۔ عزیزی عبدالماجد کی خیریت سے مطلع کریں۔

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

بقلم: نذر الحفیظ ندوی

۷/۳/۱۴۲۰ھ-۲۲/۶/۹۹ء

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

(۲۳)

مجی مکرمی   زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا۔ آپ کے یاد کرنے سے مسرت ہوئی۔

آپ کے فرزند مولوی عبدالماجد غوری ہماری بڑی خدمت کرتے رہتے ہیں اور بہت ہونہار ہیں۔ عرصے سے کوئی خط نہیں آیا۔ کچھ کتابوں کی اشاعت کے بارے میں لکھا تھا مگر کچھ معلوم نہیں ہوا۔ ہماری علالت کا سلسلہ چل رہا ہے، ضعف بہت ہے، دعا کریں۔ مولوی عبدالماجد کو خط لکھیں تو ہمارا اسلام لکھ دیں۔

خدا کرے کہ آپ کی توقع سری لنکا کے بارے میں صحیح ہو۔ ہم تو ابھی کسی دور کی جگہ کے سفر کے قابل نہیں ہیں۔ آپ دعا جاری رکھیں۔

۱۴ر اگست ۱۹۹۹ء   دعا گو

ندوۃ العلماء، لکھنؤ   ابوالحسن علی ندوی

(۲۴)

محبّ مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۱۲؍رمضان المبارک پہنچ کر موجب مسرت ہوا۔
آپ نے ''آندھرا'' کے مسلمانوں کا جو حال لکھا ہے اس سے بہت افسوس ہوا ہے۔ مسلمانوں کی دینی بے حمیتی بڑھتی جارہی ہے۔ ''رامائن'' کا پروگرام بڑے ذوق وشوق سے سنتے اور بچے اس کی نقل کرتے ہیں۔
اس سے خوشی ہوئی کہ ''کاروان زندگی'' کے تیسرے حصہ کا بھی آپ نے مطالعہ کیا۔ آپ کا مشورہ معقول ہے۔

۲۱؍رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

☆☆☆

ایک بار والد محترم نے حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی کسی کتاب میں ایک واقعہ پر اپنا اشکال لکھ کر بھیجا تو حسب معمول جواب سے سرفراز فرمایا۔ کچھ دنوں بعد حیدرآباد میں آمد پر ملاقات کے لیے گئے تو فوراً فرمایا کہ خط کا جواب مل گیا؟

☆☆☆

مولانا قاری امیر حسن صاحبؒ[1]

(مدرسہ اشرف المدارس، ہردوئی-اتر پردیش)

خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

(۱)

مکرمی ومحترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے اور آپ کے متعلقین کی طرف سے ان شاء اللہ صلاۃ وسلام پیش کروں گا اور دعا کروں گا۔

مؤرخہ: ۱۳۹۳ھ والسلام

---

[1] آپ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے، اور مولانا ابرار الحق صاحبؒ کے انتہائی معتمد علیہ اور آپ ہی کے مدرسہ اشرف المدارس (ہردوئی، یوپی) میں طویل عرصے (تقریباً ۵۵ سال) تک مدرس رہے۔ اصلاح وتزکیہ کی خدمات جلیلہ بھی انجام دیتے رہے۔ سالہا سال تک مدرسہ مفتاح العلوم (میل وشارم، تامل ناڈو) کی مسجد خضر میں اپنے تعلق والوں کے ساتھ اعتکاف فرماتے تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور اپنے ظاہر وباطن کو آپؒ کی ہدایات سے سنوارا۔ وفات: ۲ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ-۲۴/۲/۲۰۱۲ء۔

(۲)

بسمہ تعالیٰ

مکرم ومحترم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط سے حالات معلوم ہوئے۔مقصود عبادات سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے،شوق کا ہونا مقصود نہیں ہے۔نیز ایمان،خوف ورجاء کے درمیان کا نام ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

اس سلسلہ میں زیادہ فکر نہ کریں،مقصود پر نظر رکھیں۔

آپ کی کتاب ''قرآن میں کیا ہے؟'' مل گئی...... اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس صدقہ جاریہ کو تادیر قائم رکھے،جملہ مقاصد حسنہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

۷ر رمضان ۱۴۲۴ھ

میل وشارم

فقط والسلام

بندہ امیر حسن

(۳)

مکرم ومحترم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا جوابی خط ملا۔کوئی کام انسان شروع کرے تو مشورہ کر کے شروع کرے تو سہولت وآسانی ہوتی ہے، جیسے دعوت کا کام آپ نے شروع کیا تو ماحول کو دیکھ کر۔حسن تدبیر سے کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اگر لوگ آپ کے سلام کا جواب نہ دیتے ہوں تو جب سامنے آویں السلام علیکم کہا کریں،سنت خیال کر کے۔

گھریلو حالات میں بھی ہر جگہ مزاج کے خلاف بات آتی ہے،ایسے حالات میں صبر سے کام لیں،رفتہ رفتہ آسانی کی شکل پیدا ہوتی ہے۔

آپ کے تمام مقاصد حسنہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

معمولات کے ساتھ اخلاق کی اصلاح کی طرف توجہ بھی کی جاتی رہے۔

۱/۱۱/۲۰۰۳ء بندہ:امیر حسن

ہردوئی،یوپی

(۴)

ایک جوابی خط میں تحریر فرمایا:

''اصلاحِ اخلاق کی طرف بھی توجہ چاہیے، اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ دعا کرتا ہوں۔''

۲۷/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

بندہ: امیر حسن

(۵)

مکرم ومحترم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط پڑھا، حال معلوم ہوا، گھر میں نفلوں میں سناویں[۱]۔
جملہ مقاصد حسنہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

۲۷/رمضان ۱۴۲۸ھ

فقط والسلام
امیر حسن، بہ قلم: احمد علی

---

[۱] چھوٹے بھائی حافظ سید اشرف علی غوری۔ تراویح میں قرآن سنانے کے لیے انھیں اُس وقت مسجد نہیں مل رہی تھی تو اس سلسلے میں والد صاحب نے حضرت قاری صاحبؒ سے دعا کی درخواست کی تھی۔

(۶)

مکرمی ومحترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسلسل سفر میں ہوں۔اس وقت موقع نہیں ہے۔ ورنہ خود جی چاہتا ہے کہ آپ کے پاس حاضری دوں۔آپ کے جملہ مقاصد حسنہ کے لیے دعا گو ہوں۔

۲۳رشعبان-۲راپریل فقط والسلام

احقر امیر حسن

(۷)

مکرمی ومحترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

’’یاسلام‘‘ کی کثرت رکھیں۔دعا کرتا ہوں۔

۶رذی قعدہ ۱۴۲۸ھ والسلام

(۸)

عزیزی محترم زید مجدہٗ

بعد سلام مسنون

آپ کا پرچہ پڑھا، حال معلوم ہوا، آپ حسن ظن سے آئے، اس راستے میں تمام گناہوں کے چھوڑنے سے نفع و برکت ہوتی ہے۔ خصوصا تین گناہ سے بچ گئے تو اور گناہوں سے بچنا آسان ہوتا ہے: (۱) بدنگاہی (۲) بدگمانی (۳) غیبت۔

آپ کے جملہ مقاصدِ حسنہ کے لیے دعا کرتا ہوں اور اس راہ[۱] میں اطلاعِ حال اور اتباعِ ہدایات سے نفع ہوتا ہے۔

۲۴/رمضان ۱۴۳۰ھ — بندہ امیر حسن

(نوٹ: رمضان میں خط و کتابت کا موقع نہیں ملتا)

---

[۱] ''اس راہ میں......'' سے مراد مرشد اور مرید کا تعلق ہے۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ[۱]

(۱)

مکرم ومحترم زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کی صحت کے اچانک ناساز ہوجانے پر استفسار حال کا آپ کا عنایت نامہ موصول ہوگیا تھا، جس میں آپ نے اپنے تعلق خاطر اور فکرمندی کا اظہار فرمایا، یہ آپ کی عنایت اور پاسِ تعلق ہے۔ علالت کے ابتدائی دنوں میں حضرت مولانا کی صحت ایسی نہ تھی کہ آپ کے عنایت نامے کو پیش کیا جاسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوا اور محبین ومخلصین کی دعاؤں کا اثر ہوا کہ مرض سے بتدریج افاقہ شروع ہوگیا، جو آہستگی کے ساتھ لیکن بحمداللہ جاری ہے۔

حضرت مولانا کو آپ کے استفسارِ صحت سے مطلع کیا گیا، انھوں نے شکریہ کا اظہار فرمایا

---

[۱] آپ ممتاز عالم دین، عربی زبان وادب کے ماہر، مصنف اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بھانجے، علمی جانشین اور آپ کا ایک خوب صورت عکس جمیل تھے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی خصوصی تربیت وصحبت سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کو دیکھا، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے کسبِ فیض کیا۔ طویل عرصے تک دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) میں تدریس کی اور بعد میں اس کے ناظم وسربراہ مقرر ہوئے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر بھی رہے اور ہندوستانی مسلمانوں کے دینی، عائلی اور سماجی مسائل میں حکیمانہ رہنمائی فرماتے رہے۔ آپ عربی اور اردو کے صاحبِ طرز ادیب تھے۔ آپ کی معروف تصانیف میں: ''تاریخ ادب عربی''، الادب العربی بین عرض ونقد''، ''جزیرۃ العرب''، ''دین وادب''، ''سراجا منیرا''، ''اسلامی معاشرہ: حدود وآداب'' اور ''اوراقِ زندگی'' ہیں۔ آپ کی تحریروں میں سادگی، علمی پختگی، اخلاقی تربیت، اعتدال اور اسلامی فکر کی ترجمانی نمایاں ہے۔ وفات: ۲۱؍رمضان ۱۴۴۴ھ-۱۳؍اپریل ۲۰۲۳ء۔

اور حال سے مطلع کرنے کی ہدایت فرمائی جو تحریر ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔امید ہے کہ آپ کی بھی دعائیں برابر جاری رہیں گی۔اللہ تعالیٰ آپ کے اس تعاون کو قبول فرمائے اور اجر عطا فرمائے--آمین

۱۴/اپریل ۱۹۹۹ء

خاکسار

محمد رابع حسنی ندوی

حسبِ ارشاد حضرت مولانا مدظلہ

(۲)

مکرمی جناب ابن غوری صاحب زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ملفوف عزیز ملا، متعدد گوشوں کے سلسلے میں آپ کے آراء وتاثرات دیکھے۔ آپ کے یہ احساسات قابل قدر اور لائق عمل ہیں، حسب استطاعت عمل کرنا چاہیے۔ان میں سے بعض امور کی وضاحت ہونے پر آپ کا تاثر کم ہوسکتا ہے۔

پرسنل لا بورڈ کے بارے میں ایک عام خیال یہ ہے کہ اس کے پاس ہر طرح کے وسائل ہیں اور کام کی استطاعت رکھنے والے افراد بھی بہت ہیں، چناں چہ مختلف نوع کے مشورے اور تجویزیں آتی رہتی ہیں۔ میرے پاس جو خطوط آتے ہیں ان سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سے توفیق اور طاقت ملنے کی دعا ہے۔مشورے دینے والوں کی قدر دل میں ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے۔آپ نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے جس تعلق کا ذکر کیا ہے، وہ ہمارے لیے اسوہ ہے، اس پر ان شاء اللہ عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

آپ چندروز کے لیے لکھنؤ تشریف لائے، لیکن میں تو طبیعت کی ناسازی، مصروفیت اور مہمانوں کے ہجوم کے سبب آپ کے آرام کی فکر خود نہ کرسکا اور عملہ نے شاید آپ کی خصوصیت کو نہ سمجھا، کئی روز بعد آپ کو نہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ آپ جا چکے ہیں، بہت افسوس ہوا۔ میں معذرت کا خط لکھنے والا تھا کہ آپ کا ملفوف موصول ہوا۔آپ اسی وقت توجہ دلا دیتے تو میں عملہ کو خصوصیت برتنے کو کہہ دیتا، اس سے خوشی ہوئی کہ آپ رائے بریلی بھی تشریف لے گئے تھے۔ بڑا اچھا ہوتا کہ آپ وہاں قیام بھی کرتے۔

عزیزی عبدالماجد سلمہ مراسلت رکھتے ہیں، فرزند سعید ہیں وفقہ اللہ وبارک فیہ۔
امید ہے آپ دعاؤں میں فراموش نہ کرتے ہوں گے، گھر میں سلام کہیے۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا
محمد رابع حسنی ندوی
بقلم: محمود حسن حسنی

۱۲/رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ
تکیہ کلاں، رائے بریلی

(۳)

مکرمی جناب ایس اے ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ آپ نے برما کے مسلمانوں کی ہمدردی کی جو صورتیں قابل عمل ہیں، ان کو کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ ان کی ہمدردی یہ تمام ادارے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، برابر کررہے ہیں اور برما حکومت سے بھی کہا جاتا رہا ہے لیکن اس کا اثر نہیں پڑ رہا ہے۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کے کرنے کا کام ہے یعنی اظہار خیال کرنا، وہ ہورہا ہے۔ عربی پرچوں میں وہاں کے صحافی لکھ رہے ہیں اور ملی اداروں کی طرف سے بھی یہ کام ہورہا ہے۔

۱۱/۱/۱۴۲۹ھ-۲۱/۱/۲۰۰۸ء

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

والسلام

محمد رابع حسنی ندوی

(۴)

مکرم ومحترم جناب ابن غوری صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بہ خیر ہوگا۔ میں گزشتہ مہینوں سے کچھ علالت میں تھا کہ مصروفیات کم کرنا پڑا، سفروں اور پروگراموں کو چھوڑنا پڑا۔ اسی دوران آپ کی لائق قدر و بہتر تالیف ''قرآن میں کیا ہے'' (حصہ دوم) موصول ہوئی۔ صرف سرسری طور پر بعض بعض جگہوں کو دیکھا اور پسند آئی، تفصیل سے دیکھنے کا موقع ابھی نہیں ملا، لیکن جو تھوڑا دیکھا اس سے اچھی رائے قائم ہوئی۔ ان شاء اللہ اس سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ کی محنت اور اس کا اجر آپ کو حاصل ہوگا۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

محمد رابع حسنی ندوی

۲۰۰۸/۱۱/۱۷ء

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

(۵)

مکرمی گرامی قدر جناب یس اے ابن غوری صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مفید آراء بھی سامنے آئیں۔ آپ ملت کے لیے جو مفید سمجھتے ہیں ما شاء اللہ تحریر کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ، عند اللہ مقبول عمل شمار ہوگا۔

دعا میں یاد رکھیں۔ صاحب زادگان کے صاحب اولاد ہونے پر، ان کے اچھے نام رکھنے سے مسرت ہوئی[۱]۔

۲۹ر محرم ۱۴۳۴ھ — والسلام

۲۳ر نومبر ۲۰۱۴ء — محمد رابع حسنی ندوی

---

۱ مراد برادر محترم سید عبد الماجد غوری ہیں، جن کے صاحب زادے کا نام ''حسن'' تجویز کیا گیا تھا۔

(٦)

مکرم ومحترم جناب ابن غوری صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا، اس میں بابری مسجد کے حل کے سلسلے میں ایک تجویز ہے، بابری مسجد کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے اب پوری طرح عوامی بن چکا ہے اور عمومی خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے اس کو چھوڑنا قابل عمل نہیں ہے، اس لیے بورڈ نے اس کو کورٹ پر چھوڑ دیا ہے۔

مولانا سلمان صاحب کے سلسلہ میں صرف یہ کیا گیا کہ انھوں نے علاحدگی کا اعلان کیا تھا، اس کو قبول کر لیا گیا۔

آپ نے ایک صاحب[1] کا نام بورڈ کی رکنیت کے لیے پیش کیا ہے، بورڈ کے ارکان کا انتخاب اس کے تیسرے سال کے جلسہ عام میں ہوتا ہے اور اس کو اکثریت کے ووٹ سے لیا جاتا ہے، ایسے ہی کسی موقع پر نام پیش کیا جا سکتا ہے، اور دعاؤں میں یاد رکھیں، والسلام

مخلص

محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۱۹؍شوال ۱۴۳۹ھ

۴؍جولائی ۲۰۱۸ء

---

[1] مولانا عبدالعزیز قاسمی صاحب۔ بانی: مدرسہ بیت العلوم سوریا پیٹ (ضلع نلگنڈہ)، رکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند، ناظم مجلسِ علمیہ، حیدرآباد، متحدہ آندھرا پردیش۔

(۷)

بسمہ سبحانہ

مکرم ومحترم جناب ابن غوری صاحب زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب عزیز پہنچا۔ خیریت معلوم ہوئی۔ نیز کئی رائے کا علم ہوا۔

''رہبر انسانیت'' کا ترجمہ عربی، ہندی اور انگریزی زبانوں میں ہوکر لوگوں تک پہنچ چکا ہے، اور الحمد للہ کئی غیر مسلموں نے دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ کسی واقف شخص کے ذریعے جو آپ کی طرف جا رہا ہو، دونوں کا ایک ایک نسخہ ان شاء اللہ ارسال کردوں گا۔

آپ کی طباعتِ کتاب[۱] بسلسلہ اقبال کے لیے میں نے سکریٹری صاحب ادارہ کو لکھ دیا ہے۔

بابری مسجد کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ہم سے چھینی گئی ہے، حالات اگر ساز گار ہوں تو ہمیں اس کو حاصل کرنا چاہیے اور حاصل کرنا ناقابل عمل ہو تو اس کی کوشش کرتے ہوئے انتظار اور صبر سے کام لیں گے اور عند اللہ معذور ہوں گے۔ مگر بتوں کی عبادت کے لیے دینا تو عقیدے کے خلاف ہے۔ لہٰذا ہم مجبوری اختیار کریں گے۔

والسلام

مخلص

محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۶/۵/۱۴۴۰ھ

۱۳/جنوری ۲۰۱۹ء

---

[۱] مراد ''کلام اقبال: موضوعاتی ترتیب'' ہے، جس میں والد محترم نے ۲۴۸ عنوانات کے تحت علامہ اقبالؒ کے تقریباً تمام فکری اشعار مرتب کیے ہیں اور یہ کتاب مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام، ندوہ- لکھنؤ، اور زم زم پبلیشرز- کراچی سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

(۸)

مکرمی گرامی قدر جناب ایس اے ابن غوری صاحب زید مجدہ

لکچرر، حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پیغام تعزیت جس میں آپ نے میرے برادر عزیز مولانا سید محمد واضح رشید ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ وفات پر اپنے مخلصانہ وبرادرانہ تعزیت پیش کی، اس میں عزیز مرحوم سے آپ کو جو تعلق خاص تھا اس کا محبانہ وقدردانہ اظہار ہوتا ہے۔ عزیز مرحوم کی وفات مختصر ترین علالت میں پیش آئی، جس کو سب نے محسوس کیا۔ ان میں طبیعت کی نرمی اور محبت کے حامل تعلقات کی وسعت ان کے متعلقین کے اظہارِ تعلق میں دیکھی جاتی ہے، جس کا تذکرہ آنے والے خطوط اور تعزیتی کلمات میں نظر آیا اور خاص طور سے ان سے علمی استفادہ کرنے والوں کے خطوط اس کے خاص طور پر حامل ہیں۔

وفات کا وقت تقدیرِ الٰہی کے تابع ہے جو پیدائش سے پہلے ہی طے ہو چکا ہوتا ہے، جس میں کوئی تغیر نہیں ہوسکتا، البتہ وہ اچانک ظاہر ہونے پر خصوصی رنج کا باعث ہوتا ہے، اللہ نے جو وقت موعود رکھا تھا، وہ واقع ہوا اور ہم سب کو اس سے جو رنج وحزن ہوا، جس پر صبر کی تلقین اور اجر کا وعدہ ہے۔ ہم آپ کی تعزیت کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ آپ کی محبانہ تعزیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اجر ملے گا اور آپ ہر طرح کی کلفت سے محفوظ رہیں۔

---

[1] جدید عربی زبان وادب کے ماہر، بہترین ناقد اور صحافی۔ حضرت مولانا علی میاںؒ کے بھانجے اور حضرت مولانا رابع حسنی ندویؒ کے چھوٹے بھائی۔ فراغت کے بعد آل انڈیا ریڈیو سے منسلک رہے، اور ۱۹۷۳ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے نوکری ترک کردی اور بہ حیثیت استادِ ادب دار العلوم ندوۃ العلماء سے وابستہ ہوئے، پھر عمید کلیۃ اللغۃ اور معتمدِ تعلیمات کے عہدے پر فائز رہے، اور پندرہ روزہ عربی رسالہ ''الرائد'' کے تاحیات مدیر رہے۔ وفات: ۱۶/جنوری ۲۰۱۹ء۔

مرحوم کے لیے اپنے رب کے یہاں مقبولیت کی اور پس ماندگان کے لیے اجر وثواب کی دعا کیجیے۔

یہ میرا خط میرے اور ان کے صاحبزادہ عزیزم مولوی سید جعفر مسعود حسنی سلمہ اور دیگر متعلقین کی طرف سے بھی ہے۔

۱۴۴۰/۶/۵ھ — مخلص

۱۰؍فبروری ۲۰۱۹ء — والسلام

ندوۃ العلماء، لکھنؤ — محمد رابع حسنی ندوی

(۸)

محترم ومکرم جناب ابن غوری صاحب زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر وعافیت ہوگا۔

گزشتہ دنوں آپ کے عنایت نامہ کے ذریعے یہ توجہ دلائی گئی تھی کہ آپ کی ارسال کردہ دو مفید وقیمتی تصنیفات جو آپ نے بطورِ ہدیہ ارسال کی تھیں، میں نے ان کی رسید بھی نہ دی، یہ واقعی میری کوتاہی تھی، لیکن ایک اہم وجہ یہ تھی کہ میں صحت کی بعض ایسی شکایات میں تھا کہ ان کو دیکھنا اور اپنی پسندیدگی سے آپ کو مطلع کرنا مشکل ہوا تھا۔ پھر میں نے ان کو دیکھا اور محسوس کیا کہ یہ ایک بہت مفید اور قیمتی کام انجام پایا ہے جس میں آپ کو اور آپ کے بلند اقبال فرزند ارجمند کو اپنی پسندیدگی سے مطلع کرتا ہوں۔ انسان، انسان سے سیکھتا اور اسے اپنے اوصاف میں داخل کرتا ہے۔ تجربہ کار اور صالح حضرات کے اقوال اور اعمال کو دیکھ کر تو بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں کتابیں[1] ان شاء اللہ یہ فرض انجام دیں گی اور آپ دونوں حضرات کو اس کا اجر ملے گا- ان شاء اللہ۔

میری طبیعت پہلے کے مقابلے میں بہتر ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام	دستخط
۱۹/ستمبر ۲۰۲۱ء	محمد رابع حسنی ندوی

---

[1] مراد ''ملفوظات کی کہکشاں''، اور ''۹/ربیع الاول (مشاہیر کی سیرتی تقاریر)'' ہیں جو کہ ابھی تک غیر مطبوع ہیں۔

علماء واہلِ علم

۱۔ مولانا عبدالماجد دریابادی
۲۔ مولانا محمد عمران خاں ندوی
۳۔ مولانا جمیل احمد صاحب
۴۔ مولانا محمد منظور نعمانی
۵۔ حضرت مولانا ابرارالحق
۶۔ مولانا سید نور اللہ قادری
۷۔ مولانا محمد رضوان القاسمی
۸۔ مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
۹۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ
۱۰۔ مولانا مفتی عطاء الرحمٰن ندوی
۱۱۔ مولانا مفتی عبدالقدوس رومی
۱۲۔ مولانا مفتی اشرف علی باقوی
۱۳۔ مولانا اسرارالحق قاسمی
۱۴۔ مولانا وحیدالدین خاں
۱۵۔ مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
۱۶۔ مولانا برھان الدین سنبھلی قاسمی
۱۷۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۱۸۔ پروفیسر جناب محسن عثمانی ندوی
۱۹۔ مولانا خلیل الرحمٰن سجاد ندوی
۲۰۔ مولانا محمد سعد کاندھلوی
۲۱۔ مولانا مختار احمد ملی ندوی
۲۲۔ محترم جناب خورشید علیم چشتی

مولانا عبدالماجد دریابادی[۱]

بسم اللہ

(۱)

وعلیکم السلام

سوالات کے پورے جواب کے لیے ایک مستقل مضمون کی ضرورت ہوگی۔

مختصر یہ کہ:

(۱) ہندی آریہ ورت کی قدیم زبان کا نام ہے، جواب تک تقریباً اسی حالت پر چلی آرہی ہے۔ اردو بھی اصلاً وہی زبان ہے، مگر وہ فارسی، عربی ترکی زبانوں اور مختلف تہذیبوں کے اثرات کو برابر قبول کرتی رہی ہے اور اس کا رسم الخط ہی الگ ہے۔

(۲) ہندستانی سہل و عام فہم، ہندی آمیز اردو کا نام ہے۔

(۳) نظم غیر مقفّٰی کو شاعری کے وسیع معنی لے کر اس کی ایک مخصوص قسم قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۵/نومبر ۱۹۶۰ء	والسلام
دریاباد	عبدالماجد

[۱] اردو کے مشہور صاحبِ طرز ادیب وصحافی، نقاد اور مفسر قرآن۔ آپ کا ہفتہ وار ''صدق'' تمام اہل علم وادب میں مقبول تھا۔ کتابوں پر آپ کے تبصروں وتنقید کو ع مستند ہے میرا فرمایا ہوا کا درجہ حاصل تھا۔ دریاباد، ضلع بارہ بنکی (اترپردیش) میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ، نفسیات، تقابلِ ادیان اور اسلامی علوم پر گہرا مطالعہ کیا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہونے کے بعد قرآن مجید کی تفسیر (تفسیر ماجدی) اردو اور انگریزی میں لکھی جو لاجواب کہی جاسکتی ہے، اس تفسیر میں عیسائیت، مستشرقین اور جدید مغربی افکار کی جانب سے اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات کا علمی جواب دیا گیا ہے۔ آپ کی دیگر معروف کتابوں میں ''حکم الامت'' اور ''اعلام القرآن'' ہیں۔ خودنوشت سوانح بنام ''آپ بیتی'' بہت ہی مؤثر ہے۔ وفات: ۱۶/محرم ۱۳۹۷ھ مطابق ۶/جنوری ۱۹۷۷ء۔

(۲)

بسم اللہ

صدق جدید

مؤرخہ ۳/اگست ۱۹۶۷ء   دریاباد، ضلع بارہ بنکی

جوابات مختصر حسب ذیل ہیں، ان کے لیے بھی بڑی مشکل سے وقت نکال پایا ہوں:

(۱) مولانا شبلی، مولانا محمد علی جوہر اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، یہ شخصیتیں سیرت سازی میں نمایاں ترین رہی ہیں، باقی اور بھی ہیں، ہر نام کہاں تک گناؤں۔ عمر، دماغی سطح، تعلیم وغیرہ کے اختلاف کے ساتھ یقیناً اور بھی گزری ہیں۔ فوری استحضار آسان نہیں۔

(۲) کتابوں میں مؤثر ترین مولانا روم کی مثنوی معنوی اور کے یم پانِکر کے علاوہ چھوٹی بڑی اور بہت سی کتابیں۔

(۱۵) پیام یہی کہ علوم حاضرہ سے پوری واقفیت کے ساتھ دین کے پورے خادم بنے رہیں، اور زندگی کے جس شعبے میں بھی داخل ہوں اور صلاحیت وحیثیت کے مطابق امت کی بھی خدمت کرتے رہیں۔

(۱۰) مومن، مخلص اور صاحب فہم سلیم۔

(۱) درگاہ تو کوئی دینی واسلامی اصطلاح نہیں۔ مندر اور کلیسا جس طرح دوسرے ادیان کی نمائندگی کرتے ہیں، مسجد سے نمائندگی اسلام کی ہوتی ہے۔

(۲) اس مبالغہ بیانی کا علاج کسی کے پاس نہیں، جس طرح ہر چھوٹا موٹا مولوی بلکہ غیر مولوی بھی آج ''مولانا'' ہے، اسی طرح ہر مدرسہ ''جامعہ'' ہے اور خود لفظِ یونیورسٹی ہندوستان میں اپنی وقعت واہمیت کھوتا جا رہا ہے۔

(۳) جی ہاں! ''کہانی'' کا لفظ عام وقدیم ہے، کچھ دقیانوسیت لیے ہوئے۔ ''ناول'' کے

مفہوم میں حسن و عشق کا تلازمہ، لازمی طور پر داخل ہو گیا ہے، افسانہ اور کہانی میں جز و لازم نہیں۔

(۴) اتنی بڑی فہرست سننے کے لیے وقت کہاں سے لاؤں۔ کُل کتابیں اس فن کی بے شمار ہیں۔

والسلام

عبدالماجد

(جواب نمبر ۱، ۲، ۱۰، ۱۵ والدِ محترم کے چند سوالات کے جوابات ہیں، باقی نمبر کے جوابات کسی اور خط کے جواب میں ہیں)۔

سوال نامہ

جو علمی، ادبی، مذہبی مشہور شخصیات کو بھیجا گیا:

(۱) کن اشخاص سے آپ نے (اپنی سیرت کی تشکیل میں) گہرا اثر قبول کیا؟ کس طرح؟ سب سے زیادہ متاثر کن کس کی شخصیت رہی؟

(۲) کن کتابوں اور مصنفین (اردو و انگریزی) سے آپ نے inspiration حاصل کیا؟ کس کتاب اور مصنف کو بلند مرتبہ پر رکھیں گے؟

(۳) آپ کے پسندیدہ موضوعات، مصنفین، شعراء رسائل اور شخصیات بھی؟

(۴) آپ کے غیر پسندیدہ موضوعات، مصنفین، شعراء، رسائل اور شخصیات؟

(۵) آپ کون سی زبانیں جانتے ہیں؟

(۶، ۷) مطالعہ کن زبانوں میں فرماتے ہیں، سب سے زیادہ کس زبان میں؟

(۸) آپ کی مادری زبان؟

(۹) آپ کی لائبریری میں اندازاً کتنی کتابیں ہیں؟ قابل ذکر کتاب؟

(۱۰) نوجوانوں کے لیے کن کتابوں، مصنفین اور رسائل کے مطالعے کی آپ سفارش کرنا پسند فرمائیں گے۔

(۱۱) اپنے پسندیدہ چند اشعار (اردو، فارسی، انگریزی......)۔

(۱۲)اطمینان قلب کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟

(۱۳)آپ کی آخری تشنہ تمنا؟ (۱۴)اپنی زندگی کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ؟

(۱۵)ازراہِ التفات مجھ تشنۂ علم وحکمت کو پُر مغز نصیحت فرمائیں۔

شکریہ/جزاک اللہ

۱۹۶۷/۲/۲۹ء ابن غوری

حسبِ ذیل شخصیات نے تمام یا چند سوالات کے جوابات دیے:

(۱)مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (۲)مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ

(۳)صوفی نذیر احمد کشمیری (۴)پروفسر عبدالوہاب بخاریؒ- مدراس

(۵)مولانا محمد تقی امینی-علی گڑھ (٦)مولانا عمران خاں ندوی ازہری- بھوپال

(۷)مولانا سعید احمد اکبر آبادی (۸)وقار العلماء مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

(۹)مولانا ابرار الحقؒ - ہردوئی (۱۰)ڈاکٹر سید محمود- مرکزی وزیر

(۱۱)شیو پرشاد سنہا-ایڈوکیٹ سپرم کورٹ۔

ان حضرات کے جوابات والد محترم کی تالیف ''سب کے لیے'' میں شامل ہیں، جو۲۰۱۳ءمیں شائع ہوئی۔

مولانا عمران خاں ندوی ازہری[۱]

ضلع نلگنڈا جو حیدرآباد سے ایک سوکلومیٹر دور ہے۔ وہیں پر والد محترم نے ہائی اسکول اور ڈگری کالج سے تعلیم پائی اور وہیں پر پیشہ تدریس سے وابستہ ہوئے۔

نلگنڈا میں برسوں تک ہر سال تبلیغی اجتماع ہوتا رہا جس میں مولانا عمران خاں صاحب مدعو کیے جاتے رہے۔ اس طویل عرصے میں والد محترم کو حضرت سے قربت کا موقع خوب ملا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ کی کوئی مستقل کتاب معاشرت ومعاملات اور اخلاص پر نہیں تھی، اگرچہ ''فضائل صدقات'' میں اس موضوع پر منتشر مواد موجود ہے، چناں چہ والد محترم نے شیخ ہی کی کتابوں سے ''فضائل اخلاق واخلاص'' کے عنوان سے ایک کتابچہ مرتب کرکے اس کا مسودہ حضرت شیخ الحدیثؒ کو دکھایا، آپؒ نے چھپوانے کی اجازت دے دی۔ اسی زمانے میں مولانا عمران خاں صاحب حیدرآباد آئے ہوئے تھے۔ والد محترم نے اپنی اس کتاب پر مقدمہ لکھنے کی گزارش کی تو فرمایا کہ آپ ہی لکھ کر لائیے، میں دستخط کردوں گا۔

۱؎ ممتاز عالم دین، ماہر تعلیم،، بہترین فاضل، بڑے اچھے منتظم۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) سے فضیلت حاصل کی اور بعد ازاں جمعہ ازہر (قاہرہ) میں عربی ادب کی اعلا تعلیم مکمل کی۔ عرصے تک دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم رہے۔ بھوپال کی تاج المساجد کی تعمیر ادھوری تھی، آپ ہی کی دُھن سے پوری ہوسکی اور آپ ہی کی کوششوں سے تبلیغی اجتماع کا آغاز ہوا تھا جو نصف صدی سے زائد عرصے سے ہر سال بلا ناغہ ہو رہا ہے۔ ۱۳؍صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۶ء کو بھوپال میں آپ کی وفات ہوئی۔

پس والد محترم نے چند سطور تحریر فرمائے:

............''مؤلفِ کتاب نے اپنے پیش لفظ میں بالکل درست لکھا ہے کہ عبادات کے ساتھ حسن اخلاق کا مظاہرہ بغیر اخلاص کے بے قیمت ہے۔ اس سلسلے میں حدیث نبویؐ بھی ہے کہ تم میں سے اس کا اسلام سب سے اچھا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اخلاق و اخلاص کے مختلف پہلوؤں کو شیخ الحدیثؒ ہی کی کتابوں سے ماخوذ آیات و احادیث اور واقعات کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ عزیزی ابن غوری سلمہ کی اس کاوش کی قدر کی جائے گی''۔

۸؍صفر ۱۳۹۹ء-۱۹۷۹ء عمران خاں

یہ دیکھ کر مولانا نے بڑی فراخ دلی سے فرمایا کہ اس سے اور اچھا لکھنا چاہیے تھا۔

(۱)

............آپ کا کرم نامہ ملا۔ اگر وقت مل جاتا تو ۲۴؍رمضان (۱۲؍اگست ۷۹ء) کو ٹرین پر آ کر آپ سے ضرور ملتا[۱]۔ محبّوں سے ملنا باعثِ اجر بھی ہے اور خوشگوار بھی......

واپسی میں ضرور مسرور کیجیے۔

(۲)

غریب خانہ

۱۳-مسجد شکور خاں روڈ- بھوپال

............یاد آوری کا شکریہ۔ دلی دعا ہے کہ اللہ پاک دارین کی نعمتوں سے آپ کو نوازیں۔ مجھے بھی کسی وقت دعا میں یاد کر لیجیے گا۔

۴؍رمضان ۱۴۰۱ھ-۷؍جولائی ۱۹۸۱ء عمران خاں

[۱] والد محترم حیدر آباد سے نظام الدین (مرکز تبلیغی جماعت) دہلی جا رہے تھے، اور اس کی اطلاع مولانا کو دی تھی۔

(۳)

مولانا کا ایک خط، اپنے لٹر ہڈ پر

DARUL ULOOM
TAJUL MASAJID
BHOPAL - 462001
INDIA

۱۲ر رمضا المبارک ۱۴۰۲ھ

۱۳ر جون ۱۹۸۲ء دار العلوم تاج المساجد، بھوپال

محبّ عزیز ومکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تحفہ مبارک[۱] نہ کھاسکنے کا افسوس ہے۔ پہلے سے معلوم ہوتا تو کچھ دیر انتظار کر لیتا، تاہم آپ کی محبت وکرم کا شکر گزار ہوں۔

صبح سے شام تک کے جس خطبہ نبویؐ کا ذکر آپ نے کیا ہے، میں نے وہ بات حضراتِ نظام الدین کے حلقوں میں سنی ہے۔ انھیں حضرات سے شاید معلوم ہوسکے۔ میری نظر سے وہ خطبہ نہیں گزرا۔

آپ کے لیے دعا کرتا ہوں اور اپنے لیے دعا کا طالب ہوں۔

مخلص
دعا گو ودعا جو
عمران خان

---

۱ والد محترم مولانا کے لیے گھر میں گاجر کا میٹھا بنوا کر لے گئے تھے۔

(۴)

بھوپال میں قیامت صغریٰ (۱۹۸۴ء)

محبّ عزیز ومکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مراسلہ بہت تاخیر سے ملا۔ ڈاک کا انتظام یہاں ابتر ہے۔ اس لیے جواب میں تاخیر ہوئی۔ ۲،۳رڈسمبر۸۴ء کو یہاں قیامت گزر گئی۔ شدید سردی کی رات میں ۲ بجے علم ہوا کہ یونین کاربائیڈ کے کارخانے میں سے گیس لِیک ہوکر شہر والوں کو ہلاک کررہی ہے، اس لیے فوراً گھروں کو چھوڑ کر جنگل کی طرف بھاگو۔ ۷،۸ لاکھ آبادی کے شہری گھروں کو کھلا چھوڑ کر بلا کچھ اوڑھے پہنے سڑکوں پر بھاگ رہے تھے۔ کسی کو کسی کا ہوش نہ تھا۔ ﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ﴾ کا منظر تھا۔ ماں باپ اپنے بچوں کو بغل میں دبائے، کندھے پر اٹھائے، انگلی پکڑے بے تحاشہ بھاگ رہے تھے۔ جو بچے اپنے بھاگنے والے ماں باپ کا ساتھ نہ دے سکے، اُنھیں محبت کرنے والے ماں باپ موت کے مونھ میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قرآن پاک میں ﴿تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ﴾ پڑھا تھا، آنکھوں نے اس کا منظر اس شب کو دیکھا۔ الامان الحفیظ۔ کیا بے کسی کا منظر تھا۔ بہت سے لوگ بھاگتے بھاگتے دم توڑ کر گرتے جا رہے تھے۔ ہزاروں شہید ہوئے۔ ۲۵۰۰ میتیں دفن کی گئیں، اتنی ہی لاشیں مرگھٹ میں جلائی گئیں، جو اس وقت شہر بھوپال سے گزرنے والی ٹرینوں میں فوت ہوئے یا زخمی ہوکر کسی اور جگہ فوت ہوئے اُن کا شمار نہیں۔ لاتعداد مویشی مر گئے۔ بھینس جیسا مضبوط جانور چڑیوں کی طرح منٹوں میں مر رہا تھا۔

غرض کیسے لکھوں کہ کیا منظر تھا۔ تھوڑی سی دیر میں کیا سے کیا ہوگیا۔ خدائے پاک کا انعام رہا کہ ہم لوگ مع متعلقین اور بیشتر جماعتوں کے وہ سینکڑوں افراد جو قرب اجتماع کے باعث بھوپال میں موجود تھے، محفوظ و مامون رہے۔ معمولی طور پر آنکھ کے آشوب یا قلب پر

گھٹن اور جلن کی شکایت تھی، وہ علاج سے رفع ہوگئی- الحمد للہ۔ جو ختم ہوگئے وہ جنت کو سدھارے۔ اب لاوارثوں کی فکر نیز یتیموں، بیواؤں، بے کسوں اور گیس کے اثر سے معذور ہو جانے والوں کی فکروں کا ہجوم ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ہزاروں بیماروں کو جو اسپتالوں میں ہیں شفائے کامل عطا فرمائے۔ اور جو بچ کر بے والی وارث، لاچار، معذور اور بے وسیلہ ہوگئے ہیں، ان کے حالات سازگار فرمائے۔

پھر ۱۶ر ڈسمبر کو اعلان ہوا کہ ماقبی گیس کو ضائع و بے اثر کیا جائے گا۔ اس کی وحشت میں ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ر ڈسمبر کو بسوں، ٹرینوں، کاروں اور اسکوٹروں کے ذریعے لاکھوں آدمی شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ اور بھوپال جیسا بارونق شہر قبرستان کا منظر پیش کرنے لگا۔ اگر کوئی دشمن یا غنیم بھی شہر کو خالی کراتا تو اس آسانی اور سہولت سے شہر خالی نہ ہو پاتا۔

حسبِ اعلان وتعینِ سابق ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ر ڈسمبر کو بھوپال کا سالانہ اجتماع بحمدہ کامیابی سے منعقد ہو کر ختم ہوا۔ پہلے دن تعداد کم تھی، اس کے بعد انسانوں کا سمندر امنڈ آیا۔ ۲۴ر ڈسمبر کو ۱۲ بجے حضرت جی دام مجدہ کی رقت آمیز دعا شروع ہوئی، ہر آنکھ رو رہی تھی۔ اجتماع کے منعقد ہونے سے ایک طرح اطمینان وسکون اور دل جمعی لوگوں نے الحمد للہ محسوس کی۔

ہزاروں انسانوں اور مسلمانوں کے بے کسی کے عالم میں دم توڑنے پر دل مغموم ہے اور آنکھیں اشک بار۔ دار العلوم تاج المساجد، اس کے طلبہ اور اساتذہ سب ہی محفوظ و مامون رہے۔ معمولی تکالیف ضرور محسوس ہوئیں جو بہر حال علاج سے رفع ہوگئیں۔

آپ کی یاد ومحبت ودریافت خیریت کے لیے شکر گزار ہوں۔ ایسا مہیب دردناک منظر اُس قیامت خیز شب میں گزرا ہے کہ اس کے تصور سے اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دشمن کو بھی ایسا مہیب منظر نہ دکھائے۔

دعاؤں کا محتاج ہوں، آپ کے لیے دعا کرتا ہوں۔

۱۷ر ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۸۵ء — دعا گو و دعا جو:

(مولانا) عمران خاں (ندوی)

(۵)

محبّ عزیز ومکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مع ہدیہ سنیہ ملا۔ آپ کی محبت ومہربانی کا شکرگزار ہوں کہ آپ اپنی محبت سے مجھے نوازتے رہتے ہیں۔ حادثۂ گیس کے سلسلے میں بھوپال کے انتخاب کی کوئی مصلحت یا توجیہ سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب نے اپنے والا نامہ میں لکھا ہے:

''نومبر (۱۹۸۴ء) کے شروع میں پورے ملک میں سفاکی کا جو مظاہرہ ہوا تھا، قوی اندیشہ تھا کہ کہیں بجلی گرے گی، لیکن کہیں خیال بھی نہ تھا کہ بھوپال جیسے اسلامی شہر میں، جہاں ایسے واقعات کبھی نہ ہوئے ہوں گے! سمجھ میں نہیں آتا کہ آج کے اس دورِ آزمائش میں ہم کس طرح کوئی خدمت انجام دے سکتے ہیں ﴿لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ﴾۔ اس کی رحمت سے امید ہے کہ جس نے ﴿وَكَانَ أَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾ کی بناپر ایک مقبول بندے اور نبی کے ہاتھوں یتیموں کی دیوار کو استوار کیا تھا، وہ علماء اور اولیاء کے اس شہر کو پھر آباد وشاد کرے گا جو مؤمنات صالحات کا دارالسلطنت اور درسِ حدیث شریف اور اشاعتِ علم کا ایک زمانے میں مرکز رہ چکا ہے، جہاں ہندوستان کا سب سے بڑا تبلیغی اجتماع ہوتا ہے، جہاں چپہ چپہ پر مسجدیں ہیں اور جہاں کی غالب اکثریت صحیح العقیدہ ہے اور علماء اور دین کا احترام کرنے والی ہے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ آپ کا خط ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے محفوظ کرلیا گیا ہے''۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب کے والا نامہ کا خاصا حصہ میں نے نقل کردیا ہے۔ اس سے کوئی رہبری آپ کی ہوسکے توفبہا۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

۱۵؍جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ-۸۵ء　　　　　　　　عمران خاں

محترم مولانا جمیل احمد[۱]

اداہ ملیہ اجوکیشنل سوسائٹی
قدیم ملک پیٹ 831 & 829-9-16، حیدرآباد 500036

(۱)

محبی وحبیبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی تحریر دیکھ کر آپ کی نورانی صورت سامنے آجاتی ہے اور آپ کی پرخلوص رفاقت کی خوش گوار یاد سے دل کا گوشہ گوشہ آباد ہوجاتا ہے!!!

مسلم یونیورسٹی کے احباب کا تو مہینہ دومہینہ قیام کے لیے ہر سال شدید تقاضا ہوتا ہے۔(پاکستان اور مدینہ منورہ کا ارادہ ہے)

۱۵/جنوری ۱۹۷۸ء دعا گو

از: علی گڑھ بندہ: جمیل احمد غفرلہ

(۲)

محبی وحبیبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض کردم کہ بیاد تو دلم خورسند است
لیکن این دیدۂ دیدار طلب راچہ علاج؟

---

[۱] حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ۔ حیدرآباد کے معدودے چند معیاری فوقانیہ مدارس (ہائی اسکول) میں سے ایک (یعنی ''ادارہ ملّیہ-اردو وانگریزی میڈیم، ملک پیٹ) کے بانی وسرپرست۔ آپ کی وفات کے بعد لائق صاحب زادے اشفاق احمد صاحب مرحوم اور اب آپ کے پوتے زبیرے اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وفات: ۱۵/دسمبر ۱۹۹۱ء۔

کشمیر سے واپسی ہوئی، (حضرت شیخ کے یورپ کے سفر (لندن وغیرہ) کا تذکرہ)۔
آپ سے ان شاء اللہ سہارنپور میں ملاقات ہوگی۔
اپنی بیگم صاحبہ اور والد صاحب و پرسان حال کی خدمت میں سلام مسنون۔

۶/جولائی ۱۹۷۹ء — دعا گو و دعا خواہ

نظام الدین- دہلی — ناکارہ خادم: جمیل احمد

(۳)

محبی وحبیبی! سلام علیک وقلبی لدیک

؎ حمدللہ کزاں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

اس وقت شب کے آخری حصہ کے نوارنی لمحات میں آپ سے تخاطب کی لذت ومسرت حاصل کررہا ہوں جب کہ پروردگار عالم کی جانب سے منادی ہورہی ہے کہ کوئی طالب صادق ہے کہ میں اس کی دعائیں اور مراد پوری کروں۔ تو میں التجا کررہا ہوں کہ اے سخی داتا! اپنے حبیب ومحبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں میرے حبیب ومحبوب ابن غوری سلمہ کی عمر واقبال میں برکت وترقی عطا فرما، صحت وعافیت جسمانی وروحانی کے ساتھ ملت اسلامیہ کی خدمت کے لیے تا دیر سلامت با کرامت رکھ! نفس وابلیس وحاسدین کے شر وفساد ومکر وکید سے ان کی پوری حفاظت فرما! حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت کے ساتھ وہاں کے انوار وفیوض وبرکات کو سارے عالم میں پھیلانے کے لیے ان کی خداداد صلاحیتوں کو قبول فرما۔ حسن خاتمہ کی دولت سے سرفراز فرما! آمین

نومولود برخوردار بلند اقبال زکریا[1] سلمہ کی ولادت باسعادت کا مژدہ جاں فزا سن کر دل سے

[1] اس سے مراد احقر مرتب (سید احمد زکریا غوری) ہے۔

دعانکلی کہ اللہ جل شانہ اس مبارک نام کی مناسبت سے حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے اوصافِ عالیہ سے اس نونہال کو بطریق احسن متصف فرمائے! اور خاندان کے ہر فرد کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

گزشتہ پیر کی صبح مرکز میں[1] آپ سے مفصل ملاقات نہ ہوسکنے کا ملال ہے۔

۱۹۷۹ء — دعا گو و دعا خواہ

ادارہ ملیہ، حیدرآباد — ناکارہ خادم: جمیل احمد

(۴)

حبیبی و محبی! سلام مسنون اور بے شمار دعاؤں کے بعد!

(مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد علی گڑھ میں قیام و تبلیغی کام کا مفصل تذکرہ۔ وائس چانسلر سید حامد صاحب کا مزید قیام کے لیے اصرار کا ذکر)

پستی کی وجہ سے یہ خط لیٹے ہوئے لکھ رہا ہوں۔ میرے مخلص کرم فرما! حیدرآباد کی بجائے نلگنڈہ پر آپ کے تبادلے کی خبر سے بڑا اقلق ہوا۔ بھونگیر غنیمت تھا کہ مہینہ میں کم از کم ایک بار دیدار کی سعادت حاصل ہوا کرتی تھی۔

۱۰/مارچ ۱۹۸۲ء — دعا گو و دعا خواہ

ادارہ ملیہ، حیدرآباد — ناکارہ خادم: جمیل احمد

---

[1] مرکزِ تبلیغ، جامع مسجد ملے پلی، جہاں پر اتوار کو شہر کا اجتماع ہوتا ہے۔

(۵)

ے اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشینِ دل!
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت!

میرے مخلص! میرے محسن! میرے حبیب! میرے محبوب!
ابن غوری سلمہ اللہ تعالیٰ

............اللہ جل شانہ کا بے حد و بے کراں احسان کہ پچھلی شب کی تہجد اور صلاۃ التسبیح ناغہ نہیں ہوئی، اور تحدیث بالنعمہ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ رات کے آخری حصے میں طبیعت چاق و چوبند ہو جاتی ہے، چناں چہ اس وقت معمولات سے فارغ ہو کر آپ سے تخاطب کی لذت و مسرت حاصل کر رہا ہوں اور ھل من مزید؟ کے جواب میں آپ کے لیے رحمت کے لیے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے مولیٰ سے وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جس کی آپ کو دنیا و آخرت کی ہر کٹھن منزل پر ضرورت ہے۔

میرے مخلص کرم فرما! اس مصرعہ سے بڑی تقویت ہوئی ع
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا[1]
معمولات کے دوران اچانک آپ کی خوش گوار یاد آتی اور دل سے دعا نکلتی ہے!!

۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء — ناکارہ خادم
ادارہ ملیہ، حیدر آباد — جمیل احمد

(٦)

محبی و حبیبی! السلام علیکم
۔۔۔۔خاطری گزار چشم دوری بدن حاضری
حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے سانحۂ اِرتحال پر آپ کے قلبی جذبات خصوصی تعلق خاطر کے

---

[1] والد محترم کے خط میں تحریر کردہ مصرع یہی تھا۔

آئینہ دار ہیں۔ یقین جانیے کہ ان کا فیض جاری ہے اور یہی اکتساب فیض کا طریقہ ہے۔

گرمی کی شدت کی وجہ سے اس ناکارہ کی طبیعت عرصے سے ناساز ہے۔ تعزیت کے خطوط کثرت سے آرہے ہیں، مگر دماغ کی حالت یہ ہے کہ خط پڑھنا دشوار اور جواب لکھنا دشوارتر ہو گیا ہے۔

اس وقت شب براءت کی مبارک ساعتوں کے پُر انوار لمحات میں آپ سے تخاطب یعنی نصف ملاقات کی لذت و مسرت حاصل کر رہا ہوں۔ آپ کا پرنور چہرہ آنکھوں کے سامنے ہے اور مالک دوجہاں کی طرف سے منادی کی صدا کانوں میں گونج رہی ہے کہ ہے کوئی سائل حقیقی کہ میں اس کی دعائیں سنوں اور مرادیں پوری کروں............تو میں التجا کر رہا ہوں کہ اے مولائے کائنات! اپنے حبیب و محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں میرے حبیب و محبوب ابن غوری سلمہ کی عمر و اقبال میں برکت اور ترقی عطا فرما۔ ان کی خداداد صلاحیتوں کو اپنے حبیب پاک کے محبوب دین کی نصرت و اشاعت میں استعمال فرما! ان کے جملہ نیک عزائم اور اعلیٰ مقاصد کو خاطر خواہ کامیابی نصیب فرما! ان کو وہ سب کچھ عطا فرما جس کی ان کو دنیا و آخرت کی ہر کٹھن منزل پر ضرورت ہے۔ نفس و ابلیس اور حاسدین کے شرور سے ان کی پوری پوری حفاظت فرما! حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف فرما! اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے سرفراز فرما! آمین بجاہ سید المرسلین!!

خادم زادہ اشفاق سلمہ بلجیم کے اجتماع میں شرکت کی غرض سے گیا ہوا ہے، عن قریب چلہ پورا کر کے آنے والا ہے، سفر و حضر کی ہر نوع کی کامیابی کے لیے دعا فرمائیے۔

خدا حافظ و ناصر ہو۔

۱۴؍شعبان ۱۴۰۲ھ-۸۲ء
ادارہ ملیہ، حیدرآباد

دعا گو و دعا خواہ
ناکارہ خادم
بندہ جمیل احمد غفرلہ

(۷)

محبی وحبیبی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

............بالخصوص شب قدر میں آپ کے لیے خوب دعا کی کہ اللہ جل شانہ آپ کو ....(گزشتہ دعاؤں کے الفاظ)............۔

میرے مخلص کرم فرما! آپ نے رمضان المبارک کا ''نظام العمل[۱]'' شائع فرما کر امتِ مرحومہ پر بڑا احسان فرمایا! کاش! مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کروا کر لاکھوں کی تعداد میں طبع کرا کے ہندو بیرونِ ہند میں تقسیم کرانے کی کسی بندۂ خدا کو توفیق ہو جاتی!!

۹؍شوال المکرّم ۱۴۰۲ھ--۳۱؍۷؍۸۲ء دعا گو و دعا خواہ

ادارہ ملیہ، حیدرآباد ناکارہ خادم

---

[۱] ''رمضان کا نظام العمل''، جسے وقار العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بھی پسند فرمایا تھا۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رح[۱]

کے خطوط کے جوابات کے اہم نکات

مخلص مکرم زیدت حسناتکم

سلام مسنون

............معارف الحدیث جلد دوم کے متعلق...... شُفَیّ تابعی کی روایت سے وہ حدیث جس کی طرف آپ نے رہنمائی فرمائی ہے جامع ترمذی میں ہے۔ میں تقریروں میں (ابو ہریرہؓ والی) اس حدیث کے بیان کے ساتھ اکثر شفیؒ کا بیان کیا ہوا واقعہ بھی بیان کرتا ہوں۔ وہ فی الحقیقت بہت مؤثر ہے۔ میرے لیے بہتر یہ تھا کہ اس حدیث کی تشریح میں شفیؒ کا وہ بیان بھی درج کر دیتا جو جامع ترمذی میں ہے۔ اگر کتاب پر کبھی نظر ثانی اور جدید کتابت کی میری زندگی میں نوبت آئی تو ان شاء اللہ اس کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ بہر حال جناب کا مشورہ صحیح ہے۔ جزاکم اللہ

چند روز ہوئے آپ کا رسالہ ''فضائل اخلاق و اخلاص'' ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کے لیے وسیلۂ مغفرت و جنت بنائے اور ہم ناظرین کو استفادے کی توفیق دے۔

دعا کا محتاج اور دعا گو ہوں۔

۲۵ر شعبان ۱۴۰۲ھ — والسلام

جون ۱۹۸۲ء — محمد منظور نعمانی

---

۱ نامور عالم دین، مبلغ، محقق، مناظر اور مصنف۔ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد۔ ندوۃ العلماء، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور رابطہ عالم اسلامی کے رکن۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ اور ان کی تبلیغی تحریک سے کافی قریب تھے۔ ''معارف الحدیث''، ''اسلام کیا ہے'' اور ''ملفوظات مولانا الیاس'' وغیرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔ ماہ نامہ ''الفرقان'' کے بانی اور مدیر (اس کی اشاعت آج بھی جاری ہے)۔ ۴ر مئی ۱۹۹۶ء کو لکھنؤ میں آپ کی وفات ہوئی۔

محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحقؒ[1]

مکرمی! زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ ملا تھا اس کو جواب طلب خطوط والے لفافہ میں رکھ دیا گیا کہ فرصت کے وقت جواب لکھوں گا، اسی درمیان میں میری نشست کی تبدیلی ہوئی، کاغذات منتقل کیے گئے، وہ لفافہ دوسرے کاغذات میں مل گیا۔ آج ایک کاغذ کی تلاش کے سلسلہ میں وہ لفافہ ملا اس میں صرف آپ کا ہی خط تھا جس کا جواب باقی تھا۔

مجھے بھول بھی ہو جاتی ہے اس لیے آپ کے لفافہ کی یاد بھی نہیں رہی تھی۔ آج عشاء کے بعد ملا اسی وقت جواب لکھنے بیٹھ گیا، انتظار کی کلفت کی معافی چاہتا ہوں۔

---

[1] معروف عالم دین، پیکرِ سنت، ترجمانِ شریعت، داعیِ قرآن وسنت۔ آپ نے مظاہر علوم (سہارنپور) سے تعلیم حاصل کی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سمیت متعدد اکابر علماء سے استفادہ کیا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ ومجاز تھے۔ سنت نبوی ﷺ کی پیروی واشاعت کے سبب "محی السنۃ" کے لقب سے مشہور تھے۔ ہردوئی (یوپی) میں اشرف المدارس کے نام سے ناظرہ اور حفظ قرآن کا اعلا معیاری تعلیمی وتدریسی مدرسہ قائم فرمایا اور آخر عمر تک خود ہی اس کے ناظم رہے۔ اس مدرسہ کی شاخیں ملک کے مختلف علاقوں میں قائم کی گئیں۔ آپ کی تصانیف میں: "اشرف الہدایات"، "اشرف النصائح"، "اشرف الاصلاح" اور "اذکارِ مسنونہ" ہیں۔ وفات: ۸/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷/مئی ۲۰۰۵ء۔

ضلع نلگنڈا (دکن) والی شاخ کا نام "مدرسہ تجوید القرآن" تھا۔ اس کی مجلسِ انتظامی میں والد محترم کو بھی شامل کیا گیا تھا لیکن ایک مدت کے بعد والد صاحب نے کسی وجہ سے استعفا پیش کر دیا جس کو حضرت نے قبول فرماتے ہوئے بند لفافے کے ذریعے جواب دیا کہ کھلا خط دوسرے لوگ بھی پڑھ لیتے ہیں جو خلافِ اخلاق ہے اور کچھ یوں لکھا کہ "آپ کے شایانِ شان نہیں کہ آپ کے نام کا خط دوسرے بھی پڑھیں، اس لیے بند لفافے میں جواب دیا جا رہا ہے"۔
والد صاحب فرماتے ہیں کہ خوش اخلاقی اور قدردانی کی اس کم یاب صفت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس سے سرفراز فرمائے۔ افسوس کہ وہ خط محفوظ نہیں رہ سکا۔ آپ کی ذات والا صفات مرجعِ خلائق تھی۔

مجھے کل ایک طویل سفر درپیش ہے اس لیے آپ کے جن استفسارات[1] کے جوابات کسی درجہ میں کسی کے لیے مفید ہوسکتے ہیں وہ تحریر کروں گا بقیہ سے معافی چاہتا ہوں۔

''حیاۃ المسلمین''، ''اصلاح الرسوم''، ''اشرف الجواب لشفاء المرتاب''، ''سلسلۂ مواعظ التبلیغ'' از حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی نورہ اللہ مرقدہ۔

'فضائلِ صدقات''، ''حکایاتِ صحابہ'' از حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

''وصیۃ الاخلاق'' و ''وصیۃ الاحسان'' از حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

رسالہ ماہ نامہ ''معرفتِ حق'' الٰہ آباد، اور وہ کتب جن کا اشرف النصائح کے آخر میں مشورہ دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد سے یعنی احکام ظاہر و باطنی کی پابندی سے۔

حاضری حرمین، تکمیلِ اصلاح وحسنِ خاتمہ (اس کے لیے آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں)۔

احکام ظاہری یعنی فروعات کا بہت زیادہ اہتمام چاہیے۔ اپنے لیے نیز اپنے متعلقین یعنی احباب و اعزہ کو بھی ان کی طرف متوجہ کرنے کی فکر۔ بالخصوص وضع قطع اسلامی کی درستگی۔ غیبت و بدگمانی سے احتیاط۔ تصحیح قرآن شریف۔ جماعت کی پابندی۔ منکرات سے روکنے کی فکر۔ نیز تحفۂ احقر اور اصلاح معاشرت و معاملات کا مطالعہ۔

۲۲/ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۲ء	والسلام
دعوت الحق، ہردوئی	ناکارہ خادم: ابرارالحق

---

[1] والدِ محترم نے (اپنی عمر کے ۲۲ ویں سال میں) طالبِ علمانہ حیثیت سے چند مشاہیر سے چند سوالات کیے تھے، اسی کی طرف اشارہ ہے۔

محترم ومکرم سید نوراللہ قادری نقش بندی نظامی رح[۱]

کرنول، آندھرا پردیش

(۱)

مکرم مولانا غوری صاحب دامت برکاتہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج اقدس، الحمد للہ علی کل حال۔ صاحب زادہ بلند اقبال حافظ بن گئے، مبارک باد! خاندان عالی شان کے چشم و چراغ بن گئے، الحمد للہ علی ذلک۔

مدرسہ اشرف العلوم، ملک پیٹ، اکبر باغ، حیدرآباد میں شریک کرائیے[۲]، یہاں تعلیم اور تربیت دونوں نعمتیں ہیں، استفادہ کرائیے۔

۱۴/۱۰/۱۹۹۵ء　　　　سید نوراللہ قادری

(۲)

محسن ملت، فضیلت الشاب مولانا ابن غوری صاحب　کثر اللہ امثالہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج اقدس۔ الحمد للہ علی کل حال۔ سابقہ حالیہ مکاتیب دیدہ زیب ہوئے۔ شکریہ

۱؎ لاہور یونیورسٹی سے بی اے، جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے مولوی کامل التفسیر۔ عربی، اردو، فارسی، تلگو، انگریزی اور ہندی پر تحریری وتقریری عبور۔ ایک مشفق استاد، مبلغ دین، کئی اردو کتابوں کے فصیح تلگو زبان کے مترجم۔ خود بھی چند تلگو کتب کے مصنف۔ ان تمام صفات کے باوجود کسر نفسی میں ان جیسی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے ضلع کرنول میں کئی دینی مدارس قائم فرمائے۔ وفات: ۲۳؍جولائی ۱۹۹۸ء۔

۲؎ مراد برادرِ محترم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری ہیں، جن کی عالمیت کی تعلیم کے لیے والدِ محترم نے حیدرآباد میں کسی مناسب مدرسہ کا مشورہ طلب کیا تھا۔

حضرت والا کے تینوں صاحب زادوں کو جید حافظ، عالم، قاری، عامل و مبلغِ دین بنائے۔

دو سال سے حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں ہوں، مصروف ہوں۔ جلدی میں یہ جواب حوالہ قلم کیا ہے۔ زیادہ نیاز شکر گزار۔

۱۹۹۱/۱۰/۲۸ء سید نور اللہ قادری

حضرت سید نور اللہ قادری صاحب مرحوم والد محترم کے بڑے قدرداں تھے، اپنے خطوط کے آخر میں خود کو ایسے الفاظ میں پیش کرتے رہے:

(۱)

ایک جا رہتے نہیں، عاشق بدنام کہیں
دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں

۱۹۷۵/۱۲/۲۸ء

(۲)

اے شمع علم! کیا اس وقت اِس پروانہ کو اکتسابِ نور کی اجازت دو گے کہ نہیں؟

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگرم، انجمنے ساختہ اند

(۳)

آپ بھی خام کو، غلام بے دام بنا لیجیے ؎

مثال تالِ طنبورا، الگ ہم سب سے رہتے ہیں
ذرا چھیڑنے سے ملتے ہیں، ملا لو جس کا جی چاہے

کشکول بردار کی جھولی، دعا سے بھر دو گے نا!

دے دے خدا کے نام پہ پیارے، دے دے
دیا بھی بھلا، نہ دیا بھی بھلا، قدم درویشاں ردّ بلا

۱۹۹۲/۸/۳ء بے نور کرنولی

مولانا محمد رضوان القاسمی رحؒ[1]

دارالعلوم سبیل السلام، صلالہ، بارکس، حیدرآباد

محبّ مکرم و مخلص محترم! زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔

آپ کے دو خط ملے۔ یادآوری کے لیے شکر گزار ہوں۔ آپ کی تحریر کے انوکھے پن اور بانکپن سے ہمیشہ محظوظ ہوتا رہتا ہوں۔ امید کہ باہمی ربط کا سلسلہ اور جاری رہے گا۔

''قرطاس وقلم''[2] میں آپ کے ذریعہ ''ماجدی تحریر'' کے نمونے آتے رہتے ہیں، وہ یقیناً میرے ساتھ قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ طنز وتنقید کے انداز میں اکبر اپنی شاعری میں اصلاح کا بہت کچھ ساماں بہم پہنچا گئے ہیں، نثر میں آپ یہ کام کررہے ہیں۔ دراصل ''بیمار'' کے لیے مرہم کے ساتھ بسا اوقات نشتر کی بھی ضرورت پڑتی ہے، یہ تو معالج کے فن کا کمال ہے اور موقع شناسی کی بیّن علامت اور دلیل، کہ کس موقع پر مرہم کا استعمال کیا جائے اور کب اور کہاں نشتر لگایا جائے۔

بہرحال ابن غوری کی تحریر میں غور وفکر کی بہت ساری باتیں مل جاتی ہیں۔ اس مفید سلسلہ کو جاری رکھیے۔

والسلام

(محمد رضوان القاسمی)

۲۴ر صفر ۱۴۱۳ھ – ۲۴ر اگست ۹۲ء

---

[1] مشہور ومعروف عالم دین، اردو کے بہترین نثر نگار، دارالعلوم دیوبند کے فارغ، دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد کے بانی، مسجدِ عامرہ (عابڈس، حیدرآباد) کے خطیب، کئی کتابوں کے مصنف۔ وفات: ۱۱ر اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

[2] ''قرطاس وقلم'' نام ہے مجلسِ علمیہ آندھراپردیش کے ترجمان کا۔ اب وہ ماہ نامہ ''ضیائے علم'' کے نام سے شائع ہورہا ہے۔

(۲)

مکرمی ومحترمی زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامہ نامہ موصول ہوا۔طیارہ کے حادثے میں بچ جانے پرآپ نے جن الفاظ میں اظہار ہمدردی فرمایاہے،اس کے لیے میں شکرگزار ہوں۔

میری دعاہے کہ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ آپ کی عمردرازفرمائے،علوم نبوت کی اشاعت،دین کی دعوت اورملت کی خدمت کاسلسلہ تادیرآپ کے ذریعے جاری وساری رہے۔

۲۷؍رجب ۱۴۱۳ھ والسلام

۲۱؍جنوری ۱۹۹۳ء (محمدرضوان القاسمی)

(۳)

مکرمی ومحترمی زیدمجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا،اوراس کے ساتھ چندورقیے بھی موصول ہوئے۔آپ کی علم دوستی اور علماءنوازی کامیں پہلے سے قائل ہوں۔گیسوئے اردوکوتابدار سے تابدار بنانے کے سلسلے میں آپ کی کوششیں یقیناً قابل تحسین ہیں۔آپ کی تحریرمیں جوجدت اورندرت ہےاس کا بھی معترف ہوں۔

سوال اگر بے تاب ہے تو جواب بھی مضطرب ہے، دیکھنا چاہیے کہ یہ بے تابی اور اضطراب کاملاپ کب ہوتاہے۔

والسلام

۱۱؍شعبان ۱۴۱۸ھ (محمدرضوان القاسمی)

مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ[1]
ندوۃ العلماء، لکھنؤ

محترم المقام جناب ابن غوری صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ (پوسٹ کارڈ) موصول ہوکر باعث سرفرازی ہوا۔ الحمدللہ حضرت مولانا مدظلہ رو بہ صحت ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے پوری امت اسلام پر اور آپ جیسے مخلص اور ہم جیسے گنہ گاروں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

...... نیز یہ کہ ہم اور آپ دونوں کا تعلق حضرت مولانا سے دین کے تعلق سے ہے، وہ جس طرح میرے ہیں آپ کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی دعائیں قبول فرمائے۔

آپ کے ہنرمند صاحب زادے عزیزی عبدالماجد غوری نے ماشاء اللہ اس کم عمری میں مولانا کی سوانح عمری[2] لکھ کر ہم سب کی دعائیں حاصل کی ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ ان کی

---

[1] ممتاز عالم، عربی زبان وادب کے ماہر، قرآنیات کے محقق، مصنف اور استاد۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) سے تعلیم حاصل کی اور بعد میں وہیں تدریسی خدمات انجام دیں، اور اسی ادارے کے معتمد تعلیمات بھی رہے۔ کئی برس جامعہ امّ القریٰ (مکہ مکرمہ) میں بھی عربی زبان کے استاد رہے۔ آپ کی معروف تصانیف میں "میرِ کارواں"، "قاموس ألفاظ القرآن الكريم" اور "تعلّم لغة القرآن الكريم" ہیں۔ وفات: ۱ر جنوری ۲۰۰۶ء۔

[2] یہ کتاب بنام "أبو الحسن الندوي: الإمام المفكر الداعية المربِّي الأديب" دار ابن کثیر، دمشق وبیروت سے شائع ہوچکی ہے۔

ترقیاتِ علمی وروحانی کے لیے ہم سب متمنی رہیں گے۔آپ کے دوسرے صاحب زادے عزیزی سید احمد زکریا سلمہ اللہ سے آپ کا پتہ معلوم کر کے یہ عریضہ ارسال کروں گا۔

والسلام

آپ کا خادم

عبداللہ عباس ندوی

۲۹/اپریل ۱۹۹۹ء

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

محترم عبدالکریم پاریکھؒ

قابل قدر محقق اور مخلص صاحبِ قلم جناب ابن غوری صاحب حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند دنوں قبل آں جناب کی گراں قدر تالیف ''قرآن میں کیا ہے'' پوسٹ کے ذریعے موصول ہوئی۔ گزشتہ تین سالوں سے بینائی سے محروم ہونے کی وجہ سے لکھنا پڑھنا، دعوتی اسفار بالکل بند ہیں۔ آپ کی کتاب میں حضرت مولانا علی میاںؒ کا مقدمہ نیز اہم علماء ربانی کی آراء پڑھوا کر سنا۔ آپ نے اپنی تالیف میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے تراجم وتفاسیر سے استفادہ کیا، مبارک ہو۔ اللہ آپ کی یہ کوشش قبول فرمائے گا۔ دنیا وآخرت میں درجات کی بلندی کا سبب یہ مجموعہ بنے گا۔ آپ نے بالکل نئے انداز سے قلم اٹھایا ہے اور بڑی محنت کی ہے۔

کتاب کے ساتھ ہی چند پمفلٹ ر ورقیے بھی موصول ہوئے (جس میں ''دستورِ کامیابی'' کے عنوان سے والعصر کا ترجمہ تین زبانوں میں، ''یہ میری ذمہ داری ہے''، ''متیٰ نصر اللہ''، ''شادی رقعہ سے حقہ تک'' نظر نواز ہوا۔ سب کے سب وقت کی ضرورت کے لحاظ سے بہت مفید ہیں۔ البتہ رقعہ والا مضمون بہت اچھوتا ہے اور بہت ضروری مضمون ہے۔ اللہ جزاے خیر عطا فرمائے۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

۲۸/۰۸/۲۰۰۶ء

والسلام

خادم وطالب دعا

---

۱ معروف مفسرِ قرآن، داعی، مصنف اور سماجی مصلح۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ سے مجاز بیعت تھے، تحریک پیام انسانیت کے مشہور داعی اور خطیب، ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی اور مجلس نظامت کے رکن، مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن اور اخیر میں خازن۔ ناگپور میں تقریباً نصف صدی تک درسِ قرآن کے ذریعے لوگوں میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کیا۔ قرآن کریم کے بہت آسان اردو میں ترجمہ کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں لکھیں۔ وفات: ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۷ء۔

مولانا مفتی عبدالقدوس رومی[1]

مکرمی زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے مصنفین کے ساتھ متقی[2] کا لفظ لکھ کر ایک سراپا گناہ گار کو مخاطب فرما کر بڑی زیادتی کر دی۔ پڑھ کر ندامت ہی ندامت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرما رکھی ہے کہ آپ جیسے بہت سے حضرات کو مغالطہ ہو جاتا ہے۔

کتابوں کو مستند سمجھ سکتے ہیں لیکن مصنف کو متقی سمجھنے کی بجائے اس کے متقی ہونے کی دعا فرمائیں[2]۔

سفر دلّی کے وقت آگرہ کی نیت پکّی کر لیں لیکن پہلے سے اطلاع ضرور دینا۔

۳۰/مارچ ۱۹۸۵ء

والسلام

عبدالقدوس

---

[1] معروف عالم دین، فقیہ، مصنف اور شاعر۔ دارالعلوم دیوبند و مظاہر علوم (سہارنپور) کے فیض یافتہ، طویل عرصے تک مفتیِ شہر آگرہ کے منصف پر فائز رہے اور دینی و شرعی مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ آپ نے فقہ، دعوت، تصوف اور ہندوستانی مسلمانوں کے شرعی مسائل پر متعدد کتابیں لکھیں۔ آپ کی تصانیف میں ''ہندوستان میں شرعی پنچایت ہی کیوں، دار القضاء کیوں نہیں؟'' شامل ہے۔ آپ نے 1954ء میں ماہ نامہ ''الاحسان'' جاری کیا جو سلوک و تصوف کا ترجمان تھا۔ سنہ وفات: 2009ء۔

[2] والد محترم اپنا ایک قول لکھتے رہتے ہیں: ''متقی مصنفین کی مستند ہی کتابوں کا مخلصانہ ہی مطالعہ مفید ہو سکتا ہے''۔

محترم مفتی عطاء الرحمٰن ندوی

(مفتیٔ بھوپال)

برادر معظم ومکرم جناب ابن غوری صاحب

تسلیمات!

خیریت طرفین مطلوب۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔

یوں تو آپ کی ذات والا صفات سے عرصہ دراز سے تعارف حاصل رہا، مگر حال ہی میں اپنے ایک عزیز نے آپ کی کتاب ''سب کے لیے'' جو اسم بامسمّٰی ہے، کتاب کا نام صاحب کتاب کی دانش مندی، علمی بصیرت کی آئینہ دار ہے۔ قرآن کریم اور علامہ اقبالؔ کے اشعار پر موضوعاتی کتاب نے مزید آپ کی تحریروں کے مطالعے کا اشتیاق پیدا کردیا۔ زندگی کے تجربات اور علمی، ادبی ودینی مضامین وبزرگوں، علماء ومشائخ کے اقوال کو آپ نے واقعتاً ''سب کے لیے'' بنادیا۔ خداوند عالم اس کو دنیا وآخرت میں باعث اجر بنادے اور درازئی عمر سے سرفراز فرمائے۔ راقم الحروف کو بہ طور خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ زندگی کی آخری منزل میں ہوں، یعنی ۷۶ سال میں داخل ہوچکا کہ خداوند عالم ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔ عمر کے ساتھ جسم کے اکثر اعضاء متاثر ہوگئے، بصارت، سماعت، اور یادداشت کافی متاثر ہوچکی ہے۔

حامل رقعہ کے ہاتھوں اقبال اور قرآن کے موضوع پر دونوں کتابیں عنایت فرمانے کی زحمت فرمائیں۔

۲۰/اپریل ۲۰۱۳ء

والسلام

مولانا مفتی محمد اشرف علی باقوی قاسمیؒ

دار العلوم سبیل الرشاد، بنگلور

بسمہ تعالیٰ

محترم ومکرم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ بخیر وعافیت رہیں۔

گرامی نامہ کے ساتھ آپ کی گراں قدر کتاب ''کلام اقبال: موضوعاتی ترتیب'' ملی۔ ممنون ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور قیمتی عطیہ کتب خانے کے لیے مرحمت فرمایا۔ جزاکم اللہ

مدت سے ملاقات نہ ہوسکی جس کا مجھے بھی افسوس ہے، حالاں کہ حیدرآباد تو آنا جانا رہتا ہے۔ ان شاء اللہ پھر سفر ہوا تو ضرور حاضر خدمت ہوں گا۔

دعواتِ صالحہ میں یاد فرمانے کی گزارش ہے۔

۲۸/۱۰/۱۴۳۴ھ — والسلام

۵/۹/۲۰۱۳ء — اشرف علی

۱؎ جنوبی ہند کے ممتاز عالم دین، فقیہ، مفکرِ ملت، امیر شریعت کرناٹک۔ تمل ناڈو کے ضلع آرکاٹ میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصے تک بنگلور کے مشہور ومعروف دینی ادارے ''دار العلوم سبیل الرشاد'' کے ناظم وسربراہ رہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن تاسیسی، آل انڈیا ملی کونسل کے نائب صدر، اسلامک فقہ اکیڈمی کی مجلس عاملہ رکن، دار العلوم دیوبند اور دار العلوم ندوۃ العلماء کے رکن شوریٰ کے مناصب پر فائز رہے۔ جنوبی ہند میں دینی تعلیم، فقہی رہنمائی، دعوت واصلاح اور مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کے حل کے لیے آپ کی نمایاں خدمات ہیں۔ وفات: ۸/ستمبر ۲۰۱۷ء۔

مولانا محمد اسرار الحق قاسمی رحؒ [1]

گرامی قدر جناب ایس اے ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ جناب والا کا مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

ہماری درخواست پر آپ نے نہایت مفید کتاب ’’قرآن میں کیا ہے‘‘ ارسال کرنے کی زحمت گوارہ فرمائی۔اس کے لیے جناب والا کا شکریہ۔ہم نے اس کتاب کو افادۂ عام کے لیے دہلی، بہار اور کلکتہ کی لائبریری میں رکھا ہے۔

حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی صاحب دامت برکاتہم نے اس کتاب کے شائع کرنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو مبارک باد وہدیہ سلام پیش کیا ہے اور دعاؤں کی درخواست کی ہے۔ان شاء اللہ آئندہ بھی آپ سے رابطہ وتعاون حاصل کرتے رہیں گے۔

۲۰۰۸/۸/۴ء

(مولوی) نوشیر احمد کلکتوی
سکریٹری: آل انڈیا تعلیمی وملی فانڈیشن، نئی دہلی

---

[1] ہندوستان کے معروف عالم دین، خطیب، سماجی رہنما اور سیاست داں۔دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور جمعیت علمائے ہند کے جنرل سکریٹری اور بہار کے صوبائی صدر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔۲۰۰۹ء سے تا وفات ریاست بہار کے حلقہ کشن گنج سے بھارتی پالیمان کے رکن رہے۔سیمانچل کے پس ماندہ علاقوں میں تعلیمی بیداری اور سماجی ترقیات کے لیے کام کیا۔حلقہ کشن گنج میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مرکز کے قیام میں آپ کا اہم کردار ہے۔وفات: ۷/دسمبر ۲۰۱۸ء۔

مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی رح[۱]

جامعہ دارالسلام، دہلی گیٹ، مالیر کوٹلہ (پنجاب)

(ا)

محترم ومکرم پروفیسر غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ (مؤرخہ ۱۳؍شعبان) باعثِ مسرت ہوا، جزاکم اللہ

آپ نے ''معمارانسانیت''[۲] کے بارے میں حوصلہ افزائی کے ساتھ جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، ان کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں المؤمنُ مِرآۃُ المؤمنِ۔

حمایتِ دین کے عنوان کے تحت کچھ بات آئی ہے، اچھا ہوتا کہ ہر ایک بات کو بسط کے ساتھ بیان کیا جاتا۔ غیبت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطباتِ مبارکہ کے بیان میں اس کا بیان موجود ہے۔

انسانی کاوش نقص سے خالی کب رہ سکتی ہے؟ مجھے آپ کے توجہ دلانے پر دلی خوشی ہوئی ہے، آئندہ ایڈیشن میں کوشش ہوگی کہ یہ باتیں تفصیل سے آجائیں۔

---

۱ مشہور عالم دین، ممتاز فقیہ، مفسر قرآن، مصنف ومؤلف۔ دارالعلوم دیوبند کے پہلے مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کے پوتے، طویل عرصے تک مفتی اعظم پنجاب کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور بعد میں دارالعلوم دیوبند (وقف) کے صدر مفتی مقرر ہوئے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بانی اراکین میں شامل تھے، چھوٹی بڑی دسیوں کتابوں کے مصنف، جن میں مشہور ''تفسیر روح القرآن''، ''اسلامی قانونِ وراثت''، ''نبی رحمت کا پیام رحمت'' اور ''معمارِ انسانیت'' شامل ہیں۔ وفات: ۵؍دسمبر ۲۰۱۹ء۔

۲ سیرت پر ''معمار انسانیت''، مفتی صاحب کی عمدہ کتاب ہے۔

انتہائی مسرت ہوئی کہ ما شاء اللہ تینوں صاحب زادے حفظ قرآن کررہے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تکمیل فرمائے اور ہم سب کو علم وعمل سے نوازے۔

۲۳؍شعبان ۱۴۱۳ھ — والسلام

۱۶؍۲؍۱۹۹۳ء — خادم: فضیل عثمانی

(۲)

محترم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ آپ کی قابل قدر تالیف ''قرآن میں کیا ہے'' (جلداول) موصول ہوگئی تھی۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس ناچیز کو اس کتاب پر کچھ لکھنے کے قابل سمجھا۔ اپنے تاثرات لکھ کر کتاب بغیر ٹکٹ لگائے آج کی تاریخ میں آپ کی خدمت میں روانہ کردی ہے۔

آپ اپنی سرپرستی اور دعاؤں سے ادارے کو نوازتے رہیں۔ آپ سے (حیدرآباد میں) ملاقات یاد آتی ہے اور پھر ملنے کو دل چاہتا ہے۔

۷؍۲؍۲۰۰۳ء — والسلام

مالیرکوٹلہ، پنجاب — (مفتی) فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

(۳)

محترم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ ''فکر ونظر'' کے نام سے آپ کی قیمتی شذرات موصول ہوئے۔ بہت بہت شکریہ۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں آپ کے یہ شذرات بڑے مؤثر ہوتے ہیں۔ جلد ہی ''دار السلام'' میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔ آپ نے جو یہ پوسٹر تیار کرائے ہیں، یہ بھی بڑے مفید ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔

۳۰/۹/۲۰۰۴ء — والسلام

مالیرکوٹلہ — فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

(۴)

محترم ومکرم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ آپ کی کتاب ''سب کے لیے'' بہت دل چسپ، مفید اور معلوماتی کتاب ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ترتیب وتحریر کا ملکہ اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ میں نے پوری کتاب کو ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا بلکہ بعض حصوں کا کئی بار مطالعہ کیا۔

اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام — فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

(۵)

محترم ومکرم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ آپ کی تین کتابیں ''اقبال کی نظمیں: نوجوانوں اور جلسوں کے لیے''، ''چہل حدیث برائے خواتین'' اور ''چہل حدیث برائے اطفال'' موصول ہوئیں۔ تینوں کتابیں نہایت مفید ہیں۔ آپ نے اقبالؔ کی نظموں کا بڑا اچھا انتخاب فرمایا ہے، جو آپ کی بلند فکری اور حسن ذوق کی دلیل ہے۔ دونوں چہل حدیث میں آپ نے اردو کے ساتھ انگریزی کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے، اس سے انگریزی جاننے والے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں ان کتابوں کی مقبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ رب العالمین آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کچھ عرصے سے دار السلام کی اشاعت بند ہے، ورنہ اس میں ان کتابوں پر تبصرہ شائع ہوتا۔ اپنی نگاہ کی کم زوری کے باوجود میں نے جستہ جستہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے۔

والسلام

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی

۱۶؍شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

۱۳؍مئی ۲۰۱۷ء

مولانا محمد برھان الدین سنبھلیؒ [۱]

(استاد: دارالعلوم ندوۃ العلماء)

لکھنؤ

۱۶/صفر ۱۴۱۷ھ

السلام علیکم

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، آیت کا مقصود یہی ہے، اس مضمون کو ''سورۂ معارج'' میں بھی بیان کیا گیا ہے، البتہ وہاں اور یہاں کی ترتیب بدلی ہوئی ہے۔ یہاں (سورۂ عبس میں) اَبعد سے اَقرب رشتوں کی طرف اور وہاں (معارج میں) اَقرب سے اَبعد کی طرف، کلام میں ترتیب ہے، یہ تنوع بلاغت کی رو سے موجبِ لطف ہے۔

نوٹ: چوں کہ عموماً شادی کے بعد عملاً، بیوی سے تعلق سب سے زیادہ (حتی کہ ماں باپ سے بھی زیادہ) ہو جاتا ہے، اس لیے بیوی (صَاحِبَتِهٖ) کا ذکر ماں باپ کے بعد اور ''اولاد'' سے پہلے ہے (سورۂ عبس میں)۔

والسلام

احقر

محمد برہان الدین

دارالعلوم ندوۃ العلماء

۳/۷/۱۹۹۶ء

---

[۱] معروف مفسر، فقیہ اور مصنف۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، مدرسہ عالیہ (مسجد فتح پور، دہلی) اور ایک طویل عرصے تک ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن عاملہ، المجمع الفقہی کے نائب صدر، مرکزی دارالقضاء اتر پردیش کی قاضی کونسل کے صدر بھی رہے، تفسیر وحدیث میں دست گاہ رکھتے تھے۔ عربی زبان کی خدمات پر آپ کو ۲۰۰۸ء میں صدر جمہوریۂ ہند اوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن میں مشہور قضایا فقهية معاصرة، معاشرتی مسائل، چند طبی مسائل ہیں۔ وفات: ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۷/جنوری ۲۰۲۰ء۔

محترم مولانا وحید الدین خاںؒ[1]

مدیر ماہ نامہ ''الرسالہ'' (اردو، انگریزی) دہلی

(۱)

برادر محترم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا۔ آپ نے جس اخلاص کے ساتھ راقم الحروف کو نصیحت فرمائی ہے اس کی میں قدر کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ جو بات کہی جائے محتاط الفاظ میں کہی جائے۔ اللہ تعالیٰ میرا مددگار رہو۔

دعا گو

۷؍جون ۱۹۷۹ء ‏ وحید الدین

---

[1] مشہور اسلامی اسکالر، مصنف ومفکر، مترجم قرآن، داعی ومصنف۔ مدرسۃ الاصلاح (اعظم گڑھ) کے فارغ التحصیل، اسلامی مرکز (نئی دہلی) کے چیرمین۔ آپ نے اسلام کی پُرامن دعوت، اخلاقی تربیت، روحانیت اور بین المذاہب ہم آہنگی کو اپنی علمی جدوجہد کا محور بنایا۔ نئی دہلی میں ''سینٹر فار پیس اینڈ اسپریچوالٹی'' قائم کیا اور اردو مجلّہ ''الرسالہ'' جاری کیا۔ کئی ممالک کی سیاحت کی۔ علمی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں حکومت ہند نے انھیں ''پدم بھوشن'' اور بعد ازاں ''پدم وبھوشن'' سے نوازا۔ آپ کی معروف تصانیف میں ''تذکیر القرآن''، مذہب اور جدید چیلنج''، ''راز حیات'' اور ''پیغمبر انقلاب'' ہیں۔ وفات: ۲۱؍اپریل ۲۰۲۱ء۔

(۲)

برادرعزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا.................آپ کی متانت اور دینی جذبہ کی وجہ سے ایک خاص لگاؤ ہے۔اس لیے ارادۃً میں کبھی ایسی بات نہیں لکھ سکتا جس سے آپ کو خدانخواستہ تکلیف پہنچے۔ بہرحال جو غلطی ہوئی اس کے لیے مجھے معاف فرمائیں۔

............میرا خیال ہے کہ اسلام کو جب سیاسی بنا دیا جائے تو آدمی دنیا سے قریب اور آخرت سے دور ہو جاتا ہے حالاں کہ دین میں اصلی چیز خدا اور آخرت کو پالینا ہی ہے۔

۲۶/جون ۱۹۷۹ء دعا گو

نئی دہلی وحید الدین

(۳)

برادر محترم! سلام مسنون

آپ کا خط جب بھی مجھے ملتا ہے تو میں شکرادا کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ جیسا عجیب وغریب ناقد بھی پابندی کے ساتھ ''الرسالہ'' پڑھتا ہے۔

۱۹۹۵/۸/۴ء دعا گو

نئی دہلی وحید الدین

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی[1]

مکرمی ومحترمی جناب ابن غوری صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔

عزیزی زکریا سلمہ کے عقد کے موقع سے آپ کا دعوت نامہ موصول ہوا تھا، مگر میں اس وقت ایک سفر کے لیے پابہ رکاب تھا، اس لیے حاضری نہ ہوسکی۔

......واقعہ ہے کہ آپ سے خاص محبت وتعلق ہے اور آپ کی مختصر مفید تحریر جو چھپتی رہتی ہے، اس سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ خط کا جواب وقت پر نہ دینے کی وجہ سے آپ کو جو تکلیف ہوئی، اس پر معذرت خواہ ہوں۔ آپ کے صاحب زادوں کی علمی فتوحات کو بھی دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے۔ افسوس کہ ہندوستان میں اور خاص کر حیدرآباد میں ان کے کاموں کا کما حقہ تعارف نہیں ہو پایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین اور علم دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت لے۔ اس میں ان کی ذہانت اور جہد مسلسل کے ساتھ ساتھ آپ کی تربیت کا بھی خاص دخل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے اور امت کو ان سے نفع پہنچائے۔ کل حجاز مقدس کا سفر متوقع ہے۔ رابطہ عالم اسلام کی دعوت پر یہ سفر ہو رہا ہے۔ دعاے خیر کا خواستگار رہوں۔

۲۸/ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ والسلام

۲۸/نومبر ۲۰۰۸ء خالد سیف اللہ

---

[1] برصغیر کے ممتاز فقیہ، متعدد فقہی کتابوں کے مصنف، اسلامک فقہ اکیڈمی کے جنرل سیکرٹری، المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد کے بانی، دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلسِ انتظامی ومجلسِ نظامت کے رکن اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے موجودہ صدر۔ فقہ اسلامی اور اصول فقہ اور جدید مسائل پر متعدد کتابوں کے مصنّف۔

پروفیسر محترم ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی[1]

سابق صدر شعبہ عربی: ایفلو یونیورسٹی، حیدر آباد

(۱)

محترم کرم فرما جناب ابن غوری صاحب

سلام مسنون!

غیر مسلموں کو دینے کے لیے آپ نے کتاب[2] تیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا کرے۔ کاش یہ کام بڑے پیمانے پر ہمارے ملک میں ہو۔ مجھے آپ کے اس کام سے بہت خوشی ہے۔

میں کسی جماعت سے سو فیصد متفق نہیں ہوں۔ لیکن ہر جماعت کے کاموں کی قدر میرے دل میں ہے اور خاص طور پر تبلیغی جماعت کی بہت قدر ہے۔ اور کبھی کبھی کاموں میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔

امید کہ دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

والسلام
محسن عثمانی

---

[1] اردو زبان کے ادیب وانشاپرداز، ناقد، صحافی، کئی کتابوں کے مصنف، دار العلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد پٹنہ یونیورسٹی سے ایم اے اور جامعہ ملیہ اسلامیہ (نئی دہلی) سے پی ایچ ڈی کی۔ جواہر لال نہرو یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی اور انگلش اینڈ فارن لینگویجز یونیورسٹی (حیدر آباد) میں عربی زبان وادب کی تدریس کی۔ دار العلوم ندوۃ العلماء اور مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی مجلس انتظامی کے رکن بھی ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف بھی ہیں، جن میں اسلامی دعوت، سیرت، تاریخ، ادب اور تقابلِ ادیان کے موضوعات نمایاں ہیں۔

[2] مراد The GOD & His Prophet speak to you ہے۔

(۲)

آپ کے خطوط پڑھ کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔کبھی کبھی عاجز کے قلم سے کوئی فکری انداز کا مضمون نکلتا ہے تو اس کے بارے میں آپ کی رائے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔

محسن عثمانی ۷/۱/۲۰۰۹ء

(۳)

............آپ کے Feed Back سے خوشی ہوتی ہے۔کبھی کبھی آپ کے تبصرے یا تنقید اگر مل جایا کریں تو بہت خوشی ہوگی۔کبھی کبھی آپ جیسے اہل نظر کی طرف سے کچھ تنقید اور کچھ اصلاح بھی ہونی چاہیے۔

محسن عثمانی

(۴)

آپ سے ایک گونا تعلق سا تر ہے، اس لیے اکثر میں اپنی تحریروں کے سلسلے میں آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں، اتفاق ہو یا اختلاف، آپ کی رائے کی اہمیت ہے۔

محسن عثمانی

☆☆☆

محترم مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی ندوی[۱]

مدیر: ماہ نامہ ''الفرقان''، لکھنؤ

مکرمی محترمی! زید مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے کہ مزاج گرامی بعافیت ہو۔

آج ایک ضرورت سے پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا تو اس ڈھیر میں جناب کے گرامی نامے پر نظر پڑی جو ''حضرت شیخ نمبر'' کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کرنے کے لیے جناب نے تحریر فرمایا تھا۔

نمبر میں بہت سی خامیوں کی طرف جناب نے متوجہ فرمایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جناب کا احساس بالکل صحیح ہے۔

آئندہ بھی اپنی رائے سے ضرور نوازتے رہیں، شاید کہ آپ حضرات کا صبر وتحمل ہی میرے کچھ کام آئے۔

والسلام

خلیل الرحمٰن سجاد ندوی

۱۹۸۳/۳/۳۰ء

---

[۱] مشہور و معروف عالم دین، مفسر قرآن، داعی و روحانی مربی۔ معروف عالم حضرت مولانا منظور نعمانیؒ کے صاحب زادے۔ ۱۹۵۵ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ دار العلوم ندوۃ العلماء، دار العلوم دیوبند اور جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) سے تعلیم حاصل کی۔ ماہ نامہ ''الفرقان'' (لکھنؤ) کے مدیر اعلا، رحمان فاؤنڈیشن اور دار العلوم امام ربانی (نیرل، مہاراشٹرا) کے بانی۔ علاوہ ازیں متعدد کتابوں کے مصنف۔ دینی تعلیم، اصلاحِ معاشرہ، بین المذاہب مکالمے اور فلاحی خدمات میں نمایاں طور پر آپ کا بڑا حصہ ہے۔

محترم مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی

(امیر: تبلیغی جماعت، مرکز نظام الدین، دہلی)

والد محترم نے (۷ رشوال ۱۴۳۷ھ) مولانا کی خدمت میں درج ذیل خط روانہ کیا:

محترم ومکرم مولانا سعد صاحب مدظلکم کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بہ عافیت ہوں گے۔ دعا ہے کہ بہ عافیت رہیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

امابعد! عرض خدمت ہے، فریاد ہے کہ

(۱) بیانات، چھے باتوں پر نہیں ہو رہے ہیں۔ صرف پہلے نمبر پر تفصیل سے بات کہہ کر چار ماہ کی آواز لگائی جا رہی ہے۔ بعض کرم فرما، نماز کی بات بھی کر لیتے ہیں، کیا یہ طریقہ مرکز سے منظور کردہ ہے؟

(۲) شب گزاری کے دوسرے دن فجر کے بعد کوئی صاحب تو صرف روانگی کے آداب بیان کرتے ہیں، اور کوئی صاحب رات کی طرح بیان کرتے ہیں اور آداب برائے نام بیان کرتے ہیں، کون سا طریقہ صحیح ہے؟

(۳) تیس سال پہلے چھے باتوں پر بیان کرنے کے بعد بہ طور پرہیز لایعنی رلغو کا بھی تذکرہ کیا جاتا تھا، لیکن وہ موقوف ہو گیا، حالاں کہ اب تو معاشرے میں اس مرض کے منابع

---

[۱] معروف عالم اور تبلیغی جماعت کے ممتاز رہنما، بانیٔ جماعت حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے پڑپوتے اور مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے پوتے۔ دہلی کے "مدرسہ کاشف العلوم" (مرکز نظام الدین) سے دینی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد اس مرکز میں درس وتدریس، وعظ واصلاح اور دعوت وتبلیغ کی سرگرمیوں سے وابستہ ہو گئے۔ اس وقت وہ مرکز نظام الدین سے وابستہ تبلیغی جماعت کے ایک بڑے حلقے کی قیادت کر رہے ہیں۔

بہت بڑھ گئے ہیں، اب تو شدت سے اس کا ذکر ضروری ہے۔

(۴) عمریں گزر رہی ہیں لیکن تجوید کے حلقوں میں ''الم تر سے ناس'' تک ہی پڑھا جا رہا ہے۔ دوسری سورتیں جس کو یاد ہوں، کیا اُن کا پڑھنا رسنانا مفید نہیں؟

(۵) چار چار چلہ لگانے کے باوجود بہت سوں کو آیت الکرسی سرے سے یاد نہیں یا صحیح یاد نہیں! کیا تجویدی حلقے میں یہ نہیں پڑھی جا سکتی؟

(۶) تعلیم یافتہ چلہ لگانے والے بھی کلمہ طیبہ کا لفظی ترجمہ نہیں کر سکتے۔ کیا یہ عیب نہیں!

(۷) پرانے اور بیرون کا سفر کیے ہوئے بھی ''فضائل اعمال'' میں آیات کا صرف ترجمہ پڑھتے ہیں، متن کی قراءت سے اعراض، کیا اس بات کی علامت ہے کہ یہ حضرات روزانہ تلاوت نہیں کرتے؟

(۸) بہت پہلے کہا جاتا تھا کہ اجتماع میں صحابہ کرام اس قدر قریب بیٹھتے تھے کہ چادر اڑھائی جائے تو جھول نہیں آتا تھا۔ اب تو پرانے بھی دور دور بیٹھتے ہیں؟

(۹) پرانے ساتھی سلام کے منتظر رہتے ہیں- آہ!

(۱۰) تشکیل میں چار ماہ، چلہ اور سہ روزہ کی آواز ہی لگائی جاتی ہے، محلّہ کی گشت اور گھر کی تعلیم کی یاد دہانی نہیں ہو رہی ہے۔

(۱۱) جو مقامی کام کا اہتمام نہیں کرتے، ان کا بیان طے کیا جا رہا ہے (یہ تو قوّال ہوئے، داعی کہاں؟)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
ذرا بے اَدب ہوں، دعا چاہتا ہوں

دعا گو و دعا جو

مؤرخہ: ۷رشوال ۱۴۳۷ھ — ایک قدیم کارکن: ابن غوری

(حضرت شیخؒ اور مولانا علی میاںؒ سے بیعت)

جواب میں مولانا محترم نے یہ خط تحریر فرمایا:

مکرمی محترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بعافیت ہوں گے۔

آپ کا خط ملا۔ان شاء اللہ ہدایات پر عمل کی کوشش کی جائے گی۔آپ استقامت کے ساتھ دعوت وعبادت میں مشغول رہیں۔اللہ رب العزت استقامت کے ساتھ موت تک لگائے رکھے۔

والسلام

محمد سعد

☆☆☆

مولانا مختار احمد ملّی ندویؒ[1]

بانی: مدرسہ تعلیم النساء، پاچورہ، ضلع جلگاؤں، مہاراشٹرا

محترم ومکرم ابن غوری صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون عرض تحریر یہ کہ ''اردو بک ریویو'' کے ذریعے آپ کے مختصر مگر جامع حالات سے واقفیت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں بڑی برکت نصیب فرمائی۔ اتنے طویل عرصے تک معلّمی، تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ آپ نے دعوت دین کے لیے دور دراز کا سفر فرمایا۔ تصنیف وتالیف کا کام انجام دیا۔ یقیناً آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہوا۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے آپ کو مالا مال فرمائے- آمین۔ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ نصیب فرمائے- آمین، عمر خضر آپ کو نصیب فرمائے- آمین۔
ہمارے لیے بھی آپ خصوصی دعا فرمائیں اور مفید مشوروں سے نوازیں۔ صحت ساتھ دے تو ہمارے یہاں ضرور تشریف لائیں، بہت خوشی نصیب ہوگی۔

فقط آپ کا چھوٹا بھائی۔ — مختار احمد

۲۸/۱۱/۲۰۱۷ء — والسلام

---

[1] معروف عالم دین، تعلیمی خدمت گزار۔ ''معہد ملت'' سے دینی تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں دار العلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) سے فراغت پائی۔ مہاراشٹرا کے شہر پاچورہ میں لڑکیوں کے ایک ادارے ''مدرسہ تعلیم النساء'' کی بنیاد رکھی۔ دینی، تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں سے وابستہ رہے۔ آپ کا خاص میدان نئی نسل کی دینی واخلاقی تربیت اور مسلمانوں میں تعلیمی بیداری پیدا کرنا تھا۔ وفات: ۴/اپریل ۲۰۲۶ء۔

محترم خورشید علیم چشتی صاحب

سجادہ نشیں درگاہ حضرت شیخ سلیم چشتیؒ، فتح پور سیکری، آگرہ

میرے محترم جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم

کافی عرصہ پہلے آپ کی مرتب کی گئی کتاب ''اخلاق واخلاص'' میں نے منگوائی تھی۔ ماشاءاللہ بہت عمدہ کوشش ہے۔ ہماری موجودہ نسل جو صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کو ہی اسلام سمجھ رہی ہے، ان کے لیے اس کتاب میں کافی ہدایت ہے۔ کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی اصل عمدہ اخلاق اور اخلاص پر ہی قائم ہے، مگر آج ہماری نسلوں کے جو اخلاق ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اور اس کا سبب ہم والدین ہیں کہ بچوں کو دنیاوی تعلیم کے لیے ان کو ڈاکٹر، انجینیر بنانے کے لیے ہزاروں روپے کی کتابیں خرید سکتے ہیں، ہزاروں روپیے کے ٹیوشن رکھ سکتے ہیں، مگر ہم نے اسلام کے اخلاق اور معاشرتی تعلیم وتربیت کو بالکل بھلا دیا ہے، لہٰذا اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اور یہ وہی اسلام کی خوبیاں تھیں جن کو ہمارے اسلاف نے اپنی زندگیوں میں اپنا کر ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا میں اسلام کو پھیلایا، لیکن آج ہم اپنے غیر اسلامی اخلاق وکردار سے اسلام اور اسلامی تعلیم کو بدنام کر رہے ہیں۔

---

[1] آپ فتح پور سکری (آگرہ) کے معروف صوفی بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کی مزار کے سجادہ نشین تھے۔ مشہور کتابوں میں: ''قرآن اور انسان''، ''قرآن اینڈ مین کائنڈ'' اور ''موکش یانرک'' ہیں۔

آج کے ان حالات کے تحت آپ کا کتابچہ ''اخلاق واخلاص'' اندھیری رات میں روشنی کے ایک مینار کی طرح ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دارین عطا فرمائے۔

ہماری طرف مسلمانوں میں اردو تقریباً ختم ہوگئی ہے (یہ ایک لمبی بحث ہے کہ جو ملت اپنی زبان کو اپنے گھروں میں محفوظ نہ رکھ سکے، اس کی پستی کا کیا حال ہوگا) لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے اس کتابچہ کو ہندی میں چھپوادوں تاکہ ہماری نئی نسل اس کو پڑھ سکے[1] (جیسا کہ درگاہ شریف کی طرف سے اکثر اردو کی کتابیں ہندی میں چھپتی رہی ہیں)۔

آپ کے اجازت نامے کا انتظار رہے گا۔

۲۵/۴/۲۰۰۳ء

دعا گو

خورشید علیم چشتی

---

[1] اظہارِ مسرت کے ساتھ مثبت جواب دیا گیا۔

سیاسی وادبی شخصیات

۱۔ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین
۲۔ ڈاکٹر سید محمود
۳۔ جناب افتخار فریدی
۴۔ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ
۵۔ پروفیسر سید حامد
۶۔ پروفیسر خلیق انجم
۷۔ محمد عبدالرحیم قریشی
۸۔ نواب شاہ عالم خاں
۹۔ محمد شہاب الدین
۱۰۔ سید محمد جیلانی (جیلانی پیراک)
۱۱۔ جناب رحمان جامؔی
۱۲۔ محمد حامد انصاری
۱۳۔ محمد عارف اقبال
۱۴۔ نریندر لوتھر
۱۵۔ منی شنکر ایر
۱۶۔ کے رحمان خاں
۱۷۔ سی ایم ابراہیم
۱۸۔ پروفیسر ایس اے شکور
۱۹۔ سلمان خورشید عالم خان
۲۰۔ جناب نسیم عارفی
۲۱۔ آچاریہ ڈاکٹر ع س استیوان
۲۲۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خان[۱]

صدر جمہوریہ ہند

مکرم بندہ السلام علیکم

نوازش نامہ ملا۔ یاد فرمائی کا شکریہ

آپ کے سوالوں کا جواب طوالت چاہتا ہے۔ اختصار میں دیانت کا دامن چھوٹنے کا ڈر ہے۔

چوتھے سوال کا جواب اپنی ایک تقریر میں دے چکا ہوں، جو میری کتاب ''تعلیمی خطبات'' میں ''اچھا استاد'' کے عنوان کے تحت مل سکتا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

والسلام

مخلص

ذاکر حسین

۲۵/اگست ۱۹۶۷ء

---

[۱] مشہور و معروف شخصیت، ممتاز ماہر تعلیم، دانش ور، سیاست داں۔ ۸/فروری ۱۸۹۷ء کو حیدر آباد میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں پر حاصل کی۔ ۱۹۲۶ء میں جرمن یونیورسٹی سے اعلا ڈگری حاصل کی، اسی سنہ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی پرنسپلی سے پبلک اور ملی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ ہندوستان کے تیسرے صدر جمہوریہ اور اس منصب پر فائز ہونے والے پہلے مسلمان تھے۔ وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، گورنر بہار، نائب صدر جمہویہ کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ آپ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ترقی اور ہندوستان میں جدید تعلیم کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کو ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے اعلاترین شہری اعزاز ''بھارت رتن'' سے نوازا گیا۔ وفات: ۳/مئی ۱۹۶۹ء۔

محترم ڈاکٹر سید محمود[۱]

مہادیو روڈ، نئی دہلی

۱۷/۱۲/۱۹۶۹ء

۷۸۶

مکرمی و معظمی   السلام علیکم

آپ کا عنایت نامہ کچھ عرصے ہوا شرفِ صدور لایا تھا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ میں آنکھوں سے اور کان سے معذور ہوں، طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں خود لکھ پڑھ بھی نہیں سکتا، اس لیے آپ کے جوابات سر دست موجودہ حالات میں دینا میرے لیے آسان نہیں ہے، اس لیے امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے

آپ شاید کوئی سائیکولوجیکل study کر رہے ہوں گے اور بہتوں کو ایسے سوال بھیجے ہوں گے، اگر ایک میرا جواب نہیں گیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ سوالات بہت دلچسپ ہیں اور اس سے لوگوں کے کیرکٹر study بھی ہو سکتی ہے۔

والسلام

خاکسار: (ڈاکٹر) سید محمود

۱؎ مجاہد آزادی، ہندو مسلم اتحاد کے علم بردار، ماہر تعلیم، سیاست داں، خلافت کمیٹی کے جنرل سیکریٹری، کانگریس کے سینئر رہنما۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم پائی، لندن سے بیرسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ قیامِ لندن کے دوران جواہر لال نہرو سے تعارف ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی اور ۱۹۱۳ء وطن واپس آ کر پٹنہ میں وکالت شروع کی، لیکن جلد ہی سیاست اور قومی خدمت نے انہیں عملی وکالت سے دور کر دیا۔ آپ نے اردو کے تحفظ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۷ء وزارتِ خارجہ میں وزیرِ مملکت رہے اور ایک مدت تک راجیہ سبھا کے بھی رکن رہے۔ آپ کی تصانیف میں: ''آج سے قبل کا ہندوستان''، ''متحدہ ہندوستانی قومیت'' اور A Plan of Provincial Reconstruction خاصی مقبول ہوئی ہیں۔ وفات: ۲۸ر ستمبر ۱۹۷۱ء۔

محترم افتخار فریدی[۱]

(مقالہ نگار ماہ نامہ ''الفرقان''، لکھنؤ)
فریدی بلڈنگ، کالا پیادہ، سنبھلی دروازہ، مراد آباد، انڈیا

بسم اللہ

برادر محترم ابن غوری صاحب سلمہ

مزاج گرامی!

''چہل حدیث'' کتابچہ ملا۔ اس وقت ملت ہند و پاک، عالم اسلام وانسانیت سخت ترین حالات سے دوچار ہیں۔ میرٹھ کے مظالم پر جو بھی عذاب ظالموں پر آئے، تھوڑا ہے مگر ہماری بداعمالیاں آڑے آرہی ہیں۔

دعائیں کریں اور کرائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ایک ارشاد بھی ارسال ہے، اسے اہل فکر تک پہنچائیں۔ کبھی دلی آنا ہو تو مراد آباد بھی تشریف لائیں۔

مدینہ منورہ سے پیام آیا تھا کہ ہر شخص سے کہہ دو کہ دو رکعت صلاۃ الحاجت پڑھ کر دعائیں مانگے......ورنہ اس وعید میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جسے مسلمانوں کا درد نہیں، وہ ہم میں سے نہیں''۔

---

[۱] مجاہد آزادی، صحافی ومبلغ۔ دار المصنفین اعظم گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، ندوۃ العلماء، دار العلوم دیوبند وغیرہ میں ہر جگہ یکساں مقبول ومتعارف تھے۔ ''کانگریس'' کے نام سے ہفتہ واری اخبار نکالا۔ آزادی سے قبل تبلیغی جماعت سے آپ کا تعلق ہوا۔ مولانا الیاس صاحبؒ اور مولانا یوسف صاحبؒ کے قریب رہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء سے تبلیغی جماعت کو روشناس کرایا۔ بچپن میں ایک ٹانگ سے محروم ہو جانے کے باوجود دعوتِ اسلام کے لیے متعدد ممالک کا سفر کیا اور ہر فلاحی کام کی شروعات کے لیے ہر وقت سفر پر آمادہ رہتے تھے۔ وفات: ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۸ء۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ جب جہاں مسلمانوں کے خلاف حالات پیدا ہوجائیں تو ہر شخص ۹۹۸ مرتبہ ''یا حفیظ'' اور ''سورۂ قریش''، جتنی پڑھ سکے اس کا ورد رکھیں۔ ہرایک مسلمان سے کہو کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے خدا سے رحم مانگے اور دوسرے مسلمانوں کی خوشامد کرے، گویا کہ اس کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے۔

۱۳/اگست ۱۹۸۱ء

والسلام

فریدی بلڈنگ، مراد آباد، انڈیا

پروفیسر غلام دستگیر رشید[1]

(سابق استادِ فارسی نظام کالج، حیدرآباد- دکن)

۸۷۶

مخلص محترم!

آپ کا خط ملا اور معلوم ہوا کہ آپ نلگنڈہ آ گئے ہیں۔ آپ کے سوال نامہ کا جواب اس لیے نہ دے سکا کہ مسلسل بیمار ہوں، معاف فرمایئے اور دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شفاءے عاجلہ وکاملہ عطا فرمائیں۔

۱۳/اگست ۱۹۸۲ء

مخلص دعا گو
غلام دستگیر رشید

---

[1] حیدرآباد (دکن) سے تعلق رکھنے والے، ماہرِ تعلیم، محقق اور نقاد۔ ضلع نلگنڈہ میں ۱۰/اکتوبر ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوئے۔ جامعہ عثمانیہ سے ام اے کیا، اردو زبان وادب کی نمایاں خدمات انجام دیں، خاص طور پر اقبال شناسی اور مختلف ادبی وسوانحی مضامین کی تدوین میں آپ کا بڑا کردار رہا۔ علامہ اقبال سے آپ بے حد متاثر تھے۔
آپ کی مشہور تصانیف میں ''مضامینِ عبدالماجد دریابادی''، ''علامہ ڈاکٹر زاہد علی کے مختصر حالاتِ زندگی'' اور ''شمس معنوی (پر تاریخی تنقید اور تبصرہ)'' اور ''اسلامی تہذیب کیا ہے؟'' ہیں۔ وفات: ۲۵/اپریل ۱۹۹۲ء۔

نواب اکبر علی خان[۱]

AKBAR ALI KHAN
Ex- Governor of Orissa & UP
Tel:33006
Stone House
Secretariat Rd
Hyderabad - 5

D/ 11-11-1980.

Dear Janab Ibne Ghori Sahib,

I got your letter in Urdu and Engllish. It is difficult to answer all these and I do not know how much will it benefit you.

I thank you for your kind sentiments about me.

With best wishes,

Yours sincerely,

(Akbar Ali Khan)

۱؎ مشہور سیاست داں اور مجاہد آزادی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مفید الانام میں حاصل کی، عثمانیہ یونیورسٹی سے بی اے کیا اور لندن یونیورسٹی سے ایل ایل بی (آنرس) اور بیرسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اتر پردیش اور اڑیسہ کے گورنر رہے اور ۱۸ سال تک راجیہ سبھا کے رکن، ۱۲ سال تک اس کے ڈپٹی چیرمین بھی۔ مختلف یونیورسٹیوں کی سنیٹ (Senate) کے رکن بھی رہے، علاوہ ازیں کئی عہدوں پر فائز رہے اور نمایاں خدمات انجام دیں۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک حیدرآباد کو بطور عطیہ 15 ایکڑ زمین رامنتا پور میں دی اور 50,000 روپے نقد بھی۔ وفات: ۱۹۹۴ء۔

جناب مائل خیرآبادی[۱]

(۱)

۲۸/جنوری ۱۹۷۵ء

برادرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

............آج جو کچھ کہنا ہے وہ یہ کہ آپ تو چھپے رستم نکلے۔ دوسرے پرچے پر اتنا جامع اور مختصر جائزہ پڑھا کہ جی خوش ہوگیا۔ اللہ کے بندے! میرے بھائی! آج تک پتہ بھی نہ چلا کہ ایسی جامع تحریر اور اتنی عمدہ طور پر جائزہ لکھنے کی صلاحیت اللہ نے دی ہے۔ اب یہ شکوہ ہے کہ آپ نے اس ادبی بخل سے کیوں کام لیا، اللہ میاں تو بعد میں پوچھیں گے، پہلے مجھے جواب دیجیے۔

............بوڑھا ہوگیا ہوں مگر غصہ نوجوانوں کا سا ہے۔

والسلام
مائل خیرآبادی

۱؎ اصل نام ''محمد اسحاق'' تھا اور تخلص ''مائل''۔ خیرآباد، ضلع سیتاپور، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ خواتین وطالبات کے ماہ نامہ ''حجاب'' (رامپور) کے اڈیٹر۔ بچوں کے سب سے پسندیدہ اور معروف ادیب۔ جتنے اچھے نثر نگار تھے اتنے ہی باکمال شاعر بھی تھے۔ اپنی کتابوں کے ذریعے ادبِ اطفال میں بے حد مفید اور گراں قدر اضافہ کیا۔ آپ کی کہانیوں، نظموں اور مضامین میں دینی واخلاقی تربیت، سچائی، امانت، رحم دلی، اچھے آداب اور اسلامی تاریخ کے واقعات نمایاں ہیں۔ وفات: ۱۸/دسمبر ۱۹۹۸ء۔

(۲)

برادرم!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا۔ میرے بھائی!   قلم گھستے ہوئے پچاس برس ہوگئے۔ کیا اتنی مشق کے بعد یہ کافی نہیں کہ میں مضمون نگار کو پہچان نہ سکوں۔ آپ کے متعلق میرا حسن ظن نہیں بلکہ یقین ہے کہ اللہ نے آپ کو صلاحیت دی ہے۔ صدق میں لکھتے رہتے ہیں......زیادہ انکساری نہ فرمائیں۔ ''حجاب'' کے لیے مضمون بھیجیں۔

۱/۴/۱۹۷۵ء

والسلام
مائل خیرآبادی

(۳)

برادرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا............آپ کا قلم ایک ادیب کا قلم ہے مثلاً یہی آپ کا خط ہے۔ سرخامہ میں جو شعر آپ نے لکھا ہے وہ ایک ادیب ہی لکھ سکتا ہے۔

............آپ سہارنپور تشریف لائے اور وعدے کے باوجود غریب خانہ پر تشریف نہیں لائے۔

والسلام
مائل خیرآبادی

جناب ڈاکٹر راج بہادر گوڑ[۱]

سوریا نگر، حیدرآباد

مکرمی غوری صاحب

آپ کا خط ملا۔ کتاب بھی بہت پہلے ملی تھی، میں نے پڑھنا بھی شروع کیا۔ کوئی ۵۰ صفحات پڑھنے کے بعد طبیعت بہت خراب ہوگئی تو رکھ دیا۔

میں نے انجمن ترقی اردو کے سکریٹری رحیم خاں صاحب کو کاغذات دے کر کہا تھا کہ آپ سے معلوم کریں کہ اس کتاب[۲] کی جلد دوم کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟ انھوں نے شاید آپ سے بات کی اور مجھ سے کہا کہ اب وہ کتاب نہیں مل سکتی، ساری جلدیں ختم ہوگئی ہیں۔

بہرحال آپ کی خیریت مطلوب ہے۔

۲۰۰۹/۹/۲۹ء

آپ کا اپنا
راج بہادر گوڑ

---

[۱] آپ حیدرآباد (دکن) کے معروف مجاہد آزادی، کمیونسٹ رہنما، ٹریڈ یونین کے لیڈر، اردو ادب کے ناقد و محقق اور ہندو مسلم اتحاد کے علم بردار تھے، اردو زبان کو بے حد پسند کرتے تھے۔ اردو میڈیم سے عثمانیہ میڈیکل کالج سے طب کی تعلیم حاصل کی، مگر بعد میں اپنی زندگی سیاسی، سماجی اور مزدوروں کی خدمت کے لیے وقف کردی۔ انجمن ترقی اردو سے وابستہ رہے۔ دو مرتبہ راجیہ سبھا کے رکن منتخب ہوئے۔ اپنے ہم مشرب مخدوم محی الدین صاحب کے یارِ غار تھے۔ اردو زبان سے گہری محبت اور اس کی خدمت کے باعث انھیں ''مجاہدِ اردو'' بھی کہا جاتا ہے۔

وفات: ۷/اکتوبر ۲۰۱۱ء۔

[۲] مراد والد محترم کی تصنیف ''قرآن میں کیا ہے؟''۔

جناب پروفیسر سید حامد[۱]

(تعلیم آباد، سنگم وہار، نئی دہلی)

(۱)

محترمی ومکرمی جناب ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے ازراہِ کرم، بہ حیثیت چانسلر ''جامعہ ہمدرد'' میرے تقرر پر تہنیت کی سطور ارسال فرمائیں، رہینِ منت ہوں اور آپ کی دعاؤں کا طالب ہوں۔

۴ر فروری ۲۰۰۰ء — والسلام

نئی دہلی — خیر اندیش: سید حامد

(۲)

مخدومی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

''قرآن میں کیا ہے'' کی تالیف پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مشیت کو بظاہر ابھی آپ سے بہت سے کام لینے ہیں، استقامت شرط ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

۲۷ر اگست ۲۰۰۸ء — والسلام

خادم: سید حامد

۱؎ ممتاز ماہر تعلیم، نامور بھارتی سفارت کار، منتظم، مصنف اور سماجی مصلح۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اعلا تعلیم حاصل کی اور ایک عرصے تک انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (IAS) میں اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ہمدرد یونیورسٹی کے چانسلر بھی رہے۔ آپ نے ہندوستانی مسلمانوں کی تعلیمی ترقی، جدید تعلیم کے فروغ اور نوجوانوں کو سول سروس کی طرف راغب کرنے کے لیے نمایاں کام کیے۔ اس کے علاوہ ''سچر کمیٹی'' کے رکن بھی تھے۔ کئی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔ وفات: ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۴ء۔

جناب ڈاکٹر خلیق انجم[۱]

جنرل سیکریٹری: انجمن ترقی اردو (ہند)

غوری صاحب آداب!

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے بزرگوں کی غلطیاں نکالیں۔ قدوائی خاندان کے سب لوگ بہت پڑھے لکھے ہیں اور وہ سب اپنا نام K سے لکھتے ہیں، اس لیے میری مجبوری ہے کہ میں ان کے نام کی املا ٹھیک نہیں کر سکتا۔ اب رہا میرا نام تو میرے نام کی انگریزی میں یہ املا میرے نانا مرحوم پروفیسر عزیز الرحمٰن کیا کرتے تھے۔ مرحوم نے انگریزی میں ۷، ۸ کتابیں لکھی تھیں۔ انگریزی میں ان کی ایک کتاب ''جامع مسجد'' کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔ اب میں اپنے نانا مرحوم کی اصلاح کیسے کروں؟

لفافے کے سلسلے میں آپ نے جو مشورہ دیا ہے اس کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں نے آپ کے ڈیزائن میں معمولی سی تبدیلی کرنے کی گستاخی کی ہے۔

آخر میں ایک بات عرض کر دوں کہ اپنے نام کی املا کرنے کا ہر شخص کو حق ہے۔ ہمیں اس معاملے میں نہیں بولنا چاہیے۔ خدا کرے کہ آپ بخیریت ہوں۔

۱۴؍ستمبر ۲۰۰۴ء

نیازکیش

خلیق انجم

۱۔ ممتاز اردو ادیب، نامور محقق، نقاد اور ماہر غالبیات۔ علی گڑھ یونیورسٹی اور دہلی یونیورسٹی کے فاضل، انجمن ترقی اردو (ہند) کے سابق جنرل سیکریٹری و نائب صدر، مدیر: ہفتہ وار ''ہماری زبان''، کئی کتابوں کے مصنف و مؤلف۔ آپ کی معروف کتابوں میں ''غالب: کچھ مضامین''، ''غالب کے خطوط''، ''مرزا مظہر جانِ جاناں'' اور ''مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا'' ہیں۔ وفات: ۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۶ء۔

جناب محمد عبدالرحیم قریشی[1]

حیدرآباد

مکرمی جناب ابن غوری صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے رمضان المبارک میں لکھے گئے خط کا جواب کافی تاخیر سے دے رہا ہوں۔ ۱۸۵۷ء کے ڈیڑھ سالہ سمینار کی واقعی رپورٹنگ نہیں ہوئی، جیسی کہ ہونے چاہیے تھی۔ ہم اس کو بعض ملی وملکی مصلحتوں کے تحت صرف ۱۸۵۷ء تک محدود رکھنا چاہتے تھے، مگر مقالہ پیش کرنے والوں پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی۔

آپ کی یہ تجویز مناسب ہے کہ کچھ نہ کچھ پروگرام تلگو، انگریزی میں ہونا چاہیے اور غیر مسلم شخصیات کو مدعو کرنا چاہیے۔ انگریزی کی حد تک تو کچھ نہ کچھ کیا جاسکتا ہے اوران شاء اللہ یہ بات زیرغور رہے گی، لیکن تلگو کے تعلق سے کچھ کہنے کے موقف میں اس لیے نہیں ہوں کہ ہمارے پاس ایسے اصحاب نہ ہونے کے برابر ہیں جو تلگو میں اظہار خیال کرسکیں۔

۳/۱۱/۲۰۰۷ء

والسلام

مخلص

محمد عبدالرحیم قریشی

---

[1] قانون داں، مصنف اور مسلم سماجی رہنما۔ بانی رکن و جنرل سیکریٹری: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ صدر: کل ہند مجلس تعمیر ملت (حیدرآباد)۔ زندگی کا بڑا حصہ تعمیرِ ملت کے لیے وقف رہا۔ بابری مسجد کی تاریخ پر مدلل تحقیق پر مبنی کتاب ''ایودھیا کا تنازعہ، رام جنم بھومی: فسانہ ہے حقیقت نہیں'' (انگریزی) تصنیف فرمائی۔ اقبال اکیڈمی حیدرآباد کے بھی صدر رہے۔ وفات: ۱۴/جنوری ۲۰۱۶ء۔

نواب شاہ عالم خاں[۱]

The Hyderabad Deccan Cigarette Factory Pvt. Ltd.
Musheerabad, Hyderabad 500048

جناب مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مل کر بہت عرصہ ہوا لیکن جواب وقت پر نہ دینے کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ نے جس انداز اور انکساری کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے، اس طرزِ تحریر نے میرا دل موہ لیا ہے۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے دینی و دنیوی درجات میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

غالباً آپ کو اس کا علم ہو چکا ہوگا کہ میں ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۲ء تک Board of Governors کا ممبر تھا اور اب جامعہ عثمانیہ کے انتظامیہ سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ مزید برآں جامعہ عثمانیہ کا ماحول بالکل بدل چکا ہے، عالم اسلام کی مایہ ناز ہستی مولانا ابوالحسن صاحب ندوی کو کسی جلسہ تقسیم اسناد میں زحمت دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

۸؍جولائی ۱۹۹۶ء دعاؤں کا طالب

شاہ عالم خاں

---

۱ حیدرآباد (دکن) کے معروف صنعت کار، حیدرآبادی تہذیب کی نمائندہ اور ممتاز شخصیت، دانشور، ماہر تعلیم، چیرمین: انوارالعلوم ایجوکیشنل سوسائیٹی وحیدرآباد سگریٹ فیکٹری۔ اس کے علاوہ دیگر کئی تعلیمی اداروں کے سربراہ۔ آپ کی تعلیمی خدمات کے اعتراف میں حیدرآباد کا ''نواب شاہ عالم خان کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی'' ان ہی کے نام سے منسوب کیا گیا۔ وفات: ۲۳؍اکتوبر ۲۰۱۷ء۔

جناب سید شہاب الدین[۱]

ام پی (لوک سبھا)

۲۴/ڈسمبر ۱۹۸۵ء

مکرمی ابن غوری صاحب

آپ کا نوازش نامہ ملا۔ شکریہ

دعا کریں کہ نمائندگی کے حق کو ادا کرسکوں اور عوام کی تمناؤں اور امیدوں کو کسی حد تک پورا کرسکوں۔

نیازمند

شہاب الدین

---

۱ سیاست داں، سفارت کار کے طور پر اپنا آغاز کیا۔ ہندوستانی وزارتِ خارجہ میں خدمات انجام دیں اور الجزائر وموریطانیہ میں سفیرِ ہند بھی رہے، بعد ازاں سرکاری ملازمت چھوڑ کر سیاست میں آئے اور تین میعادوں (۱۹۷۹ء-۱۹۹۶ء) کے لیے رکنِ پارلیمان رہے۔ شاہ بانو مقدمہ سے وابستگی اور بابری مسجد کے انہدام کی شدید مخالفت کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے سربراہ بھی رہے۔ ماہ نامہ انگریزی مجلّہ ''مسلم انڈیا'' کے مدیر بھی رہے، جس میں ہندوستانی مسلمانوں کے تعلیمی، سیاسی، سماجی اور قانونی مسائل کو نمایاں کیا۔

وفات: ۴/مارچ ۲۰۱۷ء۔

جناب رحمٰن جامیؔ[۱]

مہدی پٹنم، حیدرآباد-۲۸

برادرم ابن غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کرم نامہ ''سیاست'' کے توسط سے ملا۔ پڑھ کر جی خوش ہوگیا۔ آپ کا غم وغصہ سر آنکھوں پر۔

آپ کا احتجاج بجا ہے کہ جہاں گاندھی، نہرو کا تذکرہ ہو، وہاں علی برادران اور مولانا ابوالکلام آزاد کا ذکر بھی یقیناً ہونا چاہیے۔

لیجیے میں نے اپنی نظم ''دھرتی کہے پکار کے'' میں آپ کی خواہش کے مطابق ان لیڈروں کا ذکر بھی شامل کرلیا ہے۔

نظم ارسال کررہا ہوں، پڑھیے اور دعا دیجیے۔

امید کہ بخیر ہوں گے۔

۲۶/ڈسمبر ۱۹۹۰ء

مخلص
رحمان جامی

---

[۱] عبدالرحمٰن جامیؔ حیدرآباد کے مشہور صاحبِ دیوان شاعر، ادیب اور استادِ سخن۔ دینی مزاج کے حامل تھے۔ غزل، شاعری اور فنِ عروض پر بارہ سے زائد کتابیں لکھیں اور ہزاروں نوآموز شعراء کی ادبی رہنمائی کی۔ معروف تصانیف میں: ''قسطاس''، ''سبو''، ''میکدہ''، ''کیف''، ''خمار'' اور ''نشہ'' ہیں۔ ادبی خدمات پر انھیں متعدد قومی اور ریاستی اعزازات بھی دیے گئے۔ ان کی شخصیت اور کلام پر ام فل اور پی ایچ ڈی بھی کی گئی ہے۔ وفات: ۲۰/جنوری ۲۰۲۱ء۔

جناب محمد حامد انصاری[1]

سابق نائب صدر جمہوریۂ ہند

VICE-PRESIDENT OF INDIA
N. DELHI-11
VPI-U-2007-128

مکرمی جناب ابن غوری صاحب

سلام مسنون!

راجیہ سبھا چیرمین کا عہدہ سنبھالنے پر آپ نے جس محبت کا اظہار فرمایا اس کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

۳/اکتوبر ۲۰۰۷ء

نیاز مند
محمد حامد انصاری

---

[1] آپ ممتاز سفارت کار، دانش ور اور سیاست داں ہیں۔ ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۷ء تک مسلسل دو مرتبہ ملک کے نائب صدر رہے۔ اس سے قبل ایران، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور افغانستان میں ہندوستان کے سفیر، اقوام متحدہ میں مستقل نمائندہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور قومی اقلیتی کمیشن کے چیرمین کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکے ہیں۔ پیدائش: یکم اپریل ۱۹۳۷ء۔

جناب سی ایم ابراہیم[۱]

C. M. IBRAHIM
MINISTER CIVIL AVIATION
INFORMATION & BROADCASTING
INDIA, NEW DELHI - 110003

April 1997

Dear Shri Ghouri,

I am in reciept of your letter dated 28th February 1997 and noted its contents[۲].

With regards,

Yours sincerely,

(C. M. IBRAHIM)

---

۱ آپ ریاست کرناٹک کے معروف سیاست داں، خطیب اور مسلم رہنما ہیں۔ کرناٹک اسمبلی وقانون ساز کونسل کے رکن اور مرکزی حکومت میں شہری ہوابازی، اطلاعات ونشریات اور سیاحت کے وزیر رہ چکے ہیں۔ کانگریس اور جنتادل سیکولر سمیت مختلف سیاسی جماعتوں میں اہم ذمہ داریاں انجام دیں اور ۲۰۲۲ء میں جنتادل سیکولر کرناٹک کے صدر بھی مقرر ہوئے۔ پیدائش: ۱۴ر اگست ۱۹۴۸ء۔

۲ مشہور مسلم شخصیات کی حکومت کی طرف سے عدم توقیر پر اظہار خیال کیا گیا تھا۔

جناب محمد عارف اقبال[۱]

مدیر: سہ ماہی ''اردو بک ریویو''، نئی دہلی

محترمی ومکرمی　　　　سلام مسنون!

امید کہ بہ عافیت ہوں گے۔

اردو بک ریویو کا ایک کالم ''کتاب زندگی'' بے حد مقبول ہوا ہے۔ اس خط کے ساتھ ایک سوال نامہ منسلک ہے۔ اگر آپ اس میں درج سوالوں کا بغور جائزہ لیتے ہوئے اپنے جوابات مرحمت فرمائیں تو ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ آپ محسوس کریں گے کہ یہ سوال نامہ اجمال میں ایک شخصیت کی زندگی کے ذاتی، فکری، ادبی اور عملی پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے[۲]۔

امید ہے کہ آپ کی زندگی سے جڑے سوالات اور ان کے جوابات محبانِ اردو بالخصوص نئی نسل کے لیے رہنما ثابت ہو سکتے ہیں۔

اپنا مختصر تعارف نامہ Profile بھی منسلک فرما دیں۔

۲۰۱۷/۹/۲۵ء　　　　پیشگی شکریہ کے ساتھ

نئی دہلی　　　　خاکسار: محمد عارف اقبال

---

۱ معروف اردو صحافی، ادیب، مصنف، ناشر اور کتاب شناس۔ سہ ماہی مجلّہ ''اردو بک ریویو'' کے بانی مدیر۔ ۱۹۹۵ء میں ماہ نامہ کی حیثیت سے اس کا آغاز ہوا۔ اردو دُنیا میں اپنے موضوع پر شائع ہونے والا واحد مجلّہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اردو زبان سے واقف ہر شخص خواہ اس کا تعلق ادب سے ہو، معاشیات اور تاریخ سے، مذہبیات اور سماجیات سے ہو یا سائنس وٹکنالوجی سے ہو، گھر بیٹھے متنوع موضوعات کی درجنوں کتابوں اور رسائل سے چند گھنٹوں میں بہ خوبی واقف ہو جاتا ہے، اور اس میں نئی کتابوں اور رسالوں پر تنقید و تبصرے شائع ہوتے ہیں۔

۲ سوال جواب اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

جناب (سید انور) ابن غوری (حیدر آباد)

اردو کے خادم، مبلغ اور معلّم جناب سید انور معروف بہ ابن غوری کی ابتدائی تعلیم مدرسہ تحتانیہ (جنگاؤں، ورنگل) اور ثانوی تعلیم مدرسہ فوقانیہ میں ہوئی۔ ناگر جونا کالج ضلع نلگنڈا اور بھونگیر میں بہ حیثیت مدرس و لکچرر تدریسی خدمات انجام دیں۔ ملازمت کے دوران میں انھوں نے اردو، عربی اور اسلامیات میں ایم اے، بی ایڈ اور DLSC کیا۔ تلگو، ہندی اور کچھ فارسی بھی پڑھی۔ مطالعہ کا شوق ابتدائی عمر سے ہی رہا۔ ملّی خدمت کے جذبے کے تحت انھوں نے نلگنڈا میں ''بیت المال'' اور ''یونائیٹڈ مسلم فورم'' قائم کیا۔

جناب ابن غوری تبلیغی جماعت سے تعلق کی بنا پر ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے علاوہ بیرون ملک میں بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، سری لنکا، ملیشیا، قطر اور سعودی عرب کے اسفار کیے۔ اقبال کے مردِ مومن اور مردِ قلندر: محمد علی جوہر سے بے حد متاثر رہے۔ مولانا آزاد، اکبرالہ آبادی، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا محمد زکریا کاندھلوی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے بھی متاثر ہوئے۔

ابن غوری نے اردو کی اشاعت اور فروغ کے لیے اخبارات میں مراسلہ نگاری کو ترجیح دی۔ صرف اردو سے متعلق ان کے ۱۵۰ مراسلے شائع ہوئے۔ انھوں نے اردو میں چند اصطلاحات بھی وضع کیں۔ علم و ادب کے حوالے سے تقریباً ۱۴ کتابیں بھی منظر عام پر آئیں۔ اردو کی اشاعت کی فکر جنون کی حد تک ہے۔ وہ اپنی فریاد اپنے ویزیٹنگ کارڈ، خط اور پمفلٹس کے ذریعے لوگوں تک آج بھی پہنچاتے ہیں، جن پر لکھا ہوتا ہے: ''اولاد کو اردو سکھائیے، یہ آپ کی مادری زبان ہے، ہر ماہ اردو کا ایک رسالہ/ کتاب خریدیے، اپنے مکان اور دکان کی تختی پر بھی اردو لکھوائیے''۔

تصانیف: قرآن میں کیا ہے (ہزار صفحات) تفسیر ماجدی اور معارف القرآن سے مستفاد۔

کلام اقبال: موضوعاتی ترتیب۔ سب کے لیے۔ فکر یے (اول)۔ اقبال کی نظمیں (نوجوانوں اور جلسوں کے لیے)۔ اقبال کے ۳۱۳ اَشعار۔ قرآنی احکام (معارف القرآن سے ماخوذ)

- آپ کی تاریخ پیدائش؟ ۱۱ر نومبر ۱۹۴۴ء، مقام: حیدر آباد (دکن) تلنگانہ
- آپ نے کس اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی؟ سرکاری مدرسہ فوقانیہ، جنگاؤں
- آپ کی مادری زبان اور ذریعۂ تعلیم؟ اردو۔ اردو (ہائی اسکول تک)
- آپ کے مطالعہ کے موضوعات کیا ہیں؟ مذہب، ادب (نظم و نثر)، تاریخ، شخصیات
- اِس وقت کون سی کتاب آپ کے مطالعہ میں ہے؟ زندہ رود
- آپ کے پسندیدہ مصنفین (ادیب، ناول و افسانہ نگار، شاعر وغیرہ) کون ہیں؟

عبدالماجد دریابادی، ابوالحسن علی ندوی، اقبال، غالب، اکبرالہ آبادی، مجتبیٰ حسین، شوکت تھانوی

• آپ کی زندگی میں کس کتاب سے انقلابی تبدیلی رونما ہوئی؟ ▪ ....

• حصولِ تعلیم کے دوران میں آپ کو کس نصابی کتاب نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی، فرحت اللہ بیگ کی زبانی

• آپ اردو کا کون سا اخبار/ رسالہ خریدتے ہیں؟

روز نامہ منصف، اللہ کی پکار، معارف، ہماری زبان، اردو بک ریویو، الفرقان

• آپ کے گھر کے نوجوان (Teen Agers) کیا اردو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں اور اردو کو اپنی مادری زبان سمجھتے ہیں؟

اچھی طرح

• آپ کے نزدیک سیکولر تعلیم کا کیا مفہوم ہے؟

ع مری زبان و قلم سے کسی کا دل نہ دُکھے
کسی کو شکوہ نہ ہو زیرِ آسماں مجھ سے

(تحریف پر روحِ شاعر سے معذرت!)

• علم وادب کے میدان میں نئی نسل کے تعلیمی و علمی رجحان کو آپ کس زاویے سے دیکھتے ہیں؟

اخلاقی اور تاریخی زاویے سے

• کیا آپ اپنے ملک کی تعلیمی ترقی سے مطمئن ہیں؟

نہیں!! اخلاقی تعلیم کے بغیر عصری تعلیم نقصان دہ ہے

• ملک میں اردو کی بنیادی اور حقیقی ترقی کے اہم نکات کیا ہو سکتے ہیں؟ کیا اردو کی ترقی کے لیے اردو کو روزگار سے جوڑنا گزیر ہے؟

ہر اردو مادری زبان والا/ والی، کسی بھی طرح اردو پڑھنا لکھنا سیکھے۔ روزگار سے جوڑنا بہت مفید ہوگا لیکن دل سے جوڑنا ناگزیر ہے ع شعر میرے ہیں گو خواص پسند پر مجھے گفتگو عوام سے ہے

• ملک کی اردو اکادمیوں اور اداروں کے ترقیاتی منصوبوں سے آپ کس حد تک مطمئن ہیں؟

اشاعتِ ادب میں مطمئن لیکن اشاعت زبان میں قطعاً غیر مطمئن!

• وہ کون سی کتاب ہے جسے آپ بار بار پڑھنا چاہتے ہیں؟

(قرآن وحدیث کے بعد) تاریخ دعوت وعزیمت (مولانا ابوالحسن علی ندوی)، حیاۃ الصحابہ (مولانا محمد یوسف کاندھلوی)، کلام اقبال۔

(اردو بک ریویو (کتاب زندگی)، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۱۷ء)

جناب نریندر لوتھر (I.A.S)

اسپیشل آفیسر، میونسپل کارپوریشن آف حیدرآباد، دارالشفاء

No. 26/P/78

حیدرآباد
۱۹۷۶/۱/۳۰ء

جناب ابن غوری صاحب

آپ کا ۱۳؍جنوری سنہ ۱۹۷۶ء کا خط ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ جیسے لوگ ہمارے پروگراموں میں دل چسپی لے رہے ہیں۔

آپ کی یہ رائے کہ ''مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں سے ایسی تحریریں منتخب کی جائیں جو طہارت اور پاکیزگی پر زور دیتی ہوں'' اچھی ہے۔ آپ اگر کچھ ایسے انتخابات بھیج سکیں تو ممنون ہوں گا۔

نیک تمناؤں کے ساتھ۔

آپ کا
نریندر لوتھر

---

۱ ممتاز سرکاری افسر، مؤرخ، ادیب اور دکنی تہذیب کے ماہر۔ ۱۹۵۵ء بیچ کے آئی اے ایس آفیسر تھے اور بلدیہ حیدرآباد کے اسپیشل آفیسر و سربراہ سمیت مختلف اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ بعد میں متحدہ آندھرا پردیش کے چیف سیکریٹری کے منصب سے ۱۹۹۱ء میں سبک دوش ہوئے۔ آپ حیدرآباد کے تاریخی ورثے اور قدرتی چٹانوں کے تحفظ کے لیے بھی سرگرم رہے۔ حیدرآباد کی تاریخ، عمارات اور شخصیات پر متعدد کتابیں لکھیں، جن میں یہ کتابیں نمایاں ہیں:
Hyderabad: A Biography,
Muhammed Quli Qutub Shah: The Founder of Hyderabad
وفات: ۱۹؍جنوری ۲۰۲۱ء۔

جناب منی شنکر ایر[۱]

Mani Shankar Aiyar
Member of Parliament
(Lok Sabha)

C-I/3, Humayun Road,
New Delhi-110003
Phone: 462-9917

Thank you for your recent letter with an interesting suggestion that I write an article on "If Moulana Azad were the Prime Minister".

Yours sincerely

---

[۱] آپ معروف سیاست داں، سابق سفارت کار، مصنف اور سیاسی مبصر ہیں۔ انڈین فارن سروس میں خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۸۹ء میں سیاست میں داخل ہوئے اور انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ ہوگئے۔ متعدد مرتبہ لوک سبھا کے رکن منتخب ہوئے، اور وزیر بھی رہے۔ آپ نے ہندوستان کی خارجہ پالیسی، مقامی جمہوریت پر متعدد کتابیں اور مضامین لکھے۔ پیدائش: ۱۰/اپریل ۱۹۴۱ء۔

سید محمد جیلانی، معروف بہ ’’جیلانی پیراک‘‘[۱]

حیدرآباد

JEELANI PAIRAK
Hon'ble Member

آندھرا پردیش سرکاری زبان کمیشن
South H-Block,
Secretariat, Hyderabad

غوری صاحب محترم!

سلام و نیاز

سمینار وغیرہ میں آپ کی شرکت کا میں شخصی طور پر شکر گزار ہوں۔ آپ نے جس احساسات کا ذکر کیا ہے، وہ حقائق پر مبنی ہیں، مگر اردو زمرے میں عام بے حسی کو کیا کیجیے۔

ویسے اردو کا کوئی مذہب نہیں اور نہ ہی اس کو مسلمان وراثت میں ملانا چاہیے۔ میں نے آپ کے مکتوب کی فوٹو کاپیاں صحافت کو روانہ کی تھیں۔

مکتوب کا مکرر شکریہ۔

۳/۳/۲۰۰۷ء

طالب خیر
جیلانی پیراک

۱؎ متحدہ آندھرا میں پیرا کی کی مقبولیت کے معمار تصور کیے جاتے تھے۔ آپ کو ’’بابائے پیراک‘‘ کہا جاتا تھا۔ آپ نے حسین ساگر میں ہاتھ بندھے ہوئے مسلسل چوبیس گھنٹے تیرنے کا نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ حیدرآباد سویمنگ اسوسی ایشن کے بانی اور ۲۵ سے زیادہ اسپورٹس اسوسی ایشنوں سے وابستہ رہے۔ قراءت کلام پاک کو بھی فروغ دینے کی کوشش میں لگے رہے۔ سیاسی طور بھی فعال تھے۔ کئی سماجی اور ثقافتی تنظیموں سے جڑے رہے۔ وفات: ۱۵ر ڈسمبر ۲۰۱۹ء۔

جناب سلمان خورشید عالم خان[۱]

(وزیر برائے اقلیتی اُمور (آزادانہ چارج) حکومت ہند)

Date: 7th October 2010

My dear Ghouri ji,

I have received your letter[۲] dated 25th August, 2010 alongwith its enclosures, and noted the contents therein.

With best Wishes,

Yours sincerely

(SALMAN KHURSHID)

---

۱ معروف قانون داں، سیاست داں، مصنف، ماہر تعلیم اور انڈین نیشنل کانگریس کے سینئر رہنما۔ دہلی کے سینٹ اسٹیفن کالج اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی، کچھ عرصے آکسفورڈ کے ٹرینیٹی کالج میں قانون کی تدریس بھی کی۔ مرکزی حکومت میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے آپ کی خدمات رہی ہیں۔ آپ سابق صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین کے نواسے ہیں۔ پیدائش: ۱ر جنوری ۱۹۵۳ء۔ مشہور تصانیف یہ ہیں:

At Home in India: The Muslim Saga, The other side of the Mountain, Beyond Terrorism: New hope for Kashmir, Visible Muslim-Invisible Citizen.

۲ والد محترم نے اس خط میں لکھا تھا کہ

(۱) گاندھی جی، پنڈت نہرو، اندرا گاندھی، راجیو گاندھی، امبیڈکر، سردار پٹیل، سبھاش چندر بوس، شیوا جی، آروبندو گھوش، کامراج، موتی لال نہرو، بھگت سنگھ وغیرہ بلکہ غیر ملکی لوئس بریلی کے یادگاری سکّے Memorial Coins ہماری حکومت نے جاری کیے۔ لیکن ایک بھی مسلمان کے نام کا سکہ نہیں؟؟ حالاں کہ ٹیپو سلطان، سراج الدولہ، خان عبدالغفار خاں، مرزا غالبؔ، مولانا محمد علی جوہرؔ، مولانا ابوالکلام آزادؔ، ڈاکٹر ذاکر حسین اور اے پی جے عبدالکلام بھی اس کے مستحق ہیں؟؟

(۲) پنڈت نہرو، ڈاکٹر رادھا کشن، مولانا آزاد وغیرہ کے یوم پیدائش کو ''یوم اطفال''، ''یوم اساتذہ'' اور ''یوم تعلیم'' کے طور پر منایا جارہا ہے۔ اسی طرح مولانا محمود الحسن دیوبندی (اسیر مالٹا) کے یوم پیدائش/وفات کو بھی ''یوم حب الوطنی'' Patriots Day کے طور پر منانا چاہیے!

جناب نسیم عارفی[۱]

عزیز محترم

وعلیکم السلام   مزاج گرامی

آپ کے خطوط ملتے ہیں، میری یہ خواہش رہی کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی خط شامل اشاعت ہوجائے، مشکل یہ ہے کہ آپ قدرے اشارے اور کنایے میں بات کرتے ہیں، عام آدمی تو دور کی بات ہے میں نے بھی اپنی بے بساطی محسوس کی ہے۔

دعاؤں میں یاد رکھیے۔ شکریہ

۱۹۹۸/۶/۱۵ء   آپ کا مخلص

نسیم عارفی

---

[۱] حیدرآباد کے مشہور و معروف اردو صحافی، آپ کی صحافتی خدمت تقریباً پانچ دہائیوں پر محیط تھی، مخصوص طرز تحریر کی وجہ سے اردو صحافتی حلقوں میں سرکردہ مقام کے حامل تھے، روزنامہ ''رہنمائے دکن'' سے اپنی صحافت کا آغاز کیا، پھر روزنامہ ''سیاست'' میں کام کیا، پھر روزنامہ ''منصف'' سے وابستہ ہوکر اس روزنامے کو ایک نیا رخ دیا، پھر اخیر میں روزنامہ ''اعتماد'' سے وابستگی اختیار کرلی۔ وفات: ۱۹/اگست ۲۰۲۳ء۔

جناب پروفسر ایس۔اے شکور

(ڈائرکٹر/سکریٹری اردو اکیڈمی، آندھرا پردیش)

محترم جناب ابن غوری

السلام علیکم!

آپ نے مجھے اردو اکیڈمی آندھرا پردیش کے ڈائرکٹر رسکریٹری کے عہدے پر فائز ہونے کی مبارک بادی دی ہے۔اس کے لیے میں آپ کا شکرگزار ہوں۔انشاءاللہ اردو کے فروغ کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کروں گا اور کوشش کروں گا کہ میں اردو والوں کی توقعات پر پورا اُتروں۔آپ بھی اردو کے دیرینہ خادم ہیں۔آپ کی آراء میرے لیے ہمت افزائی کا باعث رہیں گی۔

مؤرخہ: ۱۰رمئی ۲۰۱۲ء

مخلص

پروفیسر ایس اے شکور

---

۱ اردو زبان وادب کے ممتاز استاد، بہترین منتظم و ماہرِ تعلیم، سابق صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی، عالمی شہرت یافتہ تحقیقی عربی ادارہ ''دائرۃ المعارف العثمانیہ'' کے موجودہ ڈائرکٹر اور حکومت کے معتمد علیہ۔

تلنگانہ اردو اکیڈمی کے ڈائرکٹر، ادارہ ادبیاتِ اردو کے جنرل سکریٹری، نائب صدر نشیں و مینیجنگ ڈائرکٹر اقلیتی مالیاتی کارپوریشن اور اسپیشل آفیسر ریاستی حج کمیٹی کی حیثیت سے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

جناب کے رحمان خان[1]

K. Rahman Khan, F.C.A
Minister of Minority Affairs
Government of India

کے۔رحمٰن خان، ایف۔سی۔اے
مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور
حکومت ہند

گرامی قدر!

مکرمی جناب ابن غوری صاحب دامت برکاتہم

سلام مسنون!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ مرکزی کابینہ میں وزیر برائے اقلیتی امور کی حیثیت سے شامل ہونے پر آپ نے جس خلوص ومحبت کا اظہار فرمایا، میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ جو ذمہ داری مجھ پر عائد ہوئی ہے اس کو حسن وخوبی کے ساتھ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوسکوں۔ آپ کے تعاون اور حسن سلوک کے لیے شکرگزار ہوں گا۔ آپ نے جن اہم نکات[2] کی طرف یاددہانی کرائی، اُن سے آگاہی ہوئی۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

۱۷؍دسمبر ۲۰۱۲ء

نیازمند

(کے۔رحمٰن خان)

---

[1] معروف سیاست دان، ماہر حسابات، ماہر تعلیم اور سماجی رہنما۔ ریاست کرناٹک میں کانگریس کے قدرآور لیڈر، اور انڈین نیشنل کانگریس کے سینئر رہنما اور سابق مرکزی وزیر۔ ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۲ء تک راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیرمین رہے۔ آپ نے اقلیتوں کی تعلیم، سماجی ترقی اور فلاحی اداروں کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ پیدائش: ۵؍اپریل ۱۹۳۹ء۔

[2] وہی تجاویز جو سلمان خورشید صاحب کے خط میں لکھی گئیں۔

آچاریہ ڈاکٹر ع س استیوآن

سابق میڈیکل آفیسر (اولڈ بوائے، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

عالی جناب عزت مآب محترم ومکرم ابن غوری صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔

دراصل آپ کی کتاب ''فکریے'' کی ''ارمغان[۱]'' میں بہت تعریف پڑھی تو اس فقیر کو اشتیاق ہوا کہ میں بھی پڑھوں۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ میں ھدیۂ کتاب کہاں اور کس طرح بھیجوں۔ برائے کرم میری رہنمائی فرمائیں۔

۱۳ر نومبر ۲۰۱۴ء　　　　　　بقلم خود

[۱] ''ارمغان''، ایک ماہ نامہ جو مولانا کلیم صدیقی کی ادارت میں پُھلت (Phulat) ضلع مظفر نگر (UP) سے شائع ہورہا ہے۔ کتاب بہ طور ہدیہ انھیں روانہ کی گئی تھی۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY
Gachibowli, Hyderabad - 500 032 (A.P.)

Mr. Abid Abdul Wasay
Public Relation Officer

مکرمی! آداب ونیاز

آپ کا خط بنام وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی موصول ہوا۔ شیخ الجامعہ پروفیسر محمد میاں نے خط کے لیے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

انھوں نے اپنے پیام میں کہا کہ ہمیں آپ جیسے مخلص حضرات کی آراء کی سخت ضرورت ہے تاکہ جامعہ کے کام کاج میں مزید بہتری لائی جاسکے۔ آپ کی تجاویز نوٹ کرلی گئی ہیں۔ اس سال یونیورسٹی کے ٹیبل کیلنڈر میں ''جد وجہد آزادی میں اردو کا حصہ'' کے عنوان کے تحت اردو سے متعلق اہم شخصیات کے مختصر احوال اوران کے اقتباسات واشعار کو شامل کیا گیا ہے (کیلنڈر کی ایک کاپی بطور تحفہ پیش خدمت ہے)۔ آپ کی تجویز کہ یونیورسٹی میں گوشۂ آزاد ہونا چاہیے، اس کے لیے عرض ہے کہ یونیورسٹی میں ایک مرکز (مرکز برائے اردو زبان، ادب وثقافت) کے نام سے قائم ہے جس کے ایک حصہ میں مولانا آزاد کی تصاویر، خطوط، اہم دستاویزات اور کتابیں موجود ہیں، اسے گوشۂ آزاد کا نام دیا گیا ہے۔

یونیورسٹی کا نیوز میگزین اردو وانگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ بقیہ تجاویز پرغور وخوض کے بعد فیصلے لیے جائیں گے۔ پھر ایک بار یونیورسٹی کی جانب سے شکریہ قبول فرمائیں۔

۲۰؍جنوری ۲۰۱۱ء

فقط

عابد عبدالواسع

یہ مسودہ مکمل ہوا تو مجھے مرزا غالبؔ کا یہ شعر یاد آیا ؎

پُر ہوں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا
اِک ذرا چھیڑیے، پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

اِسے میں نے اپنے مطلب کے مطابق تحریف کر کے یوں پڑھا ؎

پُر ہیں یہ علم سے یوں، راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیے، پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

ایں نیم نالائق (ہنوز) طالبِ علم (اگرچہ ۸۳ سالہ) نے ۶۰-۶۵ سال پہلے مشاہیر ملک کو چھیڑنے کا آغاز کیا تھا، شکر خدا کہ اِس مسلسل چھیڑ کا خوش گوار نتیجہ خوب دیکھا۔

خالقِ لوح و قلم اور دماغ و قلب سے دعا کرتا ہوں کہ دینی، علمی، ادبی، سیاسی معادنی شخصیات سے اس جہاں کو شاداب رکھے۔

ابن غوری

خطوط

بنام برادرِ محترم

ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری

برادرِ محترم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری: ایک تعارف

برادرِ محترم ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری نے اپنے والد گرامی کی علمی روایت سے اثر پذیری اور اپنے فطری ذوقِ مطالعہ کے باعث کم عمری ہی سے اہلِ علم وفضل کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنے علمی سفر کے مختلف مراحل میں ان بزرگوں سے رہنمائی حاصل کرتے اور دینی، فکری اور ادبی موضوعات سے متعلق مفید کتابوں کے انتخاب اور مطالعے کے بارے میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ یہ اہلِ علم بھی شفقت ومحبت اور توجہ کے ساتھ ان کے خطوط کا جواب دیتے اور ان کی علمی وفکری رہنمائی فرماتے تھے۔

ان مکاتیب میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد خطوط بھی شامل تھے۔ ان سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور برادرِ محترم کے درمیان قائم علمی وقلبی تعلق، ان پر حضرت مولاناؒ کی توجہ اور ان کے حق میں کی جانے والی دعاؤں کا اندازہ ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ یہ تعلق مزید مستحکم ہوا، خصوصاً اس زمانے میں جب برادرِ محترم تحصیل علم کے سلسلے میں دمشق گئے اور وہاں حضرت مولانا کی خواہش پر ان کی متعدد تصانیف کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ حضرت مولانا نے اپنے کئی خطوط میں اس علمی اور اشاعتی خدمت پر اظہارِ مسرت فرمایا اور اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اس موقع پر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ برادرِ محترم اُن ابتدائی مصنفین میں شامل ہیں جنھوں نے عربی زبان میں حضرت مولانا کی حیات اور علمی ودعوتی خدمات پر مستقل کتاب تصنیف کی۔ اسی طرح انھوں نے حضرت مولانا کے خطبات اور مقالات کو مرتب کر کے ''مِن تُرَاث الإمام الندوي'' کے عنوان سے ایک علمی سلسلہ بھی شائع کیا، جس سے عربی خواں حلقوں میں حضرت مولانا کے علمی افکار اور تحریروں کے تعارف میں مزید مدد ملی۔

افسوس کہ برادرِ محترم کے اسفار، مسلسل نقل وحرکت اور شام کے پُر آشوب حالات کے باعث ان مکاتیب کی مکمل حفاظت نہ ہوسکی اور ان میں سے متعدد خطوط ضائع ہوگئے۔ زیرِ نظر کتاب میں باقی محفوظ خطوط کو ضروری توضیحات اور مختصر تعلیقات کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ ان خطوط کی پیش کش سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برادرِ محترم کا مختصر علمی تعارف پیش کیا جائے۔

وہ ۱۹۷۸ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ تجوید القرآن، نلگنڈہ میں حفظِ قرآن مجید کا آغاز کیا، لیکن مسلسل تین برس بیمار رہنے کے باعث اسے مکمل نہ کرسکے، صحت یاب ہونے کے بعد دارالعلوم حیدرآباد میں داخلہ لیا اور وہاں عالمیت کے ابتدائی دوسال مکمل کیے۔ ان کے اساتذہ میں مولانا اکبرالدین قاسمی رحؒ[۱]، مولانا عبیدالرحمٰن اطہر ندوی[۲] مدظلہ اور مولانا احمد ومیض ندوی[۳] دامت برکاتہم قابلِ ذکر ہیں۔ اسی عرصے میں انھوں نے مولانا شیخ صفی احمد مدنی[۴] سے عربی

---

[۱] آپ حیدرآباد (دکن) کے معروف علماء میں سے تھے، علمی و تنظیمی شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی سے عربی میں ام اے کیا۔ ۱۹۷۳ء میں ''مجلسِ علمیہ'' کے قیام میں شریک رہے۔ جمعیت علمائے آندھراپردیش کے نائب صدر کے عہد پر بھی فائز رہے۔ کچھ عرصے دارالعلوم حیدرآباد میں تدریسی خدمت انجام دی۔ ۶ رجنوری ۲۰۰۴ء میں ایک سڑک حادثے شدید زخمی ہوکر ۲۹ رجنوری کو آپ کی وفات ہوگئی۔

[۲] حیدرآباد کے معاصر علماء اور مقبول داعیانِ دین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند وندوۃ العلماء سے عالم وفاضل ہوئے۔ کچھ عرصے دارالعلوم حیدرآباد میں تدریسی خدمت بھی انجام دیے۔ حفظِ قرآن اور عالمیت کی تعلیم کے لیے ایک معیاری مدرسہ بنام ''مدرسہ امدادالعلوم'' قائم کیا۔ اصلاحِ معاشرہ، طلباء کی تربیت اور طریقۂ تعلیم پر آپ کے خطابات بہت معروف ہیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی ہیں۔

[۳] حیدرآباد کے مشہور ومعروف عالم دین، مضمون نگار، ماہر مدرس ومصنف۔ ایک عرصے سے دارالعلوم حیدرآباد میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی وعظ ونصیحت، اصلاحِ معاشرہ کے سلسلے میں آپ کو کاوشیں نمایاں ہیں۔ مختلف جرائد اور روزناموں میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ حالاتِ حاضرہ پر خوب نگاہ رہتی ہے۔ آپ کی تصانیف میں ''پیغام رمضان'' قابل ذکر ہے۔

[۴] آپ کا شمار جنوبی ہند کے معروف علمائے اہل حدیث وداعیانِ اسلام میں ہوتا ہے۔ کرناٹک کے ضلع ''رائچور'' میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ دارالسلام عمرآباد اور جامعہ سلفیہ بنارس سے عالمیت وفضیلت کیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے بی اے کیا، واپس آکر حیدرآباد میں مقیم ہوگئے ==

زبان وادب کی چند بنیادی کتابیں بھی پڑھیں، جو کہ جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کے فاضل تھے اور عربی زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے۔

بعد ازاں انھوں نے مدرسہ ضیاء العلوم، تکیہ کلاں، رائے بریلی (اترپردیش) میں ایک سال تعلیم حاصل کی۔ اس دوران انھیں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اور صحبت سے استفادے کا موقع ملا اور دارِ عرفات کی علمی وتربیتی فضا سے بھی فائدہ اٹھایا، وہ وہاں حضرت مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی دامت برکاتہم کے ممتاز شاگردوں میں شمار ہوتے تھے، اس تعلق کی ایک جھلک حضرت مولانا بلال حسنی کے اس خط میں بھی دیکھی جاسکتی ہے جو انھوں نے اُن کے نام تحریر فرمایا تھا، جسے اس مجموعے کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔

اس کے بعد وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ) منتقل ہوگئے، اور وہاں دورانِ تعلیم ہی مزید علمی تحصیل کے لیے دمشق بھیجے گئے، جہاں جامعہ ازہر کی شاخ میں علمِ حدیث میں تخصص کیا۔ قیامِ دمشق کے دوران انھوں نے شام کے متعدد اہلِ علم سے استفادہ کیا، جن میں شیخ عبدالقادر ارناؤوط، شیخ نورالدین عتر حلبی، شیخ مصطفیٰ سعید الخن رحمۃ اللہ علیہم، شیخ بدیع سید اللحام اور شیخ کریم راجح خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔

بعد ازاں انھوں نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملیشیا سے حدیث اور علومِ حدیث میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی۔ اِس وقت وہ یونیورسٹی آف اسلامک سائنسز ملیشیا میں علومِ حدیث کے پروفیسر کی حیثیت سے تدریسی اور تحقیقی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

وہ مختلف ملکی اور بین الاقوامی جامعات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالات کے ممتحن رہے ہیں اور متعدد علمی مجلّات کی مجالسِ ادارت ومشاورت سے بھی وابستہ ہیں۔

اُنھوں نے علومِ حدیث اور اس سے متعلق معاصر علمی موضوعات پر عربی زبان میں

== اور مختلف دینی اداروں میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۳ء تک جمعیت علمائے اہل حدیث (آندھراپردیش) کے امیر بھی رہے۔ حدیث، عقیدہ اور دعوت کے موضوعات پر اردو میں متعدد تصانیف وتراجم یادگار چھوڑے۔ آپ کا انتقال حیدرآباد میں ۲۵/جنوری ۲۰۲۱ء کو ہوا۔

پچاس سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی تحریروں میں موضوع کی منظّم پیش کشی، عبارت کی وضاحت اور اسلوب کی سہولت نمایاں ہے۔ ان کی بعض کتابوں کے فارسی، ترکی، ملائی، بنگالی اور انگریزی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، جب کہ چند تصانیف عالمِ اسلام کی بعض جامعات اور دینی اداروں کے نصاب میں بھی شامل ہیں۔ ان کی بعض تصانیف کو مختلف جامعات میں علمی و تحقیقی مطالعات کا موضوع بھی بنایا گیا ہے۔ چناں چہ ایران کی اصفہان یونیورسٹی میں محترمہ فاطمہ خامدانے ان کی کتاب ''المدخل إلى دراسة علوم الحديث'' پر تحقیقی مقالہ تحریر کیا، جس کی بنیاد پر انھیں 2018ء میں ڈاکٹریٹ کی سند تفویض کی گئی۔ اسی طرح ترکی کی استنبول صباح الدین زعیم یونیورسٹی میں راشد شلال نے ان کی کتاب ''إنكار السنة: تاريخه وفِرَقُه ودوافعه'' پر تحقیقی مقالہ لکھا اور 2022ء میں ماسٹر کی سند حاصل کی۔

ذیل میں آپ کی تصانیف کے نام موضوعاتی ترتیب سے درج کیے جا رہے ہیں جو بیروت کے معروف اشاعتی ادارے دار ابن کثیر سے شائع ہوئی ہیں:

اوّل: قرآنِ کریم اور قرآنی سورتوں کے فضائل و خواص:

(۱) فضائل سورة الفاتحة وخواصها: دراسة حديثية تحليلية
(سورۂ فاتحہ کے فضائل و خواص: ایک حدیثی و تجزیاتی مطالعہ)

(۲) فضائل سورة البقرة وخواصها: دراسة حديثية تحليلية
(سورۂ بقرہ کے فضائل و خواص: ایک حدیثی و تجزیاتی مطالعہ)

(۳) فضائل سورة الكهف وخواصها: دراسة حديثية تحليلية
(سورۂ کہف کے فضائل و خواص: ایک حدیثی و تجزیاتی مطالعہ)

دوم: سنتِ نبوی کی حجیت، تدوین اور فہم:

(۴) السنة النبوية حجيتها وتدوينها: دراسة عامة
(سنتِ نبوی: اس کی حجیت اور تدوین کا عمومی مطالعہ)

(۵) حجية السنة النبوية في ضوء الأدلة الشرعية
(شرعی دلائل کی روشنی میں سنتِ نبوی کی حجیت)

(۶) تدوين السنة النبوية وتطوّر التصنيف والتأليف فيها عبر القرون: عرض تاريخي موجز
(سنتِ نبوی کی تدوین اور اس میں تصنیف وتالیف کا ارتقا: ایک مختصر تاریخی جائزہ)

(۷) إنكار السنة: تاريخه وفِرقه ودوافعه
(انکارِ سنت: اس کی تاریخ، فرقے اور محرکات)

(۸) المدخل إلى دراسة السنة النبوية
(سنتِ نبوی: تعارف ومطالعہ)

(۹) مبادئ التعامل مع السنة النبوية
(سنتِ نبوی سے تعامل کے بنیادی اصول)

(۱۰) الضوابط الأساسية لفهم الحديث النبوي
(حدیثِ نبوی کو سمجھنے کے بنیادی ضوابط)

(۱۱) مظاهر التيسير في السنة النبوية: ''العبادات'' نموذجاً
(سنتِ نبوی میں آسانی کے مظاہر: ''عبادات'' بطورِ نمونہ)

سوم: **علومِ حدیث، حدیثی اصطلاحات اور مصادر:**

(۱۲) المدخل إلى دراسة علوم الحديث
(علوم حدیث: تعارف ومطالعہ)

(۱۳) الموجز الميسّر في علوم الحديث
(علوم حدیث کا آسان اور مختصر تعارف)

(۱۴) الميسّر في علوم الحديث
(علوم حدیث کا آسان تعارف)

(۱۵) موسوعة علوم الحديث وفنونه
(علوم وفنونِ حدیث کا دائرۃ المعارف)

(۱۶) علم مصطلح الحديث: نشأته وتطوّره وتكامله
(علمِ مصطلحِ حدیث: آغاز، ارتقا اور تکمیل)

(۱۷) الميسّر في علم مصطلح الحديث
(علمِ مصطلح حدیث کا آسان تعارف)

(۱۸) معجم المصطلحات الحديثية
(حدیثی اصطلاحات کی لغت)

(۱۹) مصادر الحديث ومراجعه: دراسة وصفية نقدية لمناهج كتب الرواية والدراية والرجال
(مصادر ومراجعِ حدیث: کتبِ روایت، درایت اور علم رجال کے مناہج کا توصیفی ونقدی مطالعہ)

(۲۰) التعريف الوجيز بكتب الحديث
(کتبِ حدیث کا مختصر تعارف)

(۲۱) التعريف الوجيز بمناهج أشهر المصنّفين في الحديث
(مشہور مصنفینِ حدیث کے مناہج کا مختصر تعارف)

(۲۲) الوضع في الحديث: تعريفه وأسبابه وكتبه وطريقة التخلص منه
(حدیث میں وضع: تعارف، اسباب، متعلقہ کتابیں اور اس سے چھٹکارا پانے کا طریقہ)

چہارم: **جرح وتعدیل، علم الرجال، عللِ حدیث اور تدلیس:**

(۲۳) مباحث تمهيدية في علم الجرح والتعديل
(علم جرح وتعدیل کے تمہیدی مباحث)

(۲۴) المدخل إلى دراسة علم الجرح والتعديل
(علمِ جرح وتعدیل: تعارف ومطالعہ)

(۲۵) الميسّر في علم الجرح والتعديل
(علمِ جرح وتعدیل کا آسان تعارف)

(۲٦) المعجم الوجيز لألفاظ الجرح والتعديل
(الفاظِ جرح وتعدیل کی مختصر لغت)

(۲۷) معجم ألفاظ وعبارات الجرح والتعديل النادرة والمشهورة
(جرح وتعدیل کے نادر اور مشہور الفاظ وعبارات کی لغت)

(۲۸) علم الرجال: تعريفه وكتبه
(علم الرجال: تعارف اور اہم کتابیں)

(۲۹) الميسّر في علم الرجال
(علم الرجال کا آسان تعارف)

(۳۰) المدخل إلى دراسة علم علل الحديث
(علمِ علل حدیث: تعارف ومطالعہ)

(۳۱) الميسّر في علم علل الحديث
(علمِ عللِ حدیث کا آسان تعارف)

(۳۲) التدليس: تاريخه ودوافعه ومفاسده وأقسامه
(تدلیس: تاریخ، محرکات، مفاسد اور اقسام)

(۳۳) التدليس والمدلّسون: دراسة عامة
(تدلیس اور مدلسین: ایک عمومی مطالعہ)

پنجم: تاریخِ حدیث، مکاتبِ حدیث اور محدثین کی خدمات:

(۳۴) مدرسة الحديث في بلاد الشام في القرنين الأول والثاني الهجريين: روادها الأوائل وخصائصها العلمية
(سرزمینِ شام میں پہلی اور دوسری صدی ہجری کا مکتبِ حدیث: اولین پیش رو اور علمی خصوصیات)

(۳۵) المحدّثون من الحنفية في الهند وجهودهم في الحديث النبوي: دراسة نقدية استقرائية
(ہندوستان کے حنفی محدثین اور حدیثِ نبوی میں ان کی خدمات: ایک تنقیدی واستقرائی مطالعہ)

(۳۶) المحدّثون من جماعة أهل الحديث في الهند وجهودهم في الحديث النبوي: دراسة نقدية استقرائية
(ہندوستان کی جماعتِ اہلِ حدیث کے محدثین اور حدیثِ نبوی میں ان کی خدمات: ایک تنقیدی واستقرائی مطالعہ)

(۳۷) أعلام المحدّثين في الهند في القرن الرابع عشر الهجري وآثارهم في الحديث وعلومه
(چودھویں صدی ہجری کے ہندوستانی اکابر محدثین اور حدیث وعلومِ حدیث میں ان کی خدمات)

ششم: دعوت، تربیت اور طلبِ علم:

(۳۸) صور مشرقة للدعوة إلى الله في العهد النبوي من خلال الأحاديث والآثار
(عہدِ نبوی میں دعوت الی اللہ کے روشن نقوش: احادیث وآثار کی روشنی میں)

(۳۹) إلى طالب العلم (طالب علم کے لیے نصائح ورہنمائی)

(۴۰) المنهج المفيد لطلب علم الحديث (علم حدیث کے حصول کا مفید طریقہ)

ہفتم: تراجم شخصیات اور اکابرِ اسلام:

(۴۱) الشّاه وليّ الله الدهلوي: الإمام المحدِّث ورائد النهضة الحديثية في الهند
(امام شاہ ولی اللہ دہلوی: محدث عظیم اور ہندوستان میں احیائے حدیث کے پیش رو)

(۴۲) محمد حميد الله: سفير الإسلام وأمين التراث الإسلامي في الغرب
(محمد حمید اللہ: دیارِ غرب میں اسلام کے سفیر اور اسلامی علمی ورثے کے امین)

(۴۳) أبو الحسن الندوي: رائد الأدب الإسلامي
(ابوالحسن ندوی: اسلامی ادب کے علم بردار)

(۴۴) أبو الحسن الندوي:الإمام المفكر الداعية المربّي الأديب
(ابوالحسن ندوی: امام، مفکر، داعی، مربی اور ادیب)

(۴۵) محمد إقبال: الشاعر المفكر الفيلسوف
(محمد اقبال: شاعر، مفکر اور فلسفی)

ہشتم: فرق اور فکری مباحث:

(۴۶) القاديانية:مؤامرة خطيرة وثورة شنيعة على النبوة المحمدية
(قادیانیت: نبوتِ محمدیؐ کے خلاف ایک خطرناک سازش اور سنگین بغاوت)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

(۱)

بسمہ تعالیٰ

رائے بریلی

۱۴۱۵/۲/۲۸ھ

عزیز مکرم وفقہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط[۱] مؤرخہ ۶/جون بہت تاخیر سے ملا۔ مزید تاخیر سفروں اور مصروفیتوں کی وجہ سے ہوئی۔ آپ کے والد صاحب مکرم مراسلت فرماتے تھے اور ہمیں یاد ہیں۔

قرآن مجید کے سلسلے میں آپ ''سَنُقْرِئُكَ فَلاَ تَنْسَى'' کسی تعداد میں پڑھ لیا کیجیے، اور کوشش جاری رکھیے، اللہ تعالیٰ مدد اور برکت عطا فرمائے گا، اپنے والد صاحب سے دعا اور توجہ کی درخواست کرتے رہیے۔

۵/اگست ۱۹۹۴ء

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱؎ یہ مکتوب برادرِ محترم نے حضرت مولاناؒ کو اس وقت لکھا جب ان کی عمر ۱۶ سال تھی اور اس وقت وہ قرآن مجید حفظ کر رہے تھے۔

(۲)

باسمہ تعالیٰ

لکھنؤ

۱۴۱۵/۱۰/۲۹ھ

عزیز مکرم! سلمہ اللہ تعالیٰ، دعائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا خط ملا، آپ کے دینی احساسات وجذبات، اور عربی زبان سیکھنے کی طلبِ صادق کی نیت سے مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک مقصد میں کامیاب فرمائے۔

ابتدائی عربی اگر آپ سیکھ چکے ہیں تو ''تمرین الدروس''، ''تمرین الصرف''، ''تمرین النحو''، ''عربی کے دس سبق'' اور ''قصص النبیین'' (اول دوم) پڑھیں، کوئی اچھا استاد مل جائے تو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ آپ قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے کی نیت سے عربی سیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور برکت ہوگی۔

عربی کے ریڈیائی پروگرام سنا کریں، کسی عربی تقریروں کے کیسٹ سنیں، اس سے تلفظ درست ہوگا، ''معلم الانشاء'' (حصہ اول دوم) آپ کے لیے مفید ہے۔ اس میں قواعد کے ساتھ مشقیں بھی دی گئی ہیں، اس کی مدد سے آپ بنیادی قواعد پر قابو پانے میں کامیاب ہوں گے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱؎ حفظِ قرآن کے بعد بھائی صاحب کو جب عربی زبان سیکھنے کا شوق ہوا اُنھوں نے حضرت مولاناؒ کو خط لکھا کہ ابتدائی طور پر کونسی کتابیں اس سلسلے میں مفید رہیں گی۔ جواباً حضرت مولاناؒ نے ازراہِ شفقت یہ مکتوب لکھا۔

(۳)

بسمہ تعالیٰ

عزیز مکرم! سلمہ اللہ تعالیٰ دعائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا خط ملا۔ آپ کے شوق اور احساسات وجذبات سے مسرت ہوئی۔ عربی زبان ضرور سیکھیے، اس نیت کے ساتھ کہ قرآن کی زبان ہے اور اس کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کو زیادہ بہتر طریقے سے کچھ سیکھ سکیں گے، نہ کہ سرٹیفکٹ حاصل کرنے کے لیے۔

اُدھر[۱] جانے کی ضرورت نہیں، آپ ہندوستان میں ہی رہ کر عربی زبان میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں، وہاں داخلے کے لیے عالمیت یا فضیلت کی سند ضروری ہے، بغیر سند کے داخلہ نہیں ہوتا۔

عزیزی مولوی راشد نسیم ندوی سلمہ[۲] سے آپ عربی پڑھ رہے ہیں، بہت خوشی کی بات ہے، ان کے مشورے کے مطابق خوب محنت ومطالعہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

لکھنؤ

۱؎ جب بھائی صاحب نے عربی زبان وادب کی کچھ کتابیں پڑھ لیں اور اس سے شد بد پیدا ہوگئی تو انھوں نے کسی عرب ملک جا کر آگے کی تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں حضرت مولاناؒ سے مشورہ طلب کیا تو حضرت مولاناؒ نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

۲؎ مراد مولانا ڈاکٹر سید راشد نسیم ندوی ہیں۔ ۱۵؍جون ۱۹۶۵ء کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے، ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فضیلت تک تعلیم حاصل کی، لکھنؤ یونیورسٹی سے عربی میں ایم اے کیا، پھر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی اعلیٰ اسناد حاصل کیں۔ اِس وقت آپ انگلش اینڈ فارن لینگویجز یونیورسٹی حیدرآباد میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ برادرِ محترم نے ان سے حضرت مولاناؒ کی معروف کتاب ''قصص النبیین'' کے بعض اسباق پڑھے، اس کے بعد انھوں نے عربی زبان کی مزید تعلیم شیخ صفی الدین مدنیؒ سے حاصل کی، جو عربی زبان کے ماہر اور پختہ عالم تھے، شیخ مدنی نے بھائی صاحب کی عربی تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور انھیں عربی زبان وادب کے بعض بنیادی اور اہم کتابوں کے مطالعے کی طرف رہنمائی فرمائی۔

(۴)

بسمہ تعالیٰ

لکھنؤ

۱۷/۷/۱۹۹۷ء

عزیز القدر عبدالماجد غوری! سلمہ اللہ تعالیٰ! دعائیں[۱]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا خط پاکر قلبی مسرت حاصل ہوئی، جو تفصیلات تم نے لکھی ہیں ان سے واقفیت ہوئی، ہم نے مجلس کو ہدایت کردی ہے کہ بعض رسائل ''المجمع العلمی العربی'' کو بھیج دیے جائیں۔

تفصیل سے خط کا جواب دینا مشکل ہے، تمھاری سعادت سے خوشی ہوئی، خوب محنت وتوجہ اور یکسوئی سے مطالعہ وتیاری کرو۔ مفتی صاحب[۱] سے برابر ربط وتعلق رکھو۔ نمازوں اور ذکر کا اہتمام اور تلاوت کی پابندی بھی ضروری ہے۔

ہمارے رسائل اور کتابوں کے ذریعے ذہن سازی کریں، ''مؤسسۃ الرسالہ'' سے ہماری کتابیں مل سکتی ہیں، یا ان سے کہیں کہ وہ دار القلم (کویت) سے کتابیں منگوائیں۔

---

[۱] مراد شیخ احمد بن محمد کفتارو ہیں۔ آپ شام کے ممتاز عالم دین، معروف صوفی اور جلیل القدر داعی تھے۔ ۱۹۶۴ء سے اپنی وفات تک مفتی اعظم شام کے منصف جلیل پر فائز رہے۔ آپ کا تعلق نقشبندی سلسلۂ تصوف سے تھا۔ آپ نے دمشق میں ''مجمع ابی النور الاسلامی'' کی بنیاد رکھی، جو بعد میں دینی تعلیم وتربیت اور دعوت وارشاد کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ آپ نے اسلامی اتحاد، مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان باہمی احترام اور بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ حضرت مولاناؒ کی شخصیت، فکر اور دعوتی جدوجہد سے آپ بے حد متاثر تھے اور اپنے طلبہ کو حضرت مولاناؒ کی تصانیف کے مطالعہ کی خصوصی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ دمشق میں قیام کے زمانے میں برادرِ محترم کثرت سے شیخ کفتاروؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دونوں بزرگوں کے درمیان رابطے کا ایک اہم ذریعہ تھے۔ وفات: یکم ستمبر ۲۰۰۴ء۔

کبھی کبھی اپنے حالات سے مطلع کردیا کریں۔ مفتی صاحب کی خدمت میں ہمارا سلام اور صحت کی خرابی کی وجہ سے سفر شام سے معذرت پیش کردو کہ خود ہمارے یہاں ۱۲،۱۳/ نومبر کو بڑا جلسہ تھا[۱]، الحمد للہ کہ وہ جلسہ کامیاب رہا۔ امام حرم محمد بن عبداللہ سبیل آئے تھے، امام مسجد اقصیٰ بھی۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱؎ مراد دوروزہ ''عالمی ختم نبوت کانفرنس'' ہے جو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۱۲،۱۳/ نومبر ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اس میں حضرت مولاناؒ کی دعوت پر مسجد حرام کے خطیب وامام الشیخ محمد بن عبداللہ السبیّل اور مسجد اقصیٰ کے سابق امام الشیخ محمد صیام، مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، وزارتِ شئون اسلامیہ کے ڈپٹی منسٹر، اور اسی قد وقامت کے افراد اور عالمی شہرت رکھنے والے اسکالر تشریف لائے، یہ دوروزہ اجلاس اِس شان سے ہوا کہ ۸۵ سالہ جشنِ ندوہ کی یاد تازہ ہوگئی۔

(۵)

بسمہ تعالیٰ

ندوۃ العلماء۔لکھنؤ
۱۴۱۸/۱۲/۲ھ
۱۹۹۸/۳/۳۱ء

عزیز القدر عبدالماجد غوری! سلمہ اللہ تعالیٰ دعائیں

تمھارے خطوط برابر آتے رہتے ہیں جس سے دمشق کی خوشبو آتی ہے۔اس طرح ایک محبوب شہر اور بابرکت ملک کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔امید ہے کہ تمھاری وہاں موجودگی سے روابط مزید استوار اور مضبوط ہوں گے۔ ہمارے تمام محبین اور مخلصین سے اہتمام سے ہمارا سلام کہہ دو۔

تمھارے لکھنے کے مطابق ''مجمع ابی النور'' کے نام سے رمضان المبارک میں ندوہ کی تمام نصابی کتابوں کے ایک ایک نسخے ارسال کیے گئے تھے بالبرید المسجل۔مگر وہاں سے ابھی تک اس کی رسید نہیں آئی۔''قصص''-۱تا۵،''القراءۃ الراشدۃ''-۱تا۳،''مختارات''-اول دوم،''منثورات من ادب العرب''،''تاریخ الادب العربی''،''المحاورۃ''اور''قصص من التاریخ الاسلامی''۔

تم نے لکھا ہے کہ بعض مکتبات ہماری کتابیں شائع کرنا چاہتے ہیں، ہماری طرف سے ''روائع اقبال، الطریق الی المدینہ، المسلمون فی الہند، العقیدۃ والعبادۃ والسلوک، اور عربی میفلٹس شائع کرنے کی اجازت ہے، اگر باقاعدہ معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو عہد نامہ کا کاغذ بھیج دیں، ہم دستخط کرکے واپس کردیں گے، ہم یہاں کے تازہ ترین ایڈیشن بھیج دیں گے۔

استاد سعید الافغانی[1] کے انتقال کی اطلاع تمھارے خط سے ملی۔اگر کوئی معلوماتی مضمون

---

[1] آپ شام کے ممتاز ماہرِ زبان ونحو، نام ور محقق وادیب، جامعۂ دمشق کے جلیل القدر استاد تھے۔آپ کا شمار شام کے ==

اخبار یا رسالہ میں چھپا ہو تو ''الرائد'' کو بھیج دو۔ اسی طرح کا کوئی اخباری تراشہ ارسال کر دیا کرو۔ الاستاذ وھبہ الزحیلی[۱] سے سلام کہنا، شیخ کفتارو کی مجلس میں جانا ہو تو ہمارا سلام کہنا، ان کے صاحب زادے سے بھی۔

ہماری صحت بہت کمزور ہے، اس لیے شام کے سفر کا کوئی امکان فی الحال نہیں۔

تمام دوستوں اور اہلِ تعلق سے ہمارا سلام کہہ دینا۔

اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

== کے اکابر علمائے نحو اور عربی زبان وادب کے ممتاز اساتذہ میں ہوتا تھا، یہاں تک کہ آپ کو ''شیخ النحاۃ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ قاہرہ اور عراق کی مجمع اللغۃ العربیۃ کے رکن بھی رہے۔ آپ کی معروف تصانیف میں ''في أصول النحو''، ''الموجز في قواعد اللغة العربية'' اور ''أسواق العرب في الجاهلية والإسلام'' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ آپ نے عربی نحو، ادبی تاریخ اور قدیم علمی وادبی ورثہ کی تحقیق وتدوین کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ حضرت مولاناؒ کی فرمائش پر برادرِ محترم نے استاد سعید افغانی کی شخصیت، علمی مقام اور خدمات کے بارے میں ایک مختصر مضمون تحریر کیا تھا، جو پندرہ روزہ عربی مجلّہ ''الرائد'' میں شائع ہوا۔

[۱] آپ عالم اسلام کے نام ور فقیہ، ممتاز مفسر اور اسلامی قانون کے ماہر تھے۔ جامعۂ دمشق کی کلیۃ الشریعہ میں فقہ اسلامی کے استاد رہے۔ فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر اور اسلامی قانون کے مختلف موضوعات پر متعدد علمی اور تحقیقی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کی مشہور تصانیف میں ''التفسير المنير''، ''الفقه الإسلامي وأدلّته'' اور ''أصول الفقه الإسلامي'' خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کی علمی تحریروں کی نمایاں خصوصیات: اعتدال وتوازن، مذاہب فقہیہ کا تقابلی مطالعہ اور عصری مسائل کا شرعی وتحقیقی جائزہ ہیں۔ آپ حضرت مولاناؒ کی شخصیت، فکر اور علمی ودعوتی خدمات سے بے حد متاثر تھے۔ اپنے دروس میں حضرت مولاناؒ کی تصانیف کا نہایت عقیدت واحترام سے ذکر کرتے تھے۔ برادرِ محترم کے شیخ زحیلی سے گہرے علمی روابط تھے، دمشق میں اپنے قیام کے دوران وہ باقاعدگی کے ساتھ ان کے دروس ومحاضرات میں شرکت کیا کرتے تھے۔ وفات: ۸/اگست ۲۰۱۵ء۔

(٦)

بسمہ تعالیٰ

ندوۃ العلماء۔لکھنؤ

۱۹۹۹/۸/۱۹ء

عزیز القدر وعزیز القلب ولدی عبد الماجد غوری سلمہ اللہ تعالیٰ ورقاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا مکتوبِ عزیز جس پر ۱۶/اگست کی تاریخ درج ہے، مع مطبوعہ کتابوں: ''مختارات''، ''قصص من التاريخ الإسلامی''، ''روائع من أدب الدعوة'' نیز ''الأمير السيد صديق حسن خان ''[1] پہنچی۔ان کی اعلیٰ طباعت سے بہت ہی خوشی ہوئی، اور آں عزیز کے لیے دل سے دعا نکلی، اور شکر وامتنان پیدا ہوا۔آں عزیز کی سعادت مندی اور شرافت سے بڑی مسرت ہوئی۔آں عزیز کے والد محترم کا بھی خط آیا تھا، ہم نے جواب دیا، اور آں عزیز کی نجابت اور سعادت پر مبارک باد دی۔اللہ عمر دراز کرے اور ترقی وکمال عطا فرمائے۔

ہماری طبیعت علیل چل رہی ہے، ہمیں معمولی نقل وحرکت بھی مشکل معلوم ہوتی ہے، اس خط کو محض کتابوں کی رسید اور تشکر ودعا کی علامت سمجھیں۔صاحبِ مطبع ابن کثیر کا بھی شکر ادا کریں اور جو کتابیں چھپ رہی ہیں اس کا بھی۔دعا میں بھی یاد رکھیں۔

مالک دار ابن کثیر[2] اور شیخ احمد کفتارو صاحب کی خدمت میں سلام۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو وطالبِ دعا: ابو الحسن علی حسنی ندوی

---

[1] مراد پروفیسر محمد اجتباء ندویؒ کی تصنیف ''الأمير سيد صديق حسن خان: حياته وآثاره'' ہے، جو دار ابن کثیر سے حضرت مولاناؒ کی مذکورہ تصانیف کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ ==

== مراد علی دیب مستو ہیں۔ آپ شام کے معروف ناشر اور اسلامی علمی کتابوں کی اشاعت سے وابستہ ممتاز شخصیت، دمشق اور بیروت کے معروف اشاعتی ادارے ''دار ابن کثیر'' کے مالک، معروف شامی محقق ومصنف ڈاکٹر محی الدین دیب مستو کے بھائی ہیں۔ آپ نے اس ادارے کے ذریعے تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور اسلامی تاریخ وفکر کی متعدد مستند کتابیں شائع کیں، اور عرب دنیا میں سنجیدہ اسلامی تالیف، علمی تحقیق اور حقوق ملکیت کے تحفظ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

(۷)

بسمہ تعالیٰ

عزیز القدر مولوی سید عبد الماجد غوری سلمہ اللہ تعالیٰ ورقاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا مکتوبِ عزیز (جس پر تاریخ درج نہیں) حال میں ملا۔ ہمارے شام نہ آنے سے آں عزیز کو جو تاثر و تاسف ہوا، اس کا ہمیں احساس ہے اور قدر بھی۔ ہماری کتابوں کی اشاعت اور ہمارے تعارف اور کتابوں سے استفادہ کی دعوت کے سلسلہ میں آں عزیز جو کوشش کر رہے ہیں اس کی دل سے قدر ہے، اس سلسلہ میں چند مشورے دیے جاتے ہیں:

(۱) ہماری کتابوں پر جو مقدمات پہلے سے ہیں، ان کو قائم رکھا جائے، وہ خود کافی اور موزوں ومناسب ہیں، مکتبہ والے ان کو اسی طرح شائع کریں، نئے مقدمات کی ضرورت نہیں۔

دار ابن کثیر سے آں عزیز خود کوشش کریں کہ وہ ہماری ہر کتاب کے پچاس پچاس نسخے صاحبِ کتب تک پہنچانے کے لیے آں عزیز کو دے دیں۔ موقع ہوا تو دار ابن کثیر کو براہ راست بھی کہہ دیا جائے گا، اس وقت ڈاک کا ڈھیر ہے اور صحت بہت کمزور چل رہی ہے۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ کے والد ماجد ان شاء اللہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں رائے بریلی تشریف لائیں گے، ان سے مل کر خوشی ہوگی۔

دار ابن کثیر والوں کے علم و ذہن میں رہے کہ ہم نے صرف سوریہ کے لیے ان کو چند دینی کتابوں کی اشاعت کی اجازت دی ہے۔ ہمارے بڑے ناشر محمد علی دولہ[۱] ہی ہیں، لیکن چوں کہ

---

[۱] استاد محمد علی دولہ (۱۹۳۹ء-۲۰۱۶ء)۔ آپ شام کے معروف داعی، صاحبِ فکر مربی، مصنف اور ناشر تھے، ==

ان کی مطبوعہ کتابیں سوریہ پہنچ نہیں سکتی تھیں اور دار ابن کثیر کے نمائندہ سفر کر کے عمان آئے، اس لیے ہم نے ان کو ایک ایڈیشن کے لیے اجازت دے دی[1]۔ ہماری کتابیں اپنی اصلی شکل ہی شائع ہوں تو اچھا ہے[2]۔

آخر میں پھر آں عزیز کی سعادت مندی اور مستعدی پر مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علمی و دینی ترقی کے اور زیادہ مواقع عطا فرمائے اور دین کا کام لے۔

یکم جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ — والسلام

۲۴ر ستمبر ۱۹۹۸ء — دعا گو

لکھنؤ — ابوالحسن علی ندوی

== جامعہ دمشق کی کلیۃ الشریعہ سے سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مولاناؒ کے اخلاص، سادگی، دعوتی بصیرت اور دل نشیں و مؤثر اسلوب سے گہرا تاثر رکھتے تھے۔ آپ نے دمشق میں معروف اشاعتی ادارے ''دار القلم'' کی بنیاد رکھی اور اپنی پوری زندگی دینی تعلیم و تربیت، دعوتِ اسلامی اور مفید علمی و دینی کتابوں کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کر دی۔ آپ کی معروف تصانیف میں ''قصص من حياة الرسول ﷺ وأصحابه'' اور ''لتفسدُن في الأرض مرّتين''، خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

[1] بقول بھائی صاحب: بعد ازاں حضرت مولاناؒ اور دار ابن کثیر کے درمیان ایک باقاعدہ رسمی معاہدہ ہوا، جس میں حضرت مولاناؒ نے اسے اپنی متعدد تصانیف کی طباعت و اشاعت کی اجازت دی۔ اس اجازت کا سبب یہ تھا کہ حضرت مولاناؒ نے دار ابن کثیر سے اپنی کتابوں کی اعلیٰ طباعت اور معیاری اشاعت کو پسند فرمایا، نیز صاحبِ دار میں امانت، دیانت اور حسنِ معاملہ کو محسوس کیا، چناں چہ اسی معاہدے کی بنا پر دار ابن کثیر کا بلادِ شام میں دار القلم کے بعد حضرت مولانا کی تصانیف شائع کرنے والے اہم ترین اداروں میں شمار ہونے لگا۔

[2] بقول بھائی صاحب: ناشر نے حضرت مولاناؒ سے ''رجال الفكر والدعوة في الإسلام'' کے چار اجزاء کو مختصر کروا کر ایک جلد میں شائع کرنے کی تجویز پیش کی تھی تاکہ شام کے مدارس میں بہ آسانی اسے پڑھایا جا سکے۔

(۸)

باسمہ تعالیٰ

۹/اکتوبر ۱۹۹۹ء

عزیز القلب وعزیز القدر عبدالماجد غوری وفقہ اللہ لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا مکتوب عزیز مؤرخہ ۱۶/ستمبر ۹۹ء دو ایک دن پہلے پہنچا۔ ہمیں آں عزیز کو خط لکھے بہت عرصہ ہو چکا تھا، خیال تھا کہ شاید ہمارا خط نہیں ملا اس لیے کہ وہ دار ابن کثیر کے پتہ پر بھیجا گیا تھا اور آں عزیز کا براہ راست پتہ معلوم نہیں تھا۔ آں عزیز کی سعادت مندی اور ہماری کتابوں کی اشاعت اور اس کی طرف توجہ خصوصی سے ایسی خوشی ہوئی کہ جو عرصے سے نہیں ہوئی تھی اور دل سے دعا نکلی۔

''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين؟!'' کا بڑا خوبصورت نسخہ پہنچا جو اس سے پہلے ایسا شائع نہیں ہوا تھا، اس کو ہم نے اپنے مکتبہ کی زینت بنا کر رکھا ہے۔ اس کے بعد ''رجال الفكر والدعوة في الإسلام'' کے چاروں اجزاء پہنچے۔ عالم عربی میں اس کتاب کی اشاعت سے بڑی مسرت ہوئی، پھر اتنے خوبصورت طریقے پر جو ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ ''السيرة النبوية'' اور ''مختارات'' ابھی نہیں پہنچیں، شاید مولوی سعید نے ریاض سے بھیجی ہے۔ آں عزیز نے بہت اچھا کیا کہ ''رجال الفكر والدعوة'' کے اغلاط کی تصحیح کر دی ہے۔ دار ابن کثیر ہماری کتابیں بہت اچھی شائع کر رہا ہے، اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ ''السيرة النبوية'' کے دو ہزار نسخے دمشق میں مقیم غیر ملکی طلباء میں مفت تقسیم کیے گئے۔

آں عزیز نے اپنی جس سعادت وشرافت کا اظہار کیا ہے، اس کا اس سے پہلے تجربہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ عمر میں برکت اور قبولیت وتوفیقِ مزید عطا فرمائے۔ امید ہے کہ رابطہ رکھیں گے۔ شیخ احمد کفتارو کی خدمت میں سلام پیش کردیں۔ ضعف بہت بڑھا ہوا ہے، چند قدم بھی چلنا مشکل ہے ورنہ دمشق ضرور آتے، اس لیے کہ اُس سے خاص مناسبت اور تعلق ہے۔

والسلام

ندوۃ العلماء — دعا گو

لکھنؤ — ابوالحسن علی ندوی

کاتب الحروف محمود[۱] اور مولانا بلال صاحب کا سلام قبول ہو۔

---

[۱] مراد مولانا سید محمود حسنیؒ ہیں جو کہ ایک مشہور عالم دین، قلم کار، مصنف، خانوادۂ حسنی کے چشم و چراغ اور اس کی تاریخ سے خوب واقف، اور ایک بہترین سوانح نگار تھے۔ ابتدائی تعلیم ندوۃ العلماء کے ایک مکتب میں حاصل کی، مدرسہ ضیاء العلوم (رائے بریلی) میں ابتدائی عربی درجات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء سے عالمیت وفضیلت کی سند حاصل کی۔ مدرسہ ضیاء العلوم سے تدریس کا آغاز کیا، دارعرفات (رائے بریلی) میں تصنیف وتالیف سے وابستہ رہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رابع حسنی ندویؒ کی خاص توجہ حاصل تھی۔ کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ وفات: ۱۳ر محرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲ر اگست ۲۰۲۲ء۔

(۹)

بسمہ تعالیٰ

۲؍شعبان ۱۴۲۰ھ
۱۱؍نومبر ۱۹۹۹ء

عزیز گرامی قدر مولوی عبدالماجد غوری   وفقہ اللہ لما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا مکتوبِ عزیز مؤرخہ ۲۳؍اکتوبر، اور عزیز القدر تصنیف ''أعلام المحدثین بالہند'' پہنچی، دیکھ کر مسرت بھی ہوئی اور استعجاب بھی کہ اس نوعمری میں ایسی تحقیقی کتاب تصنیف کی اور ایک گراں قدر تعارف اور خدمتِ وطن کا کام کیا۔ اس پر جو مقدمہ وتقریظ لکھی گئی ہے وہ بھیجی جا رہی ہے، خدا کرے وہ شایانِ شان ہو اور پسند آئے۔ آں عزیز کا حق سمجھتے ہوئے یہ فرمائش پوری کی گئی، ورنہ ہم تو صاحبِ فراش اور علیل چل رہے ہیں، آں عزیز کا حق اس سے بھی زیادہ تھا، دمشق میں ہماری کتابوں کی بڑی اشاعت کرائی اور ان کو پھیلایا، بس اتنا خیال رکھیں کہ ناشرین کے آپس میں تحاسد وتباغض نہ پیدا ہو اور وہ اپنا کام صلح اور تعاون سے قائم رکھیں۔

آں عزیز کی تصنیف مصنف کی عمر دیکھتے ہوئے باعث مسرت وتہنئت اور باعثِ حیرت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آں عزیز کی عمر دراز کرے اور زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ کتاب ہم نے محفوظ کر لی ہے، امید ہے کہ اس کی اصل وہیں ہوگی اور وہ جلد شائع ہوگی۔
اللہ عمر دراز کرے، اور زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء
لکھنؤ

محترم ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

(۱)

لکھنؤ
۶/نومبر ۱۹۹۵ء

عزیزم سید عبدالماجد غوری سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب رجسٹری ڈاک سے موصول ہوا۔ مکہ مکرمہ کے ''مدرسۂ صولتیہ''[۱] میں داخلہ مشکل نہیں ہے، مگر حکومت کی طرف سے پروانۂ قیام- جس کو اقامہ کہتے ہیں- نہیں ملتا۔ جامعہ امّ القریٰ (مکہ یونیورسٹی) میں داخلہ ملنے کی شرط یہ ہے کہ طالب علم کے پاس کم از کم ''ثانویہ'' (سکنڈری ہائی اسکول) کی سرٹیفکٹ ہو، اگر آپ کے پاس ''عالم'' یا میٹرک کی سند ہے تو درخواست ذیل کے پتہ پر بھیجیں:

سعادة عميد معهد اللغة العربية
جامعة أم القرىٰ
مكة المكرمة (Saudi Arabia)

---

[۱] ''مدرسہ صولتیہ'' مکہ مکرمہ کا پہلا باقاعدہ مدرسہ ہے جسے مولانا محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن کیرانویؒ نے قائم کیا، جو ہندوستانی نژاد مکی عالم تھے۔ اس کا نام ''صولتیہ'' ہندوستان کی ایک نیک دل خاتون ''صولت النساء'' کے نام پر رکھا گیا جنھوں نے اس کے قیام میں مالی تعاون کیا تھا۔ اس مدرسہ کا دینی اور عربی علوم کی نشر و اشاعت اور مکہ مکرمہ میں بہت سے بیرونی علماء و طلباء کی علمی تربیت میں نمایاں کردار ہے۔ برادرِ محترم کی خواہش تھی کہ وہ اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کریں۔

اس کے ساتھ پیدائش کا سرٹیفکٹ (Birth Certificate) اور کسی دینی ادارہ یا معروف شخصیت یا ان کی درس گاہ کی تصدیق سند کی فوٹو کاپی، پاسپورٹ کی فوٹو کاپی، اپنی پاسپورٹ سائز کی فوٹو، اور اس کے عربی یا انگریزی میں لکھی ہوئی درخواست۔

وہاں کمیٹی دیگر کاغذات کا جائزہ لے کر منظوری کی اطلاع، ویزا، ٹکٹ بھیجے تو چلے جائیے گا، اور اس کے ساتھ اللہ سے کامیابی کے لیے دعا کرتے رہیں۔

میں یہاں برابر نہیں رہتا، اس لیے گزشتہ مکتوب جس کی طرف خط میں حوالہ ہے، مجھے نہیں ملا۔ آپ کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں، اپنے والد صاحب سے سلام کہیے۔

والسلام

عبداللہ عباس ندوی

(۲)

لکھنؤ
۱۱/۸/۲۰۰۴ء

عزیز مکرم سید عبدالماجد الغوری حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈاکٹر محسن عثمانی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ وہ آپ کو خط لکھ چکے ہیں، اس لیے آج جو آپ کا خط ملا اس سے بڑی مسرت اور دلی اطمینان ہوا، اور آپ کے لیے دعا گو پہلے سے ہوں، تین سال پہلے ''میرِ کارواں''[1] میں میں نے اشارہ کیا تھا۔ آپ کے کام اور اشاعت کو دیکھ کر نہ صرف مسرت بلکہ فخر محسوس کرتا ہوں۔

یہ مسودہ جو بھیج رہا ہوں، یہ ایک کتاب کے تین حصے ہیں ''المستوى الأول، المستوى الثاني، المستوى الثالث'' ، اور کتاب کا نام میں نے ''أساس اللغة العربية'' تجویز کیا ہے، مقصد غیر عرب طلباء کو ڈائرکٹ متھڈ سے عربی پڑھانا، جس میں مقامی زبان کا تصور نہ ہو اور ترکیب خالص عربی ہو، مگر الفاظ ایسے ہوں جس سے وہ اپنی نحوی تعلیم کو آگے بڑھا سکیں، جیسے ''الإسلام دين'' اس میں اسلام بھی اردو میں بولا جاتا ہے اور دین بھی، مگر ترکیب عربی ہے، اسی طرز کو بڑھایا ہے اور صَرف ونحو کے ضروری مسائل مشقوں کے ذریعے اور جملوں میں استعمال کیے اور کرائے ہیں جو پہلی اور دوسری جلدوں میں مشق کر چکے ہیں۔

---

[1] یہ ڈاکٹر صاحبؒ کی اہم تصنیف ہے، جس میں انھوں نے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی شخصیت، علمی مقام ومرتبہ، دعوتی فکر، ادبی ذوق اور دینی خدمات کا تعارف پیش کیا ہے۔

آپ کے احباب میں وہاں جولوگ اس کی تصمیم کرسکیں، رنگوں کا انتخاب، کاغذ کا انتخاب، حرف کے چھوٹے بڑے ہونے کا معیار اس کا آپ کو پورا اختیار ہے۔ میں رجب کے آخر تک یہاں ہوں اور اپنے مکہ جانے کی اطلاع ٹیلی فون سے کردوں گا انشاء اللہ، اور امید ہے کہ آپ سے اچھی خبر سنوں گا۔

اس کے مقدمہ کے طور پر یا فاتحۃ الکتاب کے طور پر آپ کچھ لکھنا چاہیں تو لکھ سکتے ہیں یا ڈاکٹر محسن عثمانی کی طرف سے لکھ دیا جائے گا۔ یہ کوئی زیادہ اہم مسئلہ نہیں ہے۔ اصل دار ابن کثیر یا جس ادارے سے آپ پسند کریں اور جن شرائط پر پسند کریں مجھے سب منظور ہے، کتاب کو ایرمیل سے بھیج رہا ہوں، اگر آپ اس کے ملنے کی اطلاع ٹیلی فون سے دے دیں تو مزید احسان ہوگا اور بلا تکلف اب سے کتاب کی طباعت تک جتنے ٹیلی فون یا مراسلات کا بل ہوگا، وہ میں مکہ مکرمہ سے ڈالر یا پاؤنڈ کے ذریعے بھیج دوں گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبداللہ عباس ندوی

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکہ مکرمہ
۱۳/۱۱/۲۰۰۵ء

الابن العزیز الفاضل السید عبدالماجد الغوری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مولوی سلمان حسن[۱] نے آپ کی مرسلہ کتابیں پہنچادیں، جزاه اللّٰه وإياكم خيرا۔ حضرت مولانا پر آپ کی کتاب اور حدیث شریف پر حضرت کا رسالہ اور آپ کے برادر عزیز کا مرتب کیا ہوا اُصول حدیث پر رسالہ نیز ''سیرۃ النبی'' کا ایک نیا ایڈیشن دیکھ کر دل سے آپ کے لیے دعا نکلی، لکھنؤ کے زمانۂ قیام میں آپ اعزہ کی خدمات باعث فخر بھی ہے اور مستحق دعا تھی، حضرت مولانا سے متعلق جو علمی کام بھی ہوتا ہے اس سے روحانی سعادت حاصل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں آپ کو جو توفیق دی ہے میں نے اس کا اعتراف اس وقت کیا تھا جب کہ آپ سے ملاقات نہیں تھی، اور جو دعائیں دی تھیں وہ آج بھی ذہن وقرطاس پر ثبت ہیں، اللہ تعالیٰ سے توفیقِ مزید کی دعا ہے، بزرگوں کی خدمات کو عام کرنے میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ جزاك اللّٰه، وأبقاك اللّٰه، وسلّمك اللّٰه۔

---

[۱] مراد مولانا سلمان حسن بنوری ہیں جو کراچی کے ''معہد عبداللہ بن عباس'' میں حدیث کے استاد ہیں، اس سے قبل وہ طالب علم کی حیثیت سے دمشق میں مقیم رہ چکے تھے، جب وہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو برادرِ محترم نے ان کے ذریعے حضرت مولاناؒ کی بعض تصانیف ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ارسال کی تھیں، جو ان کی نگرانی میں دمشق میں شائع ہوئی تھیں۔

''أساس اللغة'' کی طباعت انشاء اللہ آپ کی کاوش سے مکمل ہو جائے گی، اگر میری عمر نے وفا نہیں کی، بعد میں بھی شائع ہوئی جب بھی کچھ نہ کچھ اس کا حق ادا ہو ہی جائے گا۔[۱]
میں نے آپ کی کتاب کا جا بجا سے معالعہ کیا ہے اور حضرت مولانا کی کرامت اور آپ کی سعادت لائق تہنیت نظر آئی۔

ڈاکٹر محسن عثمانی نے مطلع کیا ہے کہ انھوں نے اپنے انسٹی ٹیوٹ کے لیے اس کو منتخب کیا ہے، انشاء اللہ اور بھی مدارس اس کو قبول کریں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عبداللہ عباس ندوی

آپ کا کوئی فیکس نمبر ہو تو مطلع کریں

---

۱ یہ کتاب برادرِ محترم کی نگرانی میں دار ابن کثیر- بیروت سے تین بڑے اجزا میں شائع ہو چکی ہے اور عربی زبان سیکھنے والے غیر عرب طلباء کے درمیان کافی مقبول ہوئی۔

مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی[۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز القدر مولوی سید عبدالماجد سلمہ اللہ ورقاہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے تم بخیر وعافیت وطن عزیز پہنچ چکے ہو۔ ابھی ابھی تمھارا سعادت نامہ موصول ہوا جس کو پڑھ کر تمھارے تردد اور فکر کا علم ہوا، اس سے ہم کو تکلیف ہوئی۔ تم نے اپنے خط میں جو باتیں لکھی ہیں وہ سب صحیح نہیں ہیں۔ بلاشبہ ہم کو تمھارے اس عمل سے کچھ تردد ہوا تھا کہ تم نے بتایا کچھ اور کیا کچھ جس کی تم سے ہم کو بالکل امید نہیں تھی[۲] لیکن حقیقت معلوم ہونے کے بعد

۱؎ معروف عالم دین، محدث، داعی، مصنف، مترجمِ قرآن اور ندوۃ العلماء کے موجودہ ناظم۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا سید محمد حسنیؒ عربی ماہ نامہ ''البعث الاسلامی'' اور اردو پندرہ روزہ ''تعمیر حیات'' کے بانی مدیر تھے۔ دس برس کی عمر میں والد کے انتقال کے بعد حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے آپ کی سرپرستی فرمائی۔ آپ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے عالمیت وفضیلت کی تعلیم حاصل کی اور متعدد اکابر محدثین سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔ آپ کی علمی ودعوتی شخصیت پر حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی فکر وتربیت کے گہرے اثرات ہیں۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی قائم کردہ ''تحریک پیام انسانیت'' اس وقت آپ ہی کی سرپرستی ونگرانی میں خدمات انجام دے رہی ہے۔ آپ کی مشہور ومعروف تصانیف میں: ''آسان معانی قرآن''، ''حدیث کی روشنی''، ''صحاح ستہ اور ان کی مصنفین''، ''اسوۂ رحمت ﷺ''، ''اسلامی عقائد: قرآن وسنت کی روشنی میں''، ''صحابہ کا مقام ومرتبہ'' اور ''قادیانیت: منظر اور پس منظر'' شامل ہیں۔

۲؎ برادرِ محترم کو ''مدرسہ ضیاء العلوم'' رائے بریلی میں پڑھائی کے دوران اچانک اپنے وطن حیدرآباد آنا پڑا، جس کی وجہ سے ایک ہفتہ کی چھٹی حضرت مولانا بلال صاحب سے لی تھی، لیکن کسی وجہ سے یہ مدت کچھ طویل ہوئی، اور ان کے کسی ساتھی نے بہ ذریعہ فون یہ اطلاع دی کہ مولانا اِن سے شدید خفا ہیں۔

بالکل دل صاف ہے، تم خیال مت کرو اور میرے جملہ کے متعلق جو تم نے تحریر کیا ہے وہ ہم کو بالکل یاد نہیں کہ ہم نے کہا ہو۔ خیر تم خوش وخرم رہو اور اطمینان رکھو تمھارے درجے کے طلبا میں ہمارا تم سے خاص تعلق ہے اور ہم تمھاری ترقی کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے دین کی خدمت کا کام لے اور اپنی مرضیات پر چلائے۔

یہ تمھاری سعادت مندی ہے کہ اساتذہ کی ناراضگی سے تمھیں فکر ہوئی، ان شاء اللہ تمھیں اس کا فائدہ ہوگا۔ تمھارے والد صاحب کا خط تمھارے نام موصول ہوا تھا وہ ہم نے مولوی محمود سلمہ کے نام محفوظ کرادیا ہے تا کہ تمھارے آنے پر (دے دیا جائے)۔

والد صاحب مدظلہ کو سلام کہو اور دعا کی درخواست بھی کرو، اور تم بالکل مطمئن رہو، اللہ تم سے راضی ہو اور اپنی رضا کے کام لیتا رہے اور علم نافع سے تمھیں معمور فرمائے اور تمھیں دوسروں کے لیے باعث ہدایت بنائے۔

وقت پر مدرسہ آنے کی کوشش کرنا۔

۱۶رمحرام الحرام ۱۴۱۷ھ

والسلام

دعا گو

بلال عبدالحی حسنی ندوی

نوٹ: تمھارا خط تاخیر سے ملا اس لیے ممکن ہے کہ جواب میں تاخیر ہوجائے۔ خدا کرے جلدی خط مل جائے، تا کہ تم مطمئن ہو۔

مولانا محمد سعد کاندھلوی
(امیر جماعت تبلیغ)

بنگلہ والی مسجد، دہلی، انڈیا

۱۱؍جون ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی محترمی جناب عبدالماجد غوری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ مع ''منتخب احادیث''[۱] ودیگر کتب موصول ہوا۔ اللہ رب العزت آپ کو علم کی اس خدمت کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، بیشک یہ کتاب کام کے لیے جتنی مفید اور ضروری ہے اسی قدر آپ نے بھی اس کی طباعت کا اہتمام فرمایا ہے۔ کتاب ہاتھ میں آئی ہے، بندہ نے کتاب کا مطالعہ کیا اور ابتداء میں ہی عرض مرتب جو اصلاً بندہ کی جانب سے ہے جس کو آپ نے بین یدی الکتاب اور آیتِ قرآن شریف لقد منّ اللّٰه الی آخرها سے شروع فرمایا ہے اور اس مضمون کو منسوب کیا ہے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی کی طرف، آپ سے درخواست ہے براہ کرم جلد مزید طباعت سے قبل اس کی تصحیح ہو جائے، کیوں کہ مضمون کا سیاق

---

[۱] اس سے مراد حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ (وفات: ۱۹۶۵ء) کی کتاب ''الأحاديث المنتخبة في الصفات الستّ للدعوة إلى اللّٰه'' ہے۔ برادرِ محترم نے اس کی طباعت، اس پر اپنے مقدمہ کے ساتھ اس میں موجود علمی اغلاط کی تصحیح کا اہتمام کیا۔ یہ کتاب دار ابن کثیر - بیروت سے ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی۔

خود دلالت کر رہا ہے کہ مضمون حضرتؒ کی طرف سے نہیں بلکہ بندۂ ناچیز محمد سعد کی طرف سے ہے[۱]، بندہ تصحیح شدہ نسخہ کا شدت سے منتظر رہے گا۔

اللہ کی ذات سے امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے قیمتی مشغول وقت سے دعوت کے اس مبارک کام کے لیے بھی یقیناً کچھ وقت فارغ کرتے ہوں گے۔ اللہ رب العزت آپ کی استعداد اور صلاحیت کو امت کے استفادہ کے لیے عام فرمائے۔ آپ حضرات کی تائید، توجہ اور دعاؤں کا بندہ ہر وقت محتاج اور منتظر ہے۔

والسلام

بندہ محمد سعد

---

[۱] ناشر سے یہ غلطی اس بنا پر ہوئی کہ اس نے کتاب میں موجود مقدمہ کو مولانا سعد کاندھلوی کا مقدمہ سمجھ لیا، حالاں کہ وہ مقدمہ مؤلفِ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ہے۔

YUSUF KARAJA
HATBOYU CAD.
17/4 Hicret Ap.
ERENKOY
ISTANBUL - TURKEY

محترم یوسف قاراجہ ندوی[۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزِ من، برادرِ من، جانِ من عبدالماجد غوری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دلسوز اور آبپاش نامہ نگار پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، دل باغ باغ ہوگیا، ساتھ ہی بے چینی میں ڈوبا کہ کئی سال پہلے کی بات آپ نے دہرائی[۲]، بہت افسوس ہے کہ میری طاقت میں زیادہ مقدرت نہیں تھی، طالبِ علم اور کاشفِ حقیقت کے زیرِ قدم سب کچھ نثار کرنا چاہیے، لیکن مالدار لوگ باغی وطاغی ہیں، غریب لوگ اور ہمت والے مسلمان تو نادار ہیں، کیا کیا جائے، تقدیر یہی ہے[۳]۔

---

[۱] شیخ محمد یوسف قراجہ، ترکی کے ممتاز عالم، داعی اور مترجم تھے۔ ۲۲ر ستمبر ۱۹۳۶ء میں ترکی کے شہر قیصریہ یشیل حصار میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی، اور ابتدائی دینی تعلیم اور عربی زبان کے مبادیات حاصل کیے۔ بعد ازاں استنبول گئے، وہاں انھوں نے متعدد اہلِ علم سے استفادہ کیا۔ ''مدارسِ امام وخطیب'' کے ابتدائی طلباء میں آپ کا شمار ہوا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے گہری عقیدت ومحبت انھیں ہندوستان لے آئی، چناں چہ انھوں نے دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا، ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۲ء تک وہاں تعلیم حاصل کی اور وہیں سے فارغ التحصل ہوئے۔ اس عرصے میں آپ نے حضرت مولاناؒ سے خصوصی طور پر استفادہ کیا، عربی اور اُردو دونوں زبانوں میں خاصی مہارت حاصل کی۔ ترکی واپس آنے کے بعد وہ تعلیم وتعلم اور دعوت وتدریس کے کاموں میں مشغول ہوگئے اور ''مدارسِ امام وخطیب'' میں عربی زبان اور سیرت نبویؐ کے مدرس متعین ہوئے۔ آپ نے حضرت مولاناؒ کی متعدد کتابوں کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا، نیز علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور دیگر اہلِ علم کی تصانیف ==

میں دعا کرتا ہوں کہ آپ جیسے مجاہدِ اسلام ہمیشہ اسلامی خدمت میں کامیاب ہوتے جائیں۔ اللہ جل جلالہ دنیا اور آخرت میں آپ اور خدامِ اسلام کی شان عالی کرے۔

جب ترکی تشریف لانے کے عزم اور ارادہ ہو جائیں گے تو مجھے مطلع کیجیے، آپ کو میں اپنے پاس مہمان ٹھہراؤں گا۔ ندوہ والوں سے بہت سلام کہہ دیجیے۔

فقط والسلام علیکم وعلی من لدیکم

۱۰/۲/۲۰۰۴ء یوسف قاراجاندوی

==بھی ترکی زبان میں منتقل کیں۔ آپ کا انتقال ۲۴/دسمبر ۲۰۲۰ء کو ہوا۔ برادرِ محترم سے آپ کافی محبت فرماتے تھے، انھیں بلادِ شام میں حضرت مولاناؒ کے علمی ورثے کی نشر واشاعت کی ترغیب دیتے اور اس سلسلے میں ان کی کاوشوں کو سراہتے تھے۔

۲؎ برادرِ محترم کے بیان کے مطابق، ممکن ہے کہ شیخ یوسف قراجہ کو اپنا وہ واقعہ یاد آیا ہو جو ان کے ساتھ اس وقت پیش آیا تھا جب وہ ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے لکھنؤ آئے تھے، اس وقت انھیں اپنے وطن میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو ان کے تعلیمی اخراجات برداشت کر سکے، البتہ لکھنؤ کی ایک رئیس اور دین دار خاتون نے ان کے تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔

۳؎ برادرِ محترم کے بقول، شیخ قراجہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ دمشق کی جس جامعہ میں وہ زیرِ تعلیم تھے، وہاں انھیں کوئی ماہانہ تعلیمی وظیفہ نہیں دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سعودیہ کی جامعات میں عموماً دیا جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں، تو انھوں نے اس پر افسوس کا اظہار کیا اور بہت فکرمند رہے۔

علمی مراسلات اسلامی تہذیب کی ایک قدیم، مستحکم اور قابل قدر علمی روایت ہیں، جن کے ذریعہ علماء، ادباء اور اہل فکر نے دینی، علمی، ادبی اور فکری مسائل پر تبادلۂ خیال کیا، باہمی رہنمائی حاصل کی اور علمی تحقیق کے دائرے کو وسعت دی۔ یہ خطوط محض شخصی رابطے کا وسیلہ نہیں، بلکہ علم کے تحفظ و اشاعت، افکار کی توضیح اور علمی روابط کے استحکام کا بھی مؤثر ذریعہ رہے ہیں۔

یہ کتاب والد محترم ابن غوری صاحب کے نام مختلف اکابر علماء، ادباء، مصنفین اور اہل قلم کی جانب سے لکھے گئے خطوط کا ایک اہم مجموعہ ہے۔ ان مراسلات میں متعدد دینی، علمی، ادبی اور فکری موضوعات سے متعلق قیمتی آراء، مخلصانہ نصائح اور بصیرت افروز رہنمائی محفوظ ہے۔

مرتب نے ان خطوط کو جمع کر کے اصحاب مراسلت کے مقام و مرتبے اور ان کے علمی و عملی شعبوں کے اعتبار سے منظم کیا، اور ضروری مقامات پر توضیحی حواشی کا بھی اضافہ کیا ہے۔ مزید برآں، کتاب کے آخر میں حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابرین کے وہ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں جو ڈاکٹر سید عبدالماجد غوری کے نام تحریر کیے گئے تھے۔

یہ مجموعہ اپنے علمی مواد کے ساتھ حسن استفسار، احترام علماء، خیر خواہی، تواضع اور باہمی علمی استفادے جیسی اعلیٰ قدروں کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب علمی مراسلت کی اصیل روایت کو محفوظ کرنے اور اسے نئی نسل تک منتقل کرنے کی ایک سنجیدہ اور مفید علمی کاوش ہے۔

مکتبہ کلیمیہ
KALEEMIYA
PUBLICATIONS

ISBN: 978-93-6038-673-3
9 789360 386733